ماہنامہ
یٰس
مکمل عالمی اسلامی ڈائجسٹ
مفتی اعظم نمبر
Rs. 20/-

کیا اور کہاں؟
السلام علیکم
نعت پاک
خلوص کے پیکر
نوید نوری
سگے بھائی
فقید المثال ہستی
رازی اور غزالی
آئینہ تم ہو
سالِ ولادت
شیخ عالم
عقیدت مندیاں
شہیدانِ بنارس
پیکرِ استقامت
شان و عظمت
منظومات: ● علامہ رجب القادری ● قاری احمد عثمان ● مرزا شکور بیگ ● مولانا مجیب القادری ● جناب شمس مصطفیٰ

اداریہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

لیجئے! مفتی اعظم نمبر حاضر ہے، کیسا ہے؟ اس کا فیصلہ آپ کو کرنا ہے! محل بنانے کے لئے کنکر، پتھر جوڑنے کی ضرورت ہوتی ہے اور معجزۂ فن کی نمود میں خونِ جگر صرف کرنا پڑتا ہے۔ یہ ایک نذرانۂ غلامی اور خراجِ عقیدت ہے۔ عقیدت کا خراج ہو یا غلامی کا نذرانہ، پیش کرنے والا اپنی حیثیت و بساط کے مطابق ہی مکلف ہوتا ہے۔ قبولیت اسکے ذمۂ کرم پر ہوتی ہے جس کی بارگاہ میں اسے پیش کریجئے۔ شرف و سعادت کی توفیق ملتی ہے۔ وہ چاہے تو معمولی سے گھروندے کو محل کیا تاج محل قرار دیدے اور بے آب و رنگ خاکے کو معجزۂ فن کا نام دیدے۔

بحمدہٖ تعالےٰ مولائے قادر و قیوم نے اپنے حبیب و محبوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل میں ہمیں اس یقین کی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے کہ ہم جن گرامی مرتبت اور فخر و نازِ دین و ملت، شہزادۂ اعلیٰحضرت تاجدار اہلسنت، عارف باللہ، مردِ حق آگاہ، آئینۂ شانِ رضا محبوبِ محبوبِ خدا کی بارگاہِ بیکس پناہ و فلک جاہ میں حاضر ہیں۔ وہ جسے جو ٹھہرادیں وہ وہی ہو جاتا ہے ؎

دن وہ کہیں تو دن سبھی، رات کہیں تو رات ہے۔

وہ اسے تاج محل کہہ دیں تو کوئی نہیں جسے یہ تاج محل نظر نہ آئے۔ اور اگر وہ اسے معجزۂ فن قرار دیں تو کوئی آنکھ نہیں جو اس سے انکار کی جرأت کر سکے۔ ساتھ ہی ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ ہم جس کریم ابن کریم اور سخی ابن سخی کے دروازۂ رحمت پر دست بستہ حاضر ہیں وہ اپنی چوکھٹ کے بھکاریوں اور گلی

مست مئے وفا ہو کوئی بھی کہیں بھی ہو
سب کو مرے سلام محبت کی نذر دو

کے نقیبوں کو مایوس اور شکستہ خاطر نہیں کرتا، ایسا کرنا اس کی شانِ کرم و کرامت کے منافی ہوتا ہے ؎

یہی یقین تو ہے اہلِ دل کا سرمایہ

اور اسی یقین کے سہارے پر یہ جرأت کی گئی ہے۔ یقینی طور پر اگر اسے آپ ہماری "کوشش" سمجھیں گے تو کسی قابل نہ پائیں گے اور اگر "ان کا کرم" تصور کریں گے تو پھر "جنت نگاہ" اور "فردوس نظر" قرار دینے میں بھی کسی بخل سے کام نہیں لیں گے۔

البتہ یہ ضرور عرض کریں گے کہ اگر اسے ناقابلِ قبول پائیں تو اس کی ذمہ داری ہماری بے بضاعتی، فرومائگی اور نذرِ خلوص پیش کرنے کے آداب سے ناواقفیت کے سر ڈال دیں اور اس میں کوئی خوبی، کوئی حسن، کوئی جاذبیت اور کوئی دلکشی ہو تو اسے حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالے علیہ کے دربارِ دُربار و عالی وقار کے عطیۂ کرم کے سوا کوئی اور نام نہ دیں ؎

کرم کی بھیک ملتی ہے کریموں کے گھرانے سے
نبی کے جانشینوں کے مقدس آستانے سے
جسے جو کچھ بھی ملتا ہے انھیں کے در سے ملتا ہے
ہمارے پاس کیا ہے کچھ نہیں جو کچھ ہے ان کا ہے

(ادارہ)

نعت پاک

(از سیدنا میر کا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(اس نعت شریف میں یہ صنعت رکھی ہے کہ پڑھنے میں دونوں ہونٹ نہیں ملتے)

سید کونین سلطان جہاں ‏ — ظل یزداں شاہ دیں عرش آستاں

کل سے اعلیٰ کل سے اولیٰ کل کی جاں — کل کے آقا کل کے ہادی کل کی شاں

دلکشا دلکش دل آرا دلستاں — کان جان و جان جان و شان شاں

ہر حکایت ہر کنایت ہر ادا — ہر اشارت دلنشیں و دل نشاں

دل دے دل کو جان جاں کو نور دے — اے جہان جان والے جان جہاں

آنکھ دے اور آنکھ کو دیدار نور — روح دے اور روح کو راہ جناں

اللہ اللہ یاس اور ایسی آس سے — اور یہ حضرت یہ در یہ آستاں

تو ثنا کو ہے ثنا تیرے لئے — ہے ثنا تیری ہی دیگر داستاں

تو نہ تھا تو کچھ نہ تھا گر تو نہ ہو — کچھ نہ ہو تو ہی تو ہے جان جہاں

تو ہو داتا اور اوروں سے رجا — تو ہو آقا اور یاد دیگراں

التجا اس شرک و شر سے دور رکھ — ہو رضا تیرا ہی غیر از این و آں

جس طرح ہونٹ اس غزل سے دور ہیں
دل سے یوں ہی دور ہو ہر ظن و ظاں

شجرۂ علیہ حضرات عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ مصطفویہ

حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والصلوٰۃ وفات ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۱ھ مزار پاک مدینہ طیبہ	حضرت مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ وفات ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ مزار مبارک نجف اشرف	حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہادت ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ مزار پاک کربلائے معلی	حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات ۱۸ محرم الحرام ۹۴ھ مزار پاک مدینہ منورہ
حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات ۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ مزار پاک مدینہ منورہ	حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ وفات ۱۵ رجب المرجب ۱۴۸ھ مزار پاک مدینہ منورہ	حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ وفات ۵ رجب المرجب ۱۸۳ھ مزار پاک بغداد شریف	حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ وفات ۲۱ رمضان المبارک ۲۰۳ھ مزار پاک مشہد مقدس
حضرت سیدنا شیخ معروف کرخی رضی اللہ عنہ وفات ۲ محرم الحرام ۲۰۰ھ مزار پاک بغداد شریف	حضرت سیدنا شیخ سری سقطی رضی اللہ عنہ وفات ۱۳ رمضان المبارک ۲۵۳ھ مزار پاک بغداد شریف	حضرت سیدنا شیخ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ وفات ۲۷ رجب المرجب ۲۹۸ھ مزار بغداد شریف	حضرت سیدنا شیخ ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات ۲۷ ذی الحجہ ۳۳۴ھ مزار بغداد شریف
حضرت سیدنا شیخ عبدالواحد تمیمی رضی اللہ عنہ وفات ۲۶ جمادی الآخر ۴۲۵ھ مزار بغداد شریف	حضرت سیدنا شیخ ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ عنہ وفات ۳ شعبان المعظم ۴۴۷ھ مزار بغداد شریف	حضرت سیدنا شیخ ابوالحسن علی ہکاری رضی اللہ عنہ وفات یکم محرم الحرام ۴۸۶ھ مزار بغداد شریف	حضرت سیدنا شیخ ابوسعید مخزومی رضی اللہ عنہ وفات ۷ شعبان المعظم ۵۱۳ھ مزار بغداد شریف
حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ وفات ۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ مزار بغداد شریف	حضرت سیدنا شیخ عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات ۶ شوال المکرم ۶۲۳ھ مزار بغداد شریف	حضرت سیدنا شیخ ابوصالح نصر رضی اللہ عنہ وفات ۲۷ رجب المرجب ۶۳۲ھ مزار بغداد شریف	حضرت سیدنا شیخ محی الدین ابو نصر رضی اللہ عنہ وفات ۲۷ ربیع الاول ۶۵۶ھ مزار بغداد شریف
حضرت سیدنا شیخ سید علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات ۲۳ شوال المکرم ۷۳۹ھ مزار بغداد شریف	حضرت سیدنا سید موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات ۱۳ رجب المرجب ۷۶۳ھ مزار بغداد شریف	حضرت سیدنا سید حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات ۲۶ صفر المظفر ۷۸۱ھ مزار بغداد شریف	حضرت سیدنا سید احمد جیلانی رضی اللہ عنہ وفات ۱۹ محرم الحرام ۸۵۳ھ مزار بغداد شریف
حضرت سیدنا شیخ بہاء الدین رضی اللہ عنہ وفات ۱۱ ذی الحجہ ۹۲۱ھ مزار دولت آباد دکن	حضرت سیدنا شیخ ابراہیم ایرجی رضی اللہ عنہ وفات ۵ ربیع الآخر ۹۵۳ھ مزار درگاہ محبوب الٰہی دہلی	حضرت سیدنا شیخ محمد بھکاری رضی اللہ عنہ وفات ۹ ذی قعدہ ۹۸۱ھ مزار کاکوری شریف	حضرت سیدنا قاضی ضیاء الدین رضی اللہ عنہ وفات ۲۲ رجب المرجب ۹۸۹ھ مزار نیوتنی شریف اناؤ
حضرت سیدنا شیخ جمال الاولیاء رضی اللہ عنہ وفات یکم شوال المکرم ۱۰۴۷ھ مزار کوڑا جہان آباد فتح پور	حضرت سیدنا سید محمد رضی اللہ عنہ وفات ۲۶ شعبان المعظم ۱۰۷۱ھ مزار کالپی شریف	حضرت سیدنا سید احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات ۱۹ صفر المظفر ۱۰۸۴ھ مزار کالپی شریف	حضرت سیدنا سید فضل اللہ رضی اللہ عنہ وفات ۱۴ ذیقعدہ ۱۱۱۱ھ مزار کالپی شریف
حضرت سیدنا برکت اللہ رضی اللہ عنہ وفات ۱۰ محرم الحرام ۱۱۴۲ھ مزار مارہرہ شریف	حضرت سیدنا شاہ آل محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات ۱۶ رمضان المبارک ۱۱۶۴ھ مزار مارہرہ شریف	حضرت سیدنا شاہ حمزہ رضی اللہ عنہ وفات ۱۴ رمضان المبارک ۱۱۹۸ھ مزار مارہرہ شریف	حضرت سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں رضی اللہ عنہ وفات ۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ مزار مارہرہ شریف
حضرت سیدنا شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ عنہ وفات ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ مزار مارہرہ شریف	حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ عنہ وفات ۱۱ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ مزار مارہرہ شریف	حضرت سیدنا شاہ احمد رضا رضی اللہ عنہ وفات ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ مزار بریلی شریف	حضرت سیدنا شاہ ابوالبرکات آل الرحمٰن محمد مصطفےٰ رضا رضی اللہ عنہ وفات ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ مزار بریلی شریف

مجرب عمل ان بزرگان دین کی تاریخہائے وفات پر تمام بزرگان سلسلہ کی ارواح طیبہ وطاہرہ کیلئے ایصال ثواب اور فاتحہ بہت ہی موجب خیر و برکت اور باعث اجر و ثواب عمل ہے۔ (ادارہ)

سبحان اللّٰہ وبحمدہٖ سبحان اللّٰہ العظیم

خلوص وللہیت کے پیکر

حضرت علامہ الحاج مولانا شاہ ابو مسعود سیّد محمد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی صاحب سجّادہ کچھوچھہ مقدسہ کے تاثرات۔

حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ بلاشبہ ان اکابرین میں سے تھے جو دین وسنیت کو فروغ دینے کے لئے پیدا ہوئے ہیں، حضرت کی پوری زندگی پر ایک طائرانہ نگاہ ہی ڈالتے تو یہ حقیقت نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ خلوص وللہیت ان کی شخصیت کا ٹریڈ مارک تھا۔ ان کا کوئی قول یا عمل میری نگاہ میں ایسا نہیں ہے جو خلوص وللہیت سے عاری ہو وہ اگر ایک طرف متبحر عالم، مستند اور معتبر فقیہ، مختلف علوم وفنون کے ماہر اور شعر وادب کے مزاج آشنا تھے تو دوسری جانب ریاضت وعبادت، مکاشفہ ومجاہدہ اور اسرار باطنی کے بھی محرم تھے اور ہر میدان میں ان کے خلوص وللہیت کی جلوہ گری نمایاں طور پر دکھائی دیتی تھی، وہ ایک ایسی شمع تھے جس کے گرد لاکھوں پروانے اکتساب نور کی خاطر زندگیوں کو داؤں پر چڑھائے رہتے تھے

میرے گھرانے کے بزرگوں سے ان کے دیرینہ اور گہرے تعلقات تھے۔ اس پس منظر میں مجھے ان کا قرب خاص حاصل تھا۔ ایسے کئی مواقع آئے جب حضرت نے تنہائی کی فضا پاکر انشراح صدر کے ساتھ مجھ سے باتیں فرمائیں اور ایک موقع پر فتنوں کی نشان دہی کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر دین وسنیت کے ماحول میں انتشار کا خوف واندیشہ نہ ہوتا تو بعض لوگوں کے چہروں پر پڑی ہوئی نقابوں کو الٹ کر ان سے اپنی بیزاری کا اعلان کر دیتا حضرت نے اپنی مدھم لے میں مگر کسی قدر جوش کے ساتھ کچھ اور باتیں بھی ارشاد فرمائیں جنھیں میں سمجھ نہ سکا اس لئے کہ میں پہلے ہی سے اس فکر میں ڈوب گیا تھا کہ دین وسنت سے خلوص وللہیت رکھنے والے اس معیار کے کہاں ملیں گے۔ جن میں صبر وتحمل بھی ہو اور فکر وتدبر بھی۔ اور علم و [illegible] بھی۔

عائے رضا و نوید نوری

حضرت علامہ طیش صدیقی

آج جب یہ سطور قلم بند کی جا رہی ہیں جمادی الآخر ۱۴۱۲ھ
اور دسمبر ۱۹۹۱ء کی ۲۷ تاریخ ہے اب سے ٹھیک ۱۴ سال
بل ۱۹ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ مطابق ۲۹ جنوری ۱۹۷۸ء
ور شدی حضور مفتی اعظم کی بارگاہ میں علم و قلم کا
ذرانۂ عقیدت اور خراج حقیقت پیش کرنے کے لئے
یا تھا تو گل افشانئ گفتار کا آغاز کرتے ہوئے قلم کی زبان
"دعائے رضا و نوید نوری" کے زیر عنوان سب سے
پھول بکھیرے تھے:

"حضور مفتی اعظم ہند کی ولادت باسعادت
سے قبل اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی تھی کہ
"یارب کریم مجھے ایسی اولاد سے سرفراز فرما جو عرصہ
دراز تک تیرے دین اور تیرے بندوں کی خدمت
کرے۔ آمین

حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ حضور مفتی اعظم ہند کی ولادت باسعادت
کے چھ ماہ بعد بریلی شریف میں رونق افروز ہوئے
تو اعلیٰ حضرت کے ان شہزادے کو دیکھا اور فرمایا کہ
یہ بچہ ولی ہے۔ یہ فیض کا دریا بہائے گا اور اس
کی نگاہوں سے لاکھوں گمراہ انسان دین حق پر
قائم ہوں گے۔

روزہ "کلام مشرق" کے "مفتی اعظم ہند نمبر" کے زینت
یہ ہفت روزہ تقریباً دو سال تک میرے زیر ادارت شائع
کا پہلا شمارہ "شعیب الاولیا نمبر" کی صورت میں اشاعت
ر حضرت شاہ صاحب قبلہ کی بارگاہ (براؤں شریف) میں
ول ہوا اسی کے پانچویں اور چھٹے (مشترکہ) شمارہ کو "مفتی

اعظم نمبر" کی شکل دی گئی تھی۔ بحمد اللہ وہ ہر طرح کامیاب رہا نہ صرف
اہل عقیدت و محبت نے بلکہ صاحبان علم و دانش نے بھی سراہا۔ اس
شمارہ کے ٹائٹل کو امام اہلسنت کے روضۂ مقدسہ نیز حضور مفتی اعظم
اور حضرت مولانا اختر رضا خاں صاحب ازہری کے دعائیہ کلمات طیبہ
سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا۔

مضامین میں استاذ گرامی حضور مجاہد ملت مولانا شاہ محمد
حبیب الرحمن قبلہ، عزیز گرامی حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی
اور حضرت الحاج مولانا محمد میاں کامل سہسرامی وغیرہ کی پر تنویر
تحریریں خاص طور پر قابل ذکر اہمیت کی حامل تھیں۔ چونکہ حضور
مفتی اعظم کی حیات طیبہ میں علم و قلم کا یہ پہلا خراج عقیدت تھا
اور ان کے مصنفین پردہ فرما چکے ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا
ہے کہ ان تحریروں کو من و عن نقل کر دیا جائے۔ اسی نمبر سے راقم
الحروف کی منقبت بھی پیش کی جا رہی ہے۔ حضرت راز الہ آبادی
اور حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب اعظمی نے اس نمبر کیلئے خصوصی
منقبتیں عطا فرمائی تھیں۔ انھیں بھی یادگار کے طور پر شامل کیا
جا رہا ہے۔ ساتھ ہی اس نمبر کا اداریہ بھی پیش خدمت ہے

عقیدت کے چند پھول

تاجدار اہلسنت، فخر اہلسنت، شہزادہ اعلیٰحضرت، سراپا خیر و برکت حضرت سیدی و مرشدی مولانا الحاج الشاہ ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری حضور مفتی اعظم ہند کی ذات گرامی کو عقیدت کا نذرانہ اور محبت کا خراج پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کرتے وقت میں اس حقیقت سے بے خبر نہیں تھا کہ یہ عظیم و اہم کام مجھ جیسے بے بضاعت اور فرومایہ شخص کے بس کا نہیں جس کے پاس نہ مال و دولت ہے نہ زر و جواہر، نہ علم و عمل کا سرمایہ ہے نہ فکر و تدبر کی پونجی لیکن اس کے باوجود جذبہ کے خلوص اور نیت کی نیکی نے اس پر آمادہ کیا تو محض اس وجہ سے کہ وقت کے ان عظیم المرتبت بزرگ اور عالم اسلام و سنیت کے ان جلیل القدر فرمانروا کے رشتۂ غلامی سے وابستگی پر فخر و مسرت کے اظہار کی ایک شکل یہ بھی ہے۔

میں خوب جانتا ہوں کہ عصر حاضر کی نہ جانے کیسی کیسی عظیم و جلیل ہستیاں اعلیٰحضرت کے ان شہزادے کی غلامی پر نازاں ہیں۔ ان پر اپنا سب کچھ نچھاور کر دینے کو اپنے لئے باعث فخر و مباہات تصور کرتے ہیں اور ان پر جان چھڑکنے کو اپنی سب سے بڑی متاع حیات جانتے ہیں۔ اللہ کے ان ولی کی جو کھٹ کے فقیروں میں بڑے بڑے علماء کرام بھی شامل ہیں اور ہزاروں دلوں پر حکومت کرنیوالے مشائخ عظام بھی، وقت کی نبض پہچاننے والے سیاستداں بھی ہیں اور لاکھوں میں کھیلنے والے دولت مند بھی۔ ان کے سامنے میری بساط ہی کیا لیکن اس کے ساتھ ہی اس سچائی سے بھی بے خبر نہیں ہوں کہ اللہ والوں کی بارگاہ میں پست و بلند کا کوئی فرق نہیں ہوتا، چھوٹے بڑے کا کوئی بھی امتیاز نہیں کیا جاتا۔ وہ سب کو نوازتے ہیں سب کو نگاہ کرم سے سرفراز فرماتے ہیں۔ انکی فیض بخشی عام ہوتی ہے بلکہ بڑوں کے مقابلہ میں چھوٹوں کی زیادہ حوصلہ افزائی فرماتے ہیں اور انکی شان ذرہ نوازی کا تقاضہ بھی یہی ہوتا ہے۔

میں کسی قابل نہیں، تسلیم، میرا شمار انکے کسی شمار قطار میں نہیں، درست، میری عقیدت و محبت حقیر بجا۔ لیکن اس بات سے انکار کی جرأت کون کر سکتا ہے کہ میں جس بلند و بالا شخصیت کے تلوؤں کی دھول ہونے کا شرف رکھتا ہوں۔ یہ نذرانۂ خلوص جس زندہ اور زندگی بخش ہستی کی خدمت بابرکت میں پیش ہونیکی سعادت حاصل کر رہا ہے اور پر خلوص عقیدت کے یہ چند پھول جنکی بارگاہ کرم میں نذر کئے جا رہے ہیں انکی چشم التفات اور نگاہ کرم و کرامت کا ایک معمولی سا اشارہ بھی نہ جانے کتنے دلوں کو نگاہ مرد مومن کا اثر دکھا چکا ہے، نہ جانے کتنے ذروں کو آفتاب درخشاں بنا چکا ہے، نہ جانے کتنے بے وقعت کوچہ گردوں کو عزت و عظمت کی بلندی سے ہمکنار کر چکا ہے، نہ جانے کتنے برگشتہ بخت غلاموں کی تقدیریں سنوار چکا ہے۔ میں تو یہی عرض کروں گا اور اس یقین کے ساتھ عرض کروں گا کہ میری یہ گزارش ٹھکرائی نہیں جائیگی کہ ؎

نوری میاں کا واسطہ کر لیجئے قبول
لایا ہوں پر خلوص عقیدت کے چند پھول

گدائے کوچۂ اخلاص طیش صدیقی

سگے بھائی

حضور برہان الملت حضرت مولانا برہان الحق صاحب کے جذباتِ محبت

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے مجھ فقیر کو ہمیشہ اپنا بھائی فرمایا۔ اس بنا پر کہ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خادم کو اپنا روحانی بیٹا فرمایا میں نے جو زمانہ بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور تعلیم علوم دین اور اکتساب فیوض و برکات ظاہری و باطنی اور روحانی حاصل کرنے کے لئے گزارا اس زمانہ میں حضرت مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ سے میرا تعلق سگے بھائیوں جیسا رہا اور وہی نعمت وصال کے وقت تک قائم رہی۔

حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ اکثر فرماتے میرا ایک گھر بریلی شریف اور دوسرا گھر جبل پور میں ہے فقیر حالانکہ اس آستانہ عالیہ رضویہ کا ادنیٰ ترین خادم ہے لیکن حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے ہمیشہ مجھے اپنے برابر رکھا اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے ایک طویل قصیدہ میں جہاں اپنے شاگردوں اور خلفاء کا ذکر فرمایا ہے اس خادم کا حضرت مفتیٔ اعظم ہند کے ساتھ ذکر فرمایا ہے حضور مفتی اعظم ہند کا اسم گرامی مشہور مصطفےٰ رضا خاں اور کنیت آل الرحمٰن ہے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قصیدہ کے ایک شعر میں ہم دونوں کا ذکر فرمایا اور پھر شعر میں ہی نہیں بلکہ ایک مصرعے میں ہمارے دونوں کے ناموں کو جمع فرمادیا جبکہ ہر شاگرد اور خلیفہ کا ذکر علیحدہ علیحدہ شعر میں فرمایا۔ ہمارے متعلق جو شعر ارشاد فرمایا وہ یہ ہے ؎

آل الرحمٰن ــــــ رہان الحق

شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقید المثال ہستی

حضور مجاہد ملت استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا الحاج شاہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب عباسی کے تاثرات!

فقیر، حقیر سراپا تقصیر غفرلہ القدیر کی کیا حیثیت جو حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ کی شان رفیع کے متعلق کچھ عرض کر سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ سرکار مفتی اعظم ہند قبلہ صورتاً اپنے والد ماجد امام اہلسنت مجدد ملت ماۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہت مشابہ ہیں اور سیرتاً بھی۔ اُن کے تقویٰ عبادت و تقدس کا جلوہ ان میں نظر آتا ہے۔ اس دور میں اُن کی ہستی فقید المثال ہے۔

خصوصیت کے ساتھ باب افتاء میں بلکہ روزمرہ کی گفتگو میں جس قدر محتاط اور موزوں الفاظ ارشاد فرماتے ہیں اہل علم ہی اس کی منزلت سے لطف اندوز ہوتے ہیں اللہ تبارک تعالیٰ فقیر اور تمام احباب اہلسنت کو خصوصاً اور دیگر مخلوق کو عموماً تادیر ان کے فیوض ظاہری و باطنی سے مستفیض فرمائے آمین۔

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

رازی اور غزالی کی یاد تازہ کرنیوالے شہزادۂ اعلیٰ حضرت

(خطیبِ مشرق، پاسبانِ ملت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی الہ آبادی)

شہیرِ عرب و عجم فقیہ عصر، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پوری دنیائے اسلام میں اپنے علم و عمل زہد و تقویٰ شان تفقیہہ، کار تجدید غرضکہ درس نظامی کے جملہ فنون کے علاوہ دیگر علوم فنون میں جس شہرت کے مالک ہیں ان سے علمی دنیا بہت اچھی طرح واقف ہے۔ ان کی جلالت علم کا لوہا اپنے وغیر سبھی مانتے ہیں۔

عصر حاضر کے عارف حق البقیۃ السلف تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند کے علو مرتبت اور رفعت شان کیلئے یہ نسبت ہی بہت کافی ہے۔ لیکن تاجدار اہلسنت کے محاسن و فضائل محض اضافی نہیں ہیں یہ اس علمی خانوادے کے چشم و چراغ ہیں۔ خود علم جس آستانے کا پہرہ دار ہے۔ یہ پدرم سلطان بود والے درویشوں میں نہیں ہیں۔

اُن کی زبان کا ایک ایک جملہ اور نوک قلم کا ایک ایک لفظ اپنی جگہ ایک قانون ہے فتویٰ نویسی اس خانوادے کے مزاج و سرشت میں ہے تفقہ فی الدین ان کا آبائی ورثہ ہے جو سینہ بہ سینہ منتقل ہو رہا ہے۔

یہ علمی و روحانی خانوادہ اس حدیث کا آئینہ دار ہے۔ من یرد اللہ خیرا یفقہہ فی الدین

ولی کی پہچان یہ ہے کہ جسے دیکھ کر خدا یاد آئے یہ ایک بہت ہی مشہور مقولہ ہے۔ تاجدار اہلسنت اس مقولے کی منھ بولتی تصویر ہیں۔ علم و نور برستے ہوئے سادہ چہرے مہرے پر ایسی دلکشی و بانکپن ہے جس پر بناؤ سنگار کی ہزار ہا رعنائیاں قربان اگر لاکھوں کے مجمع میں بے نقاب ہوں تو اہل جمال کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔ اگر بولنے پر آجائیں تو فن خطابت دست بستہ آداب بجالائے۔ لکھنے پر آجائیں تو اپنے وقت کا شہنشاہ قلم گھٹنے ٹیک دے۔ نکات علمی بیان کرنے پر آجائیں تو غزالی اور رازی کی یاد تازہ ہو جائے۔ فن حدیث کو اپنا موضوع بنائیں تو بخاری و مسلم کی محفل سنور جائے۔ غرضیکہ علم ظاہر کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر اور علم باطن کے کوہ گراں ہیں۔

کشور علم کے شہنشاہ اور اقلیم روحانیت کے تاجدار ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند نے اپنے بے شمار فضل و کمال کو اپنی ایک سادگی میں چھپا رکھا ہے۔ گدڑی میں لعل ایک کہاوت ہے مگر تاجدار اہلسنت اس کی منہ بولتی تصویر ہیں۔ عرب و عجم کے لاکھوں لاکھ افراد محض آپ کی برکشش روحانیت کے طفیل سلسلہ عالیہ رضویہ سے منسلک ہیں دعا تعویز کے لئے ہجوم خلائق کو دیکھ کر بعض نادانوں نے تعویذ والے پیر سمجھ رکھا۔ اور بعض ..... ایجی ٹیشن درویش اس کا غلط پروپگنڈہ بھی کرتے ہیں۔

لیکن قدرت نے انھیں اپنی فیض رسانی کے لئے مرجع خلائق بنا رکھا ہے۔ کسی بھی جماعت کو ایسے صاحب علم اور ایسی اقبال مند شخصیت صدیوں بعد میسر آتی ہے۔ پوری دنیائے سنیت میں ان کا کوئی ہمسر نہیں۔ کروڑوں اہلسنت کی زمام قیادت ان کے اور صرف ان کے ہاتھ میں ہے۔
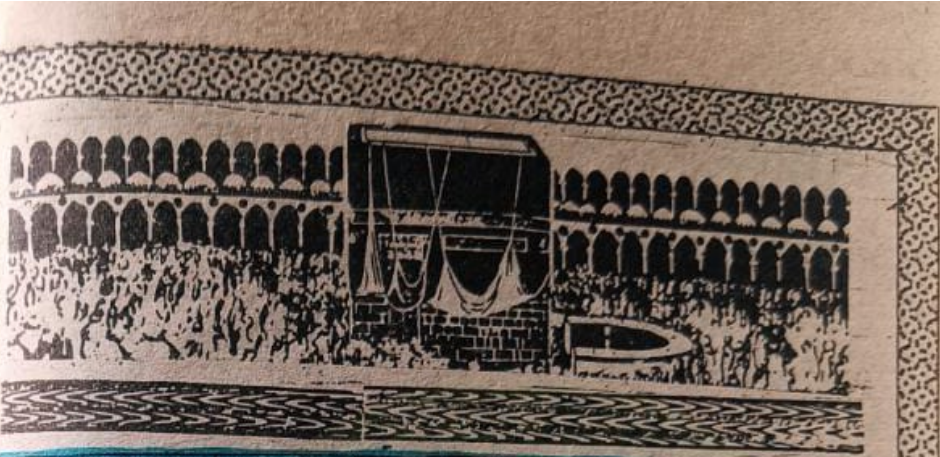
حضرت علامہ مولانا محمد میاں کامل سہسرامی کا خراج عقیدت

نہ تخت وتاج میں نے لشکر وسپاہ میں ہے جو بات مرد قلندر کی اک نگاہ میں ہے

یہ روشن وتابناک دور جسے عقل وخرد کا زمانہ کہا جاتا ہے جہاں اس نے ذہن وفکر کو نئی روشنی اور جدید اُجالے دیئے ہیں وہیں روح کے بعض گوشوں کو دبیز تاریکی اور گھور اندھیرا بھی دیا۔ اتنی گہری تاریکی کہ نئی روشنی کے ذہن ومزاج کے لئے خدا کا وجود مشکوک ہوگیا۔ رسولوں کی بے غبار رسالت پر شکوک وشبہات واوہام کی گرد وغبار ڈال دی گئی۔ اولیاء اللہ کی کرامتیں عہد ماضی کے قصے قرار دیدیئے گئے۔

انسانیت کو اس تاریک ترین ماحول سے نجات دلانے کے لئے ضروری ہے کہ قدم قدم پر روحانیت کی مشعلیں روشن کی جائیں۔ شمعیں جلائی جائیں۔ اور چراغ راہ منزل کا اہتمام کیا جائے۔ تاکہ عہد جدید کی مادی تاریکیوں میں بھٹکنے والے لوگ اس شمع ہدایت کی روشنی میں اپنی منزل کا نشان تلاش کرسکیں۔

ختم نبوت کے بعد سے آج تک علماء صلحاء اور اولیاء کی جماعت نے دین کی اشاعت کے فرائض انجام دیئے ہیں۔ اور اسی محترم جماعت نے کفر والحاد کے تاریک ترین دور میں اسلام کی روشنی اور دین کا اُجالا پھیلایا ہے سچ پوچھئے تو اس ملک میں اولیاء اللہ اور انکی کرامتوں نے اسلام کی سب سے زیادہ خدمت کی ہے راجستھان کی خشک پہاڑیوں کے دامن سے لے کر بنگال کی مرطوب سرزمین تک جہاں کہیں اسلام کو فروغ ہوا۔ وہ انھیں اصحاب کرامت بزرگوں کے طفیل اور صدقے میں۔ اولیاء اللہ کی کرامتیں دلوں کے سیاہ زخم پر چلانے کا ایک تیز نشتر اور کفر کا سینہ چاک کرنے کا ایک خنجر ہیں اگر اجمیر والے کی نعلین فضا میں پرواز کرنے والے کا تعاقب نہ کرتی۔ تو شاید جے پال اس قدر جلد مسلمان نہ ہوتا۔ اولیاء اللہ کی کرامتوں نے نہ جانے کتنے گمراہوں کو راہ حق دکھائی ہدایتوں سے ہم کنار کیا۔ اور صراط مستقیم کی راہ دکھائی اور دکھا رہی ہیں۔

عہد حاضر کی لائق صد تکریم ذات اقدس قدم قدم پر عقیدتوں کے پھول نچھاور کئے جانے والی شخصیت ہے۔ آفتاب شریعت ماہتاب طریقت تاجدار اہلسنت حضور مفتیٔ اعظم کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور حیات کی ایک ایک ساعت سرمایۂ سعادت اور دولت افتخار ہے جن کی ساری عمر شریعت کا علم پھیلانے اور طریقت کی راہ بتانے میں گذری اور جن کی زندگی کا ایک ایک عمل شریعت کی میزان اور طریقت کی ترازو پر تولا ہوا ہے اس دور میں خود ممدوح کی شخصیت مسلمانان ہند کی سرمدی سعادتوں کی ضمانت ہے۔

آئینہ تم ہو

حضرت مولانا اختر رضا خاں صاحب ازہری
صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء

تمھیں جس نے کبھی دیکھا کہہ اٹھا احمد رضا تم ہو
جمالِ حضرت احمد رضا کا آئینہ تم ہو

نہیں حامد رضا ہم میں مگر وجہِ شکیبائی
خدا رکھے تمھیں زندہ مرے حامد نما تم ہو

تمھارے نام میں تم کو بزرگی کی سند حاصل
رضا وجہِ بزرگی ہے رضائے مصطفیٰ تم ہو

تمھارے نام میں یوں ہیں رضا و مصطفیٰ دو جز
رضا والے یقیناً مصطفیٰ کے مصطفیٰ تم ہو

تمھاری رفعتوں کی ابتدا بھی پا نہیں سکتا
کہ افتادہ زمیں ہوں میں بلندی کا سما تم ہو

حیات و موت وابستہ تمھارے دم سے ہیں دونوں
ہماری زندگی ہو اور دشمن کی قضا تم ہو

یہ نوری چہرہ یہ نوری ادائیں سب یہ کہتے ہیں
بیشبہ غوث ہو نوری میاں ہو اور رضا تم ہو

رضا جو یانِ رب تھامے ہوئے ہیں اس لئے دامن
رضا سے کام پڑتا ہے رضائے کبریا تم ہو

جنابِ مفتیِ اعظم کے فیضانِ تجلی سے
شبستانِ رضا میں نیرِ اختر رضا تم ہو

حضرت علامہ مولانا شاہ محمد نعیم اشرف صاحب اشرفی الجیلانی کا نذرانۂ

خانوادۂ اشرفیہ کا ایک جواں سال فرد ۱۹۵۰ء میں بسلسلۂ عرس اعلیٰ حضرت بریلی شریف حاضر ہوا اور حضرت مفتی اعظم کے حضور پہونچا۔ لوگ بہت تھے۔ سلام کر کے جہاں جگہ پائی بیٹھنا چاہتا تھا کہ فرزند جلیل اعلیٰ حضرت نے اس کو مخاطب فرمایا اور ارشاد ہوا قریب آئیے۔ نام پوچھا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ گرامی قدر ہاتھوں کو بوسہ دینے کے لئے اس نے سر جھکایا تھا کہ عظیم باپ کے بیٹے نے عجلت سے ہاتھ چوم کر چھوڑ دیا۔ وہ جوان ششدر و حیران کچھ دیر بیٹھ کر قیام گاہ چلا گیا۔ خانوادۂ رضویہ کی چار خصوصیتیں گویا کہ میراث بن گئی ہیں۔ کتاب و سنت اور اس سے متعلق علوم و فنون میں اعلیٰ درجے کی دستگاہ بے نظیر استعداد اقتاء، تا حیات ہمہ وقتی مشغولیت درس و تدریس و تالیف و تصنیف۔ دین میں ادنیٰ مداہنت سے شدید تنفر۔ یہ وہ خصائص ہیں جس نے بریلی کو ستر فیصد مسلمانانِ برصغیر کا مرجع و مرکز بنا دیا۔

حضور مفتی اعظم کے فتاوے، فتاوائے رضویہ کے بعد دوسرا سب سے بڑا فقہی سرمایہ ہوگا اور غالباً دونوں مجموعۂ فتاوی ماضی کے سارے کتب فتاوی سے مستغنی کر دیں گے۔

حضور مفتی اعظم نے طویل عرصے تک وقار رضویت کی کامیاب آبیاری کی ہے۔ کیا بے لوث زندگی تھی اہل دول و صاحب اقتدار سے بے نیاز تدریسِ افتاء اور عقیدتمندوں کی شفقت سے پذیرائی آپ کے محبوب مشاغل تھے اور اس پر ستر سال کا تسلسل تھا۔ سنت کی پابندیوں اور تقویٰ شعاری میں آپ کا کوئی مثیل نہیں تھا اور ان سب اعلیٰ صفات کے ساتھ آپ کا متواضعانہ مزاج، آپکی نرم گفتاری، علماء و سادات کے ساتھ حقیقی احترام۔ وہ کون سی خوبی ہے جو اس جامع الصفات میں نہ تھی ؎

ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجا است

حیات مفتی اعظم کا ہر دن، ہر ماہ و ہر سال ہمارے لئے نمونہ تھا۔ وہ ہماری جماعت کے لئے نشانِ القدر کستے کے مرجع تھے، مرکز تھے۔ بالاتفاق مستند قائد تھے زندگی کے ہر لمحے سے قوم مستفید ہوئی اور ان کا وصال سانحہ جاں گسل تھا۔ وہ امیر کارواں تھے۔ رئیس جما اہلِ سنت تھے۔ وہ عاشقِ صادقِ رسول رحمت تھے۔ جو اپنی جماعت کی آبرومندی کے لئے جیتے رہے اور آخرت ہو کر بھی انھوں نے یہ دکھا دیا کہ مردم شماری مسلمانوں میں بریلی کو مرکز ماننے والوں کا کیا تناسب پانچ ہفتے کے اندر تین بار چھ چھ، سات سات لاکھ مجمعوں میں ساری دنیا کی نمائندگی ہو رہی تھی۔ وہ کون زمین ہے جہاں سے لوگ وصال سیوم و چہلم میں شرکت کے لئے نہ آئے ہوں ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

جذبۂ نیاز و محبت افراد کو مؤدب و مہذب بناتا ہے۔ ایک چھوٹے شہر میں لاکھوں انسانوں کا اچانک وارد ہو جانا، قانون اور احکام کے لئے درجنوں مشکلیں کھڑے کر دینے کا سبب بن سکتا تھا۔

ایسے اوقات پر حکومت بہت سے مختلف انتظام کرتی ہے جب بھی کہیں نہ کہیں سخت دشوارياں اور رنج ہو جاتے ہیں۔ مگر بہ فیضانِ مفتی اعظم یہ عظیم الشان فراموش مجمع نہ شہر والوں کے لئے دردِ سر بنا نہ انتظامیہ کے لئے۔ ایسا لگتا تھا کہ سوداگران محلہ خصوصیت اور پورا شہر عموماً میزبان ہے اور آنیوالے مہمان اہل ہنود صاحبان نے دو چار سے لے کر دس بیس تک کو ٹھہرایا اور انکی میزبانی کی۔ کتنے محبوب تھے مفتی اعظم اپنوں میں بھی اور بیگانوں میں بھی ؎

سالہا باید کہ تا یک مرد صاحب دل شود
بوسعید اندر خراسان یا اویس اندر قرن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل ھو اللہ احد

اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد

فضلِ خدا اور رضائے مصطفیٰ

نشانِ عظمت و آئینۂ شانِ وفا تم ہو
ضیائے دین و آئینِ حبیبِ کبریا تم ہو

تمہاری شکل میں حاصل ہوا فضلِ خدا ہم کو
ہمارے حق میں سرتاپا رضائے مصطفیٰ تم ہو

امامِ اہلسنّت کی دعائے صبح گاہی ہو
جنابِ شاہ نوری کی نویدِ جانفزا تم ہو

زبانِ علم و دانش کیا کہے حیران و ششدر ہے
نگاہِ عشق و مستی ہی بتائے گی کہ کیا تم ہو

تمہاری ارجمندی کو یہ نسبت ہی نہیں کچھ کم
کہ نورِ دیدہ و لختِ دلِ احمد رضا تم ہو

رہے ہم پر سدا قائم تمہارا دامنِ رحمت
ہماری آرزو تم ہو، ہمارا مدعا تم ہو

بہر صورت علی الاعلان تم شفقت ہی شفقت ہو
بہر عنوان محبت ہی محبت برملا تم ہو

تمہارے در سے کوئی آج تک خالی نہیں لوٹا
جہاں میں دھوم ہے اک پیکرِ جود و سخا تم ہو

غلامی پر تمہاری طیش کیوں نازاں نہ ہو آخر
کہ اے شاہِ شہاں محبوبِ محبوبِ خدا تم ہو (طیش صدیقی)
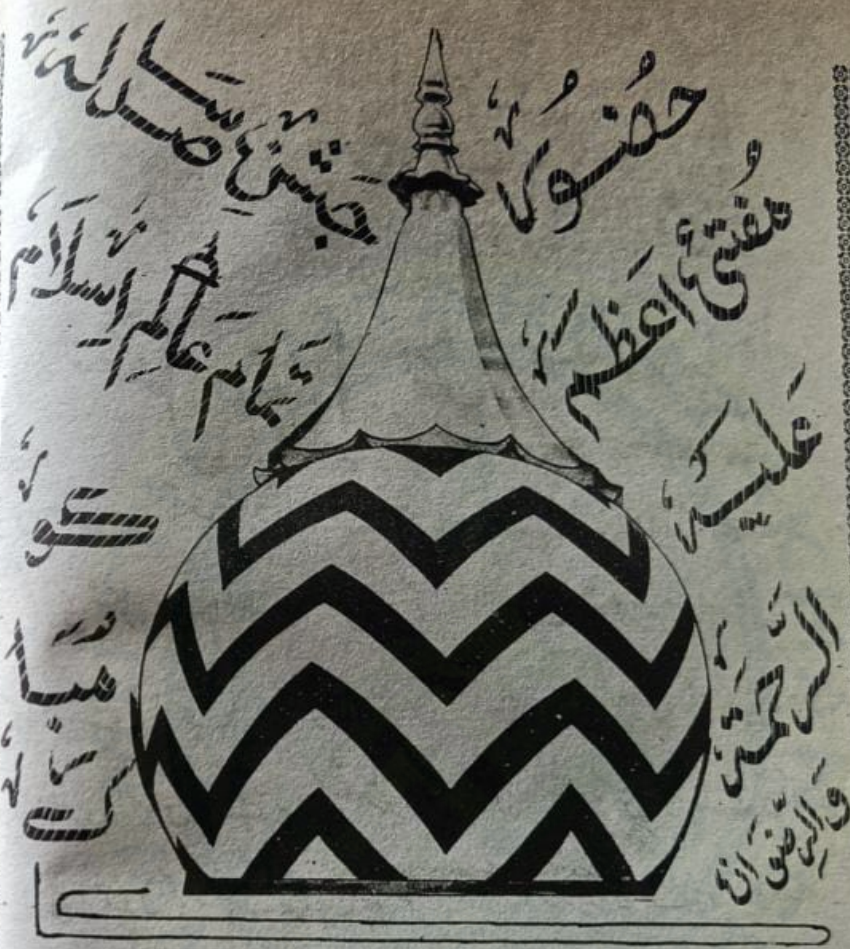
حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان
جشنِ صد سالہ
تمام عالمِ اسلام کو مبارک
سیدی سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی شاندار یادگار
دار العلوم منظر اسلام
آپ کے عطیات، صدقات فطرہ و زکوٰۃ کا مستحق ہے
منجانب: مولانا سبحان رضا خاں سبحانی میاں
مہتمم دار العلوم منظر اسلام سوداگران
بریلی شریف ۲۴۳۰۰۳

حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا سالِ ولادت

برسوں پہلے کی بات ہے "استقامت" کے اولیاء نمبر (اوّل) کی ترتیب و تدوین ہو رہی تھی کہ اچانک ذہن میں آیا کہ اس نمبر کو آقائے ولی نعمت حضور مفتی اعظم ہند کے نورانی انٹرویو سے آراستہ کیا جائے۔ یہ مبارک ارادہ لے کر بریلی شریف میں حاضری ہوئی۔ سوچا تھا کہ حضرت والا درجت کی بارگاہ میں باریابی کا شرف حاصل کر کے ولادت سے اب تک کی حیات طیبہ کے بارے میں مکمل اور مفصل معلومات فراہم کر کے ہر گوشہ کو عقیدت کا خراج نذر کیا جائیگا مگر..... ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

حضور پرنور نے ذرہ نوازی کا مظاہرہ فرما کر قدم بوسی کی سعادت سے سرفراز فرمایا لیکن حضرت کی علالت، نقاہت اور استغراقی کیفیت کے باعث جرأت نہ ہوئی کہ انھیں طویل سوال و جواب کی زحمت دی جائے۔ چنانچہ اس موقع پر لب جاں بخش سے نکلی ہوئی بابرکت دعاؤں ہی کو سرمایۂ افتخار تصور کیا گیا اور انٹرویو کے عنوان کی تشنگی خادمانِ خاص اور مقربانِ بارگاہ کے زبانی اور قلمی بیانات (جو دستیاب ہو سکے) سے بجھائی گئی۔ بحمد اللہ وہ بھی بہت پسند کیا گیا۔ البتہ اس خواہش کے پورا نہ ہونے کا تھوڑا قلق رہا۔ خاص طور پر اس لئے کہ حضرت کی تاریخ ولادت کے بارے میں جو اشتباہ معلوم ہوتا ہے اسے دور نہ کیا جا سکا۔ اشتباہ معلوم ہونے کا سبب یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی زبان فیض ترجمان سے نکلی ہوئی یہ روایت علم میں تھی کہ بڑے شہزادہ (حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب) کی ولادت سنہ ۱۲۹۲ھ میں ہوئی اور چھوٹے شہزادے (حضور مفتی اعظم) سنہ ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے (یعنی دونوں آقائے دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نام نامی کے مبارک اعداد ابجد ۹۲ کے فیضان سے مشرف ہوئے) اعلیٰ حضرت کے اس ارشاد سے بھی واقف تھا کہ حضور مفتی اعظم ہند اور حضور مفتی اعظم مدھیہ پردیش (مولانا برہان الحق صاحب) ہم سن ہم سن ہیں (یعنی دونوں بزرگ سنہ ۱۸۹۲ء ہی میں پیدا ہوئے) ان کی مبارک عمروں میں چند مہینوں کا فرق ہے۔ ساتھ ہی یہ معلوم ہوا کہ حضور مفتی اعظم کا یوم ولادت قمری تاریخ کے لحاظ سے ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۰ھ ہے۔ بس یہیں سے اشتباہ پیدا ہوا۔

اگر ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۰ھ کو یوم ولادت مان لیا جائے تو سنہ ۱۸۹۲ء ہو ہی نہیں سکتا۔ اسے سنہ ۱۸۹۳ء ہونا چاہئے جو اعلیٰ حضرت کے بیان کے خلاف ہے۔ اب یہ یا تو ۲۲ ذی الحجہ

سنہ ١٣٠٩ھ یا پھر صحیح تاریخ پیدائش محرم سنہ ١٣١٠ھ سے لیکر جمادی الاولیٰ سنہ ١٣١٠ھ کے درمیان کسی مہینے کی کوئی تاریخ ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جمادی الآخر سنہ ١٣١٠ھ میں سنہ ١٨٩٣ء کا آغاز ہو چکا تھا۔ اس سلسلے میں حضرت مفتی اعظم مدھیہ پردیش کی تاریخ ولادت معلوم کی گئی تو ١٢ر ربیع الاول سنہ ١٣١٠ھ مطابق ١٣ر اکتوبر سنہ ١٨٩٣ء بروز جمعرات ظاہر ہوئی۔ (چونکہ حضور مفتی اعظم ہند، حضور مفتی اعظم مدھیہ پردیش سے عمر میں بڑے تھے۔ اس لئے لازمی طور پر اگر حضرت کی تاریخ ولادت ٢٢ر ذی الحجہ ہے تو سنہ ١٣٠٩ھ ہوگا) ٢٢ر ذی الحجہ سنہ ١٣١٠ھ کو غالباً اس لئے اپنایا گیا کہ دونوں کے درمیان سات آٹھ روز کا فرق ذہن میں نہیں رہا۔ یعنی ٢٢ر ذی الحجہ سنہ ١٣٠٩ھ کے صرف ایک ہفتہ کے بعد سنہ ١٣١٠ھ شروع ہو گیا۔ بعد میں کسی بزرگ کے قلم سے سہواً سنہ ١٣١٠ھ نکل گیا ہوگا۔ اسی کو قبول کر لیا گیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا شاہ رحم الٰہی منگلوری قدس سرہٗ کا استخراج کردہ مادۂ تاریخ "طیب دین مجید مجدد ابن مجدد اعظم" بھی سنہ ١٣١٠ھ کی نشاندہی کرتا ہے اور غالباً اسی بنیاد پر عزیزی مفتی شاہد علی صاحب رضوی سہولوی نے اپنے وقیع مضمون "حیات مفتی اعظم" میں یہ سپرد قلم کیا کہ مفتی اعظم کی ولادت کا سن ہجری اس آیت کریمہ سے نکلتا ہے۔

"وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔"

سنہ ١٣١٠ھ

اس کے ساتھ انھوں نے ٢٢ر ذی الحجہ سنہ ١٣١٠ھ کی تخصیص کرتے ہوئے مطابقت میں ٧ر جولائی سنہ ١٨٩٣ء کی تاریخ دیدی ہے (افسوس کہ ان کے ذہن میں اعلیٰ حضرت کا سنہ ١٨٩٢ء کی پیدائش والا ارشاد نہیں رہا) آگے دونوں جملوں میں دانستہ یا نادانستہ طور پر ایک غلطی کی گئی ہے۔ اگر اسے دور کر دیا جائے تو بات صاف ہو جائیگی اور سنہ ١٣٠٩ھ ہی درست قرار پائے گا۔

اہل علم پر پوری طرح روشن ہے کہ جملہ "مجدد ابن مجدد" نہ ہونا چاہئے۔ اس میں الف زیادہ ہے جس کی ضرورت نہیں۔ البتہ "ابن" سے پہلے مجدد نہ ہوتا تو الف کا اضافہ درست ہوتا ممکن نہیں کہ حضرت مولانا شاہ رحم الٰہی صاحب قدس سرہ جیسے عالم سے ایسی علمی غلطی ہو۔ بعد میں کسی نے سنہ ١٣١٠ھ کی مطابقت کیلئے الف کا اضافہ کر دیا ہوگا۔ یا پھر پہلے ہی الف کا اضافہ کرکے سن ولادت سنہ ١٣١٠ھ قرار دیا گیا ہو۔ دوسرے جملہ میں بھی الف کے اضافہ کی غلطی کی گئی ہے وہ اضافہ ہے۔ لفظ "سلام" میں کوئی شخص بھی قرآن کریم اٹھا کر دیکھ سکتا ہے کہ کتاب مجید میں جہاں جہاں یہ لفظ آیا ہے کھڑے زبر کے ساتھ ہے اور یہ ابجد کی گنتی میں نہیں آتا۔ یعنی اس لفظ (سلم) کا عدد ١٣٠ ہوتا ہے ١٣١ نہیں یہ سلوک الفاظ "اصطفیٰ اور اعلیٰ" کے ساتھ بھی کیا جاتا اور "اصطفا و علا" لکھا جاتا تو سنہ ١٣٩٢ھ ہی رہ جاتا۔

اسی قسم کی غلطی ایک صاحب نے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" میں کرکے اس کے اعداد ابجد کو ٧٨٦ کے بجائے ٧٨٧ قرار دیا تھا اور پھر اس پر ایک رسالہ میں لایعنی بحث چھڑ گئی تھی۔ انھوں نے "رحمان" کو اردو قاعدہ کے لحاظ سے الف کے اضافہ کیساتھ سمجھا تھا حالانکہ قرآن کے الفاظ کو اردو میں بھی اسی طرح لکھنا چاہئے مذکورہ جملوں سے الف نکال دیجئے اور پھر دیکھئے کہ سنہ ١٣٠٩ھ ہوتا ہے یا نہیں؟

٢٣ ذی الحجہ سنہ ١٣٠٩ھ (بشرطیکہ طے ہو جائے کہ یہی صحیح درست) کو جولائی سنہ ١٨٩٢ء کی ٢٠ر تاریخ اور اتوار کا دن تھا۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ادارہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت کی جانب سے شائع شدہ کتاب "حیات مفتی اعظم کی ایک جھلک" میں بھی جس کو ہر طرح مستند ہونا چاہئے ٢٢ر ذی الحجہ سنہ ١٣١٠ھ المطابق سنہ ١٨٩٢ء روز دوشنبہ کو یوم ولادت مفتی اعظم قرار دیا گیا ہے حالانکہ

سنہ ۱۳۱۱ھ میں بھی ۲۲ ذی الحجہ کو دوشنبہ نہیں تھا بلکہ بدھ تھا۔ ممکن ہے کہ تاریخ کے معاملہ میں سہو ہوا ہو لیکن دن دوشنبہ یا جمعہ ہی رہا ہو۔ اس سلسلہ میں بھی تحقیق ہونی چاہیئے۔ اگر جمعہ یا دوشنبہ ہی کا دن تھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ۲۰ ذی الحجہ (جمعہ) یا ۲۳ ذی الحجہ (دوشنبہ) تاریخ پیدائش ہوگی۔ بہر حال سنہ ۱۳۰۹ھ ہی ماننا ہی پڑے گا۔

عــ۲ استقامت کو ۱۹۷۶ء کے آخر میں ڈائجسٹ کی شکل دی گئی تو طے کر لیا تھا کہ ہر ہفتے لازمی طور پر قارئین کو دو بزرگوں کے نورانی واقعات اور حالاتِ حیات سے مستفیض کرنے کی غرض سے دو مستقل عنوانات نورانی چہرے اور انٹرویو چلائے جائیں گے نورانی چہرے میں کسی بزرگ کی حیات طیبہ کو علم و قلم کا نذرانۂ عقیدت پیش کیا جاتا تھا اور انٹرویو کو کسی بزرگ سے ملاقات کا شرف حاصل کر کے انھیں کے مبارک ارشادات سے مزین و منور کیا جاتا تھا۔ جنہیں بہت پسند کیا جاتا تھا۔ ان مفید سلسلوں کا خیال دس سال قبل اس وقت آیا تھا جب حضرت مفسر اعظم مولانا ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں کی وفات کی اطلاع پا کر استقامت میں جو اس وقت روزنامہ تھا، اس خبر کو شایانِ شان انداز میں پیش کرنے کیلئے حضرت علیہ الرحمہ کے حالات حیات کی ضرورت پڑی تھی۔ اس سلسلہ میں کانپور کے متعدد علماء اور حضرت کے مریدین سے رابطہ قائم کیا لیکن ان حضرات سے اس قدر معلومات بھی فراہم نہیں ہو سکیں جتنی خود راقم الحروف کو تھیں۔ چار و ناچار اسی پر اکتفا کرنا پڑا اور طے کر لیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل سے کبھی موقع ملا تو تمام بزرگوں کے حالات فراہم کر کے انکی مقدس بارگاہوں میں سلام محبت پیش کروں گا۔ بعد میں بحمد للہ عزیزی مولانا شاہ محمود احمد صاحب قادری (شہزادہ حضور مفتی اعظم کانپور، حضرت مولانا مفتی رفاقت حسین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے "تذکرہ علمائے اہل سنت" لکھ کر میری اس خواہش کو پورا فرما دیا۔

عـ۳ :۔ اس سلسلہ میں بھی تذکرہ نگاروں نے طرح طرح کی غلطیاں کی ہیں۔ کسی نے اس عدد کو "طیب دین حق محمد ابن محمد اعظم" لکھا اور کسی نے "طیب دین احمد محمد ابن محمد اعظم" وغیرہ۔ حالانکہ ان سے حضور مفتی اعظم کی تاریخ ولادت نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حیرت ہے کہ یہ غلطیاں ایسے اہلِ علم سے ہوئیں جن سے اس کا امکان نہیں تھا۔ اسی قسم کی غلطی بعض اہل قلم حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذکر و تذکرہ میں کرتے ہیں۔ حضرت کا اسم گرامی تاریخی ہے اسی (فضل رحمٰن) سے ان کا سن ولادت (سنہ ۱۲۰۸ھ) نکلتا ہے۔ اب اگر اس میں ال کا اضافہ کر دیا جائے تو نام تاریخی نہیں رہ جاتا۔

عـ۴ جناب وقار صدیقی مرحوم نے اپنے مضمون ماہِ رضا (استقامت) میں حضور مفتی اعظم کی تاریخ ولادت ۵ رجمادی الثانی سنہ ۱۳۱۰ھ ظاہر کی ہے اور چھ ماہ بعد بریلی شریف میں حضرت نوری میاں کی تشریف آوری کی تاریخ ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۱ھ بیان کی ہے۔ معلوم نہیں کہ اس بیان کی بنیاد کیا ہے؟ (ط۔ م)

اہلِ باطن کے شاہ

● حضرت مولانا قاری محمد عثمان رضا صاحب اعظمی

ہند کے مفتئ اعظم مرحبا صد مرحبا
وہ رہیں سایہ فگن تا دیر ہم پر یا خدا
ہیں وہ ظاہر میں نحیف و ناتواں بیمار بھی
ہیں عیاں پیری کے سب احوال اور آثار بھی
لوگ کہتے ہیں کہ ہے نسیان غالب آج کل
کہنے والوں کی بھی شاید ہو گئی ہے عقل شل
کیا نمازوں کو بھی وہ بھولتے دیکھے گئے
کیا شعارِ دین کی باتوں میں وہ ٹوکے گئے
اہل ظاہر کی نظر ہے کیوں نہ ظاہر پر جھکے
اہلِ باطن ہوں تو ان پر عقدۂ باطن کھلے
نسبتِ مفتئ اعظم کا یہ منبر ہے گواہ
حضرت مفتئ اعظم اہلِ باطن کے ہیں شاہ

حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جشنِ صد سالہ مبارک
القرآن
يرفع الله الذين امنوا منكم
والذين اوتوا العلم درجات
اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں اور علماء کے درجات بلند فرمائے گا۔
انما يخشى الله من عباده العلماء
بیشک اللہ سے ڈرنے والے علماء ہی ہیں!
الحدیث
اقرب الناس من درجة النبوة اهل العلم
والجهاد اما اهل العلم فدلوا الناس على
ما جاءت به الرسل واما اهل الجهاد
فجاهدوا باسيافهم على ما جاءت به الرسل
درجہ نبوت سے تمام لوگوں میں قریب درجہ اہل علم واہل جہاد کا ہے۔ علماء تو لوگوں کو وہ احکام بتاتے ہیں جو رسول لائے ہیں اور اہل جہاد اپنی تلواروں سے جہاد کرتے ہیں اس بناپر کہ رسول اس کو لے کے آئے ہیں۔
HAJI AHMED UMAR DOSA
HASHMATY
A. R. ZARI ART
MANISH MARKET
24, GROUND FLOOR
PALTAN ROAD,
BOMBAY-400001
الحاج
احمد عمر دوسا حشمتی
اے آر زری آرٹ
۲۴ منیش مارکیٹ گراؤنڈ فلور پلٹن روڈ بمبئی نمبر ۱
ماہنامہ استقامت کانپور (۲۶) مفتی اعظم نمبر

شیخ عالم حضرت مفتیٔ اعظم

حضرت راز الہ آبادی

ہاں مرے شیخ ہیں کچھ ایسی کرامت والے
سر جھکاتے ہیں جہاں آ کے حکومت والے

ایک ہم ہی نہیں لاکھوں ہیں عقیدت والے
ان کی خدمت میں رہا کرتے ہیں قسمت والے

دیکھنا چاہے تو چل دیکھ بریلی میں انھیں
تجھ کو دنیا ہی میں مل جائیں گے جنت والے

سب کی تقدیر میں ہوتا نہیں اُن کا دامن
ان کے دامن کو چھوا کرتے ہیں قسمت والے

چہرۂ مفتیٔ اعظم کو برابر دیکھو
روز ملتے نہیں یہ چاند سی صورت والے

جھولیاں مانگنے والوں کی ابھی خالی ہیں
کاش اٹھ جائیں ترے ہاتھ سخاوت والے
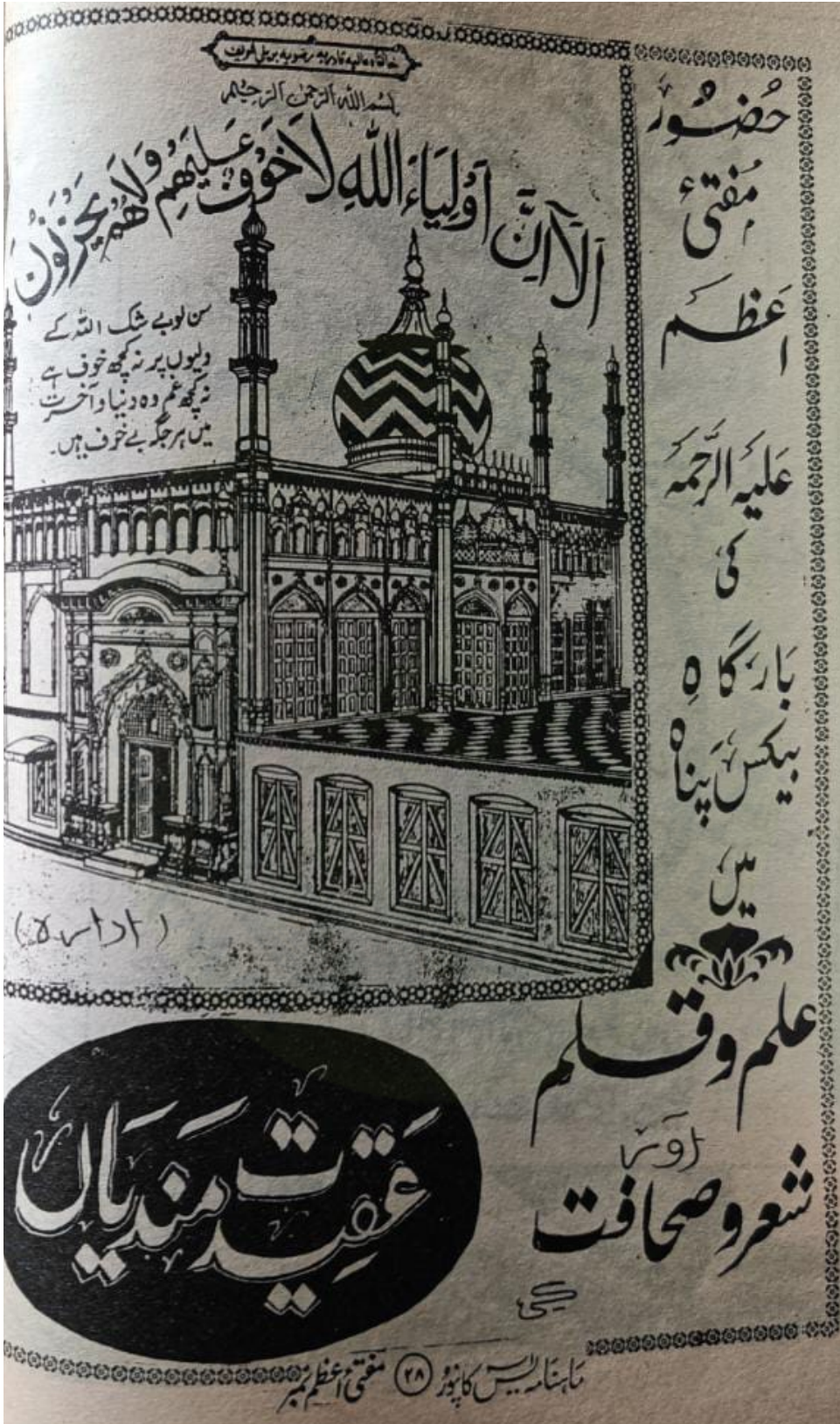
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ
سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ دنیا و آخرت میں ہر جگہ بے خوف ہیں۔
(ادارہ)
حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی بارگاہ بیکس پناہ میں
علم و قلم اور شعر و صحافت کی
عقیدت مندیاں
ماہنامہ الرضا... کانپور (۲۸) مفتی اعظم نمبر

تاجدارِ ملت، فخرِ اہلسنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، عارف باللہ، مردِ حق آگاہ سیدی و مرشدی حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کروڑوں عقیدت مندوں اور نیاز کیشوں میں ان کے مریدین، معتقدین اور عوام الناس کی بڑی تعداد کے علاوہ سینکڑوں ایسے علماء، مشائخ، شاعر، ادیب، انشاء پرداز اور صحافی بھی شامل ہیں جو حضرت گرامی کی بارگاہِ بیکس پناہ میں علم و قلم اور شعر و صحافت کا خراجِ عقیدت اور نذرانۂ محبت پیش کرتے رہے ہیں اور ان کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

حضور مفتیٔ اعظم ہند کی وفات پر تو نہ صرف ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کے تقریباً تمام اخبارات و رسائل نے خواہ وہ کسی بھی زبان سے تعلق رکھتے ہوں، بلکہ بعض دوسرے ممالک کے اخبارات و رسائل نے بھی نمایاں طور پر وفات کی خبر شائع کرنے کے علاوہ ادارتی کالموں کے ذریعہ عقیدت و محبت کے جذبات و تاثرات کا بھی اظہار کیا۔ بعد میں حضرت پیر و مرشد کی حیاتِ طیبہ و کراماتِ مطہرہ کے بارے میں بہت سی کتابیں بھی منظرِ عام پر آئیں۔ اس قسم کی مساعیٔ جمیلہ کا سلسلہ حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کی حیاتِ ظاہری میں شروع ہو چکا تھا۔ سب سے پہلے جنوری ۱۹۷۸ء مطابق صفر المظفر ۱۳۹۸ھ میں حضرت علامہ طیش صدیقی کے زیرِ ادارت شائع ہونے والے ہفت روزہ کلام مشرق کا "مفتی اعظم ہند نمبر" نکالا گیا، جو کافی مقبول ہوا۔ س نمبر کی خصوصیت یہ تھی کہ اس کے صفحہ اول پر خود حضور مفتیٔ اعظم ہند کے دعائیہ کلمات اور جانشین مفتیٔ اعظم حضرت علامہ اختر رضا ا نصاحب ازہری کے مشفقانہ تاثرات پیش کئے گئے تھے۔ اس ے قبل صرف ایک کتاب "کرامات مفتیٔ اعظم" کے نام سے حضرت از الٰہ آبادی نے شائع کی تھی۔ ذیل میں ان کتابوں اور رسالوں ا فہرست ان کے مرتبین یا مصنفین کے ناموں سمیت پیش کی جارہی ہے جو اب تک شائع ہو چکے ہیں مگر نامناسب نہ ہوگا کہ اس سے قبل ان چند مشہور اخبارات کے نام پیش کر دیئے جائیں جنہوں نے حضرت الا کی وفات حسرت آیات پر اپنے غم انگیز تاثرات کا اظہار کیا۔

وزنامہ سیاست جدید کانپور، روزنامہ قومی آواز لکھنؤ، روزنامہ نقلاب بمبئی، روزنامہ آزاد ہند کلکتہ، روزنامہ اخبار مشرق کلکتہ

عیدِ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک موقع پر لال مسجد مٹیا برج (کلکتہ) سے نکلنے والا شاندار جلوس

روزنامہ اقرام کلکتہ، روزنامہ اردو ٹائمز بمبئی، روزنامہ ہندوستان بمبئی، روزنامہ دعوت دہلی، روزنامہ الجمعیۃ دہلی، روزنامہ ملاپ دہلی، روزنامہ سالار بنگلور، روزنامہ آزاد بنگلور، روزنامہ سنگم پٹنہ، روزنامہ صدائے عام پٹنہ، روزنامہ قومی جنگ رام پور روزنامہ تیر و نشتر کانپور، روزنامہ جنگ کراچی، روزنامہ جنگ لاہور، روزنامہ جنگ لندن، روزنامہ امروز لاہور، روزنامہ مشرق لاہور، روزنامہ نوائے وقت لاہور، روزنامہ حریت کراچی، ہفت روزہ نئی دنیا دہلی، ہفت روزہ بلٹز بمبئی، پندرہ روزہ رفاقت پٹنہ، پندرہ روزہ دامنِ مصطفےٰ بریلی۔ ان اردو اخبارات کے علاوہ انگریزی اور ہندی اخبارات میں ٹائمز آف انڈیا، دکن ہیرالڈ ہندوستان ٹائمز، نو بھارت ٹائمز، نوجیون، وشوماتر، جاگرن، آج سونتر بھارت، امر اجالا اور نوین دنیا وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں

خصوصی اشاعت (۱) مکمل عالمی اسلامی ڈائجسٹ ماہنامہ یٰسین کانپور کا نمبر حاضر ہے جو تازہ ترین خراجِ عقیدت ہے اور (۲) ہفت روزہ کلام مشرق کانپور کا "مفتیٔ اعظم ہند نمبر" (زیرِ ادارت حضرت علامہ طیش صدیقی) اولین نذرانۂ عقیدت تھا اس کے بعد (۳) پندرہ روزہ رفاقت پٹنہ (ایڈیٹر علامہ ارشد القادری) (۴) ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی (ایڈیٹر مولانا ریحان رضا خاں) (۵) ماہنامہ استقامت کانپور (ایڈیٹر حافظ ظہیر الدین قادری) (۶) ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف (ایڈیٹر مولانا نسیم بستوی) (۷) ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور (ایڈیٹر مولانا شمیم گوہر) اور (۸) ماہنامہ حجاز دہلی (ایڈیٹر مولانا یٰسین اختر مصباحی) وغیرہ نے

چین	سوویت یونین	افغانستان	ایران	شام	ترکی	ٹیونس	مراکش
۹ کروڑ	۶ کروڑ	۱ کروڑ ۷۰ لاکھ	۴ کروڑ	۱ کروڑ	۸۰ لاکھ	۷۰ لاکھ	۲ کروڑ

انڈونیشیا	ملیشیا	بنگلہ دیش	ہندوستان	پاکستان	عراق	سوڈان	نائجیریا	الجزائر
۱۵ کروڑ ۲۰ لاکھ	۸۰ لاکھ	۹ کروڑ ۲۰ لاکھ	۱۰ کروڑ	۸ کروڑ ۷۰ لاکھ	۱ کروڑ	۱ کروڑ	۵ کروڑ	۲ کروڑ

اپنے عظیم و ضخیم نمبر شائع کئے۔ ان میں سب سے زیادہ اہم اور اپنے عمدہ مضامین کے لحاظ سے قابل ذکر ماہنامہ استقامت کا "مفتی اعظم ہند نمبر" تھا جس کو حضرت علامہ طیش صدیقی نے مرتب کیا تھا۔ بعد کے تمام نمبروں کی ترتیب اور مضامین کی تیاری میں اسی نمبر سے مدد لی گئی حد یہ ہے کہ ابھی حال میں ماہنامہ حجاز کا نمبر شائع ہوا تو اس کے بھی تقریباً سارے مضامین استقامت ہی سے اخذ کئے گئے۔ یہ افسوس ناک بات ہے کہ ہمارے علماء میں مضمون نگاری اور تصنیف و تالیف کا ذوق بہت کم ہے اس کا تلخ تجربہ ہمیں بھی ہو رہا ہے۔ اب سے تقریباً دو سال قبل ایک سو سے زیادہ علماء اور اہل قلم کی خدمت میں مطبوعہ خطوط بھیج کر مضمون کی فرمائش کی مگر انتہائی حیرت کی بات ہے کہ اس اثنا میں صرف چند حضرات نے کرم فرمایا)

کتابیں اس سلسلہ میں سر فہرست حضرت راز الہ آبادی کی کتاب "مفتی اعظم ہند کی کرامات" ہے جو حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی حیات ہی میں شائع ہو کر مقبول خاص و عام ہو چکی تھی۔ جناب عبدالنعیم عزیزی (ایم اے) کے قلم سے کئی کتابیں نکلیں ان میں "مفتی اعظم ہند" کو بہت ہی مقبولیت حاصل ہوئی اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

(انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی حضرت علامہ طیش صدیقی مدظلہ کی قلم حقیقت رقم کا خراج عقیدت منظر عام پر آئے گا۔ جو حضور مفتی اعظم کی مکمل و مفصل سیرت طیبہ اور سوانح مطہرہ کی حامل کتاب ہوگی جس سے نہ صرف عوام بلکہ علماء اور مصنفین بھی استفادہ

سکیں گے) ان کے علاوہ الحاج نواب رحمت نبی خاں (حیات مبارک وملفوظات مفتیٔ اعظم، پندرہویں صدی ہجری اور منصب تجدید اور شیخ عالم در قبائے مفتیٔ اعظم) مولانا محمد اعظم ٹانڈوی (روشن ستارے) مولانا افتخار علی خاں (مرشد برحق) مولانا ریاست علی قادری (مفتیٔ اعظم ہند) ڈاکٹر شرافت اللہ (رہبر اعظم) مرزا عبدالوحید بیگ (حیات مفتیٔ اعظم کی ایک جھلک) ایس اے طاہر فراست حسین (سوانح پاک مفتیٔ اعظم) قاری امانت رسول (پندرہویں صدی کے مجدد) عطاء المصطفےٰ نظامی (بریلی کا تاجدار) صدر الدین رضا نوری (عکس نوری) مفتی محمد سلطان رضا نوری (مجدد ابن مجدد) اور مولانا سعید احمد باندوی (عاشق مصطفےٰ) کی متعلقہ کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مضامین مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ وہ مضامین نثر ونظم بھی انتہائی اہمیت کے حامل ہیں جو وقت کے ممتاز اہل قلم عالموں شاعروں اور مصنفوں نے حوالۂ قلم کئے اور جن سے مفتیٔ اعظم نمبر کے عنوان سے نکلنے والی مختلف اخبارات ورسائل کی خصوصی اشاعتوں کو منور ومزین کیا گیا یا دوسرے اخبارات وجرائد کے عام شماروں کو چار چاند لگائے گئے۔ ان بزرگوں کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت اقدس سیدی ومرشدی آقائی ومولائی احسن العلماء علامہ مولانا سید شاہ حسن میاں صاحب دامت برکاتہم القدسیہ زیب سجادہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ۔ حضرت اقدس مولانا شاہ مختار اشرف صاحب سجادہ نشین کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد۔ حضرت علامہ الحاج الشاہ برہان الملت مولانا مفتی برہان الحق صاحب، مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب، حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد نظامی، حضرت علامہ مولانا ریحان رضا خانصاحب، حضرت مولانا کامل سہسرامی، حضرت مولانا قتیل داناپوری، حضرت مولانا سید احمد اجملی، مولانا سید الزماں صاحب حمدوی، حضرت علامہ الحاج الشاہ مولانا عبدالمصطفےٰ صاحب اعظمی، جناب وقار صدیقی (علیہم الرحمۃ والرضوان) حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب، حضرت مولانا مفتی شریف الحق صاحب، حضرت علامہ طیش صدیقی، حضرت علامہ ارشد القادری صاحب، حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب اشرف قادری، حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب امرتسری، حضرت مولانا محمد جلال الدین صاحب قادری، حضرت مولانا مفتی رجب علی صاحب، حضرت مولانا علامہ وجود القادری صاحب جبلپوری، حضرت مولانا محمد مدنی میاں صاحب، حضرت شاہ سید امین میاں صاحب، حضرت مولانا ہاشمی میاں صاحب، حضرت مولانا اجمل میاں صاحب، حضرت مولانا اختر رضا خانصاحب ازہری، مولانا قاری محمد عثمان صاحب، مولانا حضور احمد منظری، پروفیسر محمد مسعود صاحب، پروفیسر عبدالغنی صاحب، مولانا محمد احمد صاحب بھیروی، مولانا عبدالمبین صاحب نعمانی، مولانا سید مظہر ربانی صاحب باندوی، مولانا مبین الہدیٰ صاحب نورانی، مولانا شبنم کمالی صاحب، مفتی مظفر احمد صاحب، مولانا سبطین رضا صاحب، سید اکمل اجملی، مولانا قاضی عبدالرحیم صاحب بستوی، مولانا نسیم بستوی، مولانا صوفی نظام الدین صاحب، ڈاکٹر اختر بستوی، مولانا اسلم بستوی، مولانا افتخار احمد قادری صاحب، مولانا غلام یحییٰ صاحب، مولانا اظہار اشرف صاحب، مولانا نعیم اشرف صاحب، مولانا منصور علی خاں صاحب مولانا فہیم اشرف صاحب، مولانا محمد علی قادری صاحب، مولانا معراج مسعودی صاحب، مولانا عبدالرحیم نظر گونڈوی، مولانا نظام الدین صاحب (خرم شریف) مولانا انتخاب قدیری صاحب مولانا منظر قدیری صاحب مولانا اقبال اختر قادری، قاری امانت رسول صاحب، مولانا محمد علی صاحب، مولانا قمر الہدیٰ صاحب فریدی مولانا نصر اللہ صاحب، جناب عبدالمجید خانصاحب، جناب محمد قربان علی صاحب، سید حسین میاں صاحب، مولانا مختار احمد رضوی، مولانا شاہ عبدالرحمٰن صاحب کلیم ہزاری، مولانا محمد میکائیل ضیائی صاحب، مولانا محمد سید نایاب جیلانی، مولانا قمر شاہجہانپوری صاحب مولانا نسیم مجبوری، جناب بیکل اتساہی، جناب اجمل سلطانپوری جناب راز الہ آبادی جناب قمر مصطفوی، جناب نسیم شاہجہانپوری جناب انجم عرفانی، جناب شمس الہ آبادی، جناب قیصر وارثی، جناب نیاض کاوش، جناب ترنم فیضی، جناب ادیب مکن پوری، جناب نسیم بریلوی، جناب جلیل حشمتی، جناب حق کانپوری، جناب برق رضوی داناپوری، جناب نازاں فیضی، ڈاکٹر باقی بستوی جناب نشاط سیلی بھیتی، جناب اکمل سہسرامی، جناب اعجاز منظر

منقبت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ

جناب خدا داد خاں صاحب مونس جے پوری

یک نگاہِ لطف بر حالِ پریشاں یا معین
المدد اے دستگیرِ ما غریباں یا معین

اے حبیبِ حق محبِ پنجتن محبوبِ کل
لختِ دل، نورِ نگاہِ خواجہ عثماں یا معین

اے دلیلِ معرفت اے قبلہ گاہِ عارفاں
اے فروغِ شمعِ عرفاں، نورِ ایماں یا معین

ہند کے ظلمتکدے میں نور کی پہلی کرن
صبح دم جیسے طلوعِ مہرِ تاباں یا معین

ہم تمہارے آسرے پر بس رہے ہیں ہند میں
تم نہ کر دینا سپردِ طاقِ نسیاں یا معین

کاش تم ایسے میں اپنے نام کی دیدو زکوٰۃ
میرا سایہ بھی ہے اب مجھ سے گریزاں یا معین

تم کتابِ ماعرفنا کا ہو اک رنگین باب
تم ہو خود بینی کے افسانے کا عنواں یا معین

یہ تمہارا ہی گدا ہے اس کی نسبت کیا کہیں
اپنی قسمت پر بجا مونس ہے نازاں یا معین

بریلوی، جناب ساحل شاہجہانپوری، جناب محب رضوی، جناب یونس مالیگانوی، جناب عبد الباری صاحب، جناب فیضی سنبھل پوری، جناب صوفی بناری، جناب خان نیاز امروہوی، جناب صابر القادری، ان کے علاوہ بعض حضرات نے حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی شان اطہر واقدس میں پیش کئے گئے، مضامین نثر ونظم کے مجموعے بھی شائع کئے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں ہمارے مفتی اعظم (مولانا محمد سعید جیلانی) نذرانہ عقیدت (مولانا عبد الغنی قادری) معراج حیات (مولانا نثار المصطفےٰ امجدی و مولانا ابو الکلام فیضی) ساتھ ہی حال میں "مفتی اعظم قدس سرہٗ اور ان کے خلفاء" کے نام سے ایک کتاب کی جلد اول جناب مولانا محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی نے پیش کی ہے۔ (اس کی اشاعت کا سہرا رضا اکیڈمی کے سر ہے) اس میں محقق عصر حضرت مولانا مفتی سید شاہد علی صاحب رضوی رام پوری کا ایک شاندار اور

طویل مقدمہ "حیات مفتی اعظم" کے عنوان سے شا
بذاتِ خود ایک کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ کتاب
مجدد" سے معلوم ہوا کہ مفتی محمد سلطان رضا نوری
"تذکرہ خلفائے مفتی اعظم ہند" کے نام سے کوئی کتا
(یہ کتاب ہماری نظر سے نہیں گزری) مولانا محمود اح
کی کتاب "تذکرہ علمائے اہل سنت" اور مولانا عب
رضوی کی کتاب "تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ" وغیر
مفتی اعظم کا نورانی ذکر و تذکرہ موجود ہے۔ حضرت ک
بردس سال سے زیادہ کی مدت گزر چکی ہے الحمد للہ
سے اب تک ہر سال کوئی نہ کوئی نئی کتاب یا کسی
کا نمبر منظر عام پر آرہا ہے اور حضور پر نور کا فیضا
کرامت عام ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ المولیٰ تعالیٰ
سلسلہ تا قیام قیامت جاری رہے گا۔

احمد رضا کی شمع فروزاں

مرزا شکور بیگ حیدر آبادی

اب سے تقریباً پندرہ سال قبل یہ منقبت مدینہ منورہ میں اعلیٰ حضرت کے خلیفہ حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دولت خانہ میں منعقد میلاد پاک کی ایک مبارک مجلس میں شاعر کی زبان سے پیش کی گئی تھی اور کلام شرق کے مفتی اعظم ہند نمبر میں شائع ہوئی تھی —— ادارہ

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

عرصہ ہوا وہ مرد مجاہد چلا گیا
سینوں میں ایک سوزش پنہاں ہے آج بھی

ایمان پا رہا ہے حلاوت کی نعمتیں
اور کفر تیرے نام سے لرزاں ہے آج بھی

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہوگئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

کس طرح اتنے علم کے دریا بہا دیئے
علماء حق کی عقل تو حیراں ہے آج بھی

مغموم اہل علم نہ ہوں کیوں تیرے لئے
جب علم خود ہی سر بگریباں ہے آج بھی

عالم کی موت کہتے ہیں عالم کی موت ہے
اپنے کیے پہ موت پشیماں ہے آج بھی

عشق حبیب پاک میں ڈوبا ہوا کلام
سرمایۂ نشاط سخنداں ہے آج بھی

تم کیا گئے کہ رونق محفل چلی گئی
شعر و ادب کی زلف پریشاں ہے آج بھی

بے شک کرم ہے یہ جو تمہارے کلام میں
بے چین دل کے چین کا ساماں ہے آج بھی

بعد وصال عشق نبی کم نہیں ہوا
روح رضا حضور پر قرباں ہے آج بھی

بھر دی دلوں میں الفت و عظمت رسول کی
جو مخزن حلاوت ایماں ہے آج.....بھی

جو علم کا خزینہ کتابوں میں ہے تری
ناموس مصطفیٰ کا وہ نگراں ہے آج بھی

خدمت کلام پاک کی وہ لاجواب کی
راضی رضا سے صاحب قرآں ہے آج بھی

اللہ اپنے فیض سے اب کام لیجئے
فتنوں کے سر اٹھانے کا امکاں ہے آج بھی

وابستگان کیوں ہوں پریشان ان پہ جب
لطف و کرم کا آپ کے داماں ہے آج بھی

تم جان تھے چمن کی چمن وہ چمن کہاں
بلبل چمن میں یوں تو غزل خواں ہے آج بھی

پروردگار مفتی اعظم کی خیر ہو
اُن سے ہمارے درد کا درماں ہے آج بھی

طیبہ میں اس کی ذات سلامت رہے کہ جو
تیری امانتوں کا نگہباں ہے آج بھی

مرزا سر نیاز جھکاتا ہے اس لئے
علم و عمل پہ آپ کا احساں ہے آج بھی

اب سے تقریباً تیس سال قبل یکم، ۲، ۳ نومبر ۱۹۶۳ء کو آزاد اور جمہوری ہندوستان کے سب سے بڑے صوبہ، اتر پردیش کی صنعتی راجدھانی (کانپور) کے حلیم مسلم انٹر کالج چمن گنج کے وسیع و عریض میدان میں آل انڈیا سنی جمعیت العلماء کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان سہ روزہ کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں شرکت کے لیے ملک کے طول و عرض سے لاکھوں افراد ہوائی جہازوں، ٹرینوں اور بسوں کے ذریعہ کانپور پہونچے تھے۔ اس موقع پر نہ صرف حلیم مسلم انٹر کالج گراؤنڈ میں تین دنوں کے لئے ایک نیا شہر آباد ہو گیا تھا بلکہ کانپور شہر کی رونق بھی بڑھ گئی تھی۔

ملک کے ممتاز علمائے اہل سنت میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جو اس پر شوکت اجتماع میں شریک نہ ہوا ہو۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آسمان دین و دیانت اور اسلام و سنیت کے آفتاب و ماہتاب رونق افروز بزم و انجمن ہیں اور عوامی ہجوم ان سے تابندگی و درخشندگی حاصل کر رہا ہو۔ کانفرنس اس قدر کامیاب رہی کہ اپنے تو اپنے غیروں نے بھی اعتراف حقیقت کیا اور کھل کر کہا کہ آزادی کے بعد پچھلے ۱۶ برسوں میں مسلمانان ہند کا اتنا عظیم اور شاندار اجتماع پہلی بار دیکھنے میں آیا ہے۔

کانفرنس کے ہر اجلاس میں شروع سے آخر تک شریک رہ کر حضرت علامہ طیش صدیقی نے ایک ایسی شاندار رپورٹ مرتب کی تھی جس نے کیمرہ کی آنکھ کا احسان لئے بغیر قلم کی زبان سے ساری کانفرنس کا مشاہدہ کرا دیا تھا اور جو اس وقت کے ہفت روزہ استقامت کے "کانفرنس نمبر" کی شکل میں شائع ہو کر ہزاروں ہاتھوں تک پہونچی تھی جسے پڑھ کر کانفرنس میں شریک نہ ہو سکنے والوں نے بھی شرکت کا مزہ لیا تھا اس کانفرنس کی کامیابی کا سہرا حضرت سید العلماء مولانا سید آل مصطفےٰ، حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی، حضرت مولانا ابوالوفا فصیحی (علیہم الرحمۃ والرضوان) اور حضرت مولانا محمد محبوب اشرفی وغیرہ کی شبانہ روز کی تگ و دو اور محنت شاقہ کے سر رہا مگر اس میں سب سے بڑا حصہ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی اس دردمندانہ اپیل کا تھا جس نے ملت کے ایک ایک فرد کے خوابیدہ جذبات کو جھنجھوڑ دیا تھا اور وہ انگڑائی لیکر میدان عمل میں آگیا تھا۔ اپیل نہ صرف اس وقت "پیغام بیداری" ثابت ہوئی بلکہ آج بھی اہل عقیدت کے لئے سرمایۂ عزم و عزیمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیے :-

نحمدہٗ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

برادرانِ اہلسنت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
یا قومنا اجیبوا داعی اللہ۔ اے ہماری قوم! اللہ تعالیٰ کے داعی کی پکار پر لبیک کہو۔ آل انڈیا سنی جمعیت العلماء کانفرنس مسلمانانِ ہند کی دینی، تعلیمی، اقتصادی، لسانی اور ثقافتی کے تحفظ کی خاطر سرزمین کانپور میں مورخہ ۱، ۲، ۳ نومبر ۱۹۶۳ء کو منعقد ہو رہی ہے جس کی اطلاع اخبارات، اشتہارات وغیرہا کے ذریعہ آپ تک پہونچ چکی ہوگی۔ یہ اہم کانفرنس ایسے موقع پر منعقد ہو رہی ہے جبکہ ملک کے اہل سنت جسم و جان سے گزر کر دین و ایمان کی سخت آزمائش میں مبتلا کئے جانے والے ہیں، الحاد، بد دینی پیہم شکستیں کھانے کے بعد اب حکومتِ وقت کا سہارا تلاش کر رہی ہے۔ اسلام کا جھوٹا دعویٰ کرنیوالے دشمنانِ ایمان مسلمانوں کے سطوو سادگی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر دین و ملت کا سر بازار نیلام کر دینا چاہتے ہیں۔ بے شمار مسائل نے مسلمان اور آئندہ نسل کے دین و دنیا کو انتہائی خطرہ میں ڈال دیا ہے۔ ایسی نازک حالت میں آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کے زعماء کا سرزمین
کانپور میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا فیصلہ ملک کے [illegible]
کے لئے ایک نیک فال اور بہت سی توقعات کا حا[illegible]
جاں نثارانِ سنیت! رہبرانِ قوم کے جذبۂ [illegible]
وافادیت کے ساتھ قوم کی صلاحیت استفادیت [illegible]
انتہائی اہم ہے۔ ہزار آفتاب نیم روز اپنی پوری تابا[نی کے]
ساتھ آسمان پر جلوہ گر ہو۔ اگر نا عاقبت اندیش [illegible]
وقت آنکھیں بند کرکے دوڑ رہے ہوں تو ٹھوکریں کھ[ا کر]
طرح چور ہو جائیں گے۔ علمائے اہل سنت مسلمانو[ں اور]
انکی نسل کے دین و دنیا کے تحفظ کی خاطر جذبۂ ایثا[ر کے]
ساتھ میدان میں اتر آئے ہیں۔ اب فرزندانِ ملت [illegible]
کی ذمہ داریاں ہیں کہ بیدار ہو کر آل انڈیا سنی جمعیۃ[العلماء]
کانفرنس کانپور کو سرمایہ کی فراہمی اور کثیر تعداد میں شرکت
پوری طرح کامیاب بنائیں اور سنی جمعیۃ العلماء کی [illegible]
کو مستحکم کرنے کے لئے سارے ملک میں اسکی شاخ[یں]
بچھا دیں۔ علمائے اہل سنت سے بھی متوقع ہوں ک[ہ]
جمعیۃ العلماء سے وابستہ ہو کر صحت مند دینی و د[نیاوی]
راہنمائی سے قوم کو مستفیض فرمائیں۔ والسلام۔ فقط
دعا گو: مصطفےٰ رضا خاں قادری نوری رضوی غفرلہٗ

پی گئے جو زہرِ مظلومی کا جام
اُن شہیدانِ بنارس کو سلام

ظلم و عدوان، تمرد و طغیان، سفاکی و شقاوت، توحش و بربریت، اور شرارت و شیطنت، محض جنگلی جانوروں، شیروں، چیتوں، بھیڑیوں، ریچھوں اور تہذیب و تمدن کی دنیا سے الگ تھلگ رہنے والے خونخوار جاہل اور گنوار قبیلوں ہی کے لئے مخصوص نہیں ہے — علم، دانائی، تہذیب، تمدن اور عقل و ہوش کی روشنی کے دعویدار آزاد اور جمہوری ہندوستان کے وہ چودھا بھی اسکے حامل ہیں جو امن و قانون کی ذمہ داری لے کر اسی کے ٹکڑوں پر پلتے ہیں اور وقت آنے پر نمک حرامی کا ثبوت دیتے ہوئے جس تھالی میں کھاتے ہیں نہ صرف اس میں چھید کرتے ہیں بلکہ اس کے پرخچے اڑا دیتے ہیں۔ اسے چکنا چور کر دیتے ہیں، اپنی قوم کو رسوا کر دیتے ہیں۔ اپنے ملک کے چہرے پر کالے چور کی کالی رات سے زیادہ گہری کالک پوت دیتے ہیں۔ وہ ہنستے کھیلتے حالات سے بے خبر، پرامن قانون پسند شہریوں اور بے قصور انسانوں کی بستی میں داخل ہوتے ہیں اور شیطانیت کا ننگا ناچ شروع کر دیتے ہیں اور اخوت، انصاف اور رواداری کی اس بری طرح آبرو ریزی کرتے ہیں کہ انسانیت چیخ اٹھتی ہے۔ فرقے کے نام پر، طبقے کے نام پر، علاقے کے نام پر، زبان کے نام پر اور نہ جانے کس کس کے نام پر یکطرفہ حملہ، فتنہ و فساد، خون خرابہ، لوٹ پھونک اور قتل و غارت ہمارے آزاد، جمہوری ملک کا مقدر بن چکا ہے۔ جبل پور، ساگر، میرٹھ، ملیانہ، رانچی، پٹنہ، بھیونڈی، بڑودہ، علی گڑھ، مرادآباد اور ——— اور ——— کہاں تک نام گنائے جائیں ؎

ایک دو داغ اگر ہوں تو دکھائے کوئی
ان گنت زخم ہیں کس طرح گنائے کوئی

بنارس اترپردیش کا ایک خوبصورت شہر، اپنی ساڑیوں کی صنعت کے لئے دنیا بھر میں شہرت رکھنے والا شہر، مذہب پسند ہندو بھائیوں کے لئے ایک پوتر استھان، اپنی البیلی صبحوں سے اردو شاعری کے معشوقوں کو چہروں کا نکھار دینے والا

شہر اور فارسی کے ایک مشہور شاعر علی حزیں تک نے موزونی پر مجبور کر دینے والا شہر کہ ؎

از بنارس نہ روم معبدِ عام است ایں جا
ہر برہمن بچہ لچھمن و رام است ایں جا

ہاں وہی بنارس اچانک وارداتوں، ہنگاموں اور راکششوں کے شکنجے میں آ گیا۔ ان پر فرقہ واریت کا بھوت سوار ہو گیا۔ وہ فساد پسندی کے جنون میں مبتلا ہو گئے اور پھر وہ کچھ ہوا کہ الامان، الحفیظ نوٹ کے پھیلے میں تین چار دن تک نہ جانے کتنے بے قصور لوگ خنجر وحشت کی زد میں آئے، نہ جانے کتنی خواتین کا سہاگ لٹا، نہ جانے کتنے بچے یتیم ہوئے، نہ جانے کتنے بوڑھے بے سہارا ہوئے، نہ جانے کتنوں کے منہ کا نوالہ چھین لیا گیا، نہ جانے کتنوں کے جسموں کو گولیوں سے چھلنی کیا گیا اور نہ جانے کتنوں کے دلوں کو پارہ پارہ کر دیا گیا۔ ان واقعات پر خوب خوب خون کے آنسو بہائے گئے۔ انصاف پسند، دیانتدار، انسانیت دوست اور اخوت و مساوات کا درد رکھنے والے صحافیوں، ادیبوں، شاعروں نے احتجاج و اضطراب کا اظہار کر کر کے اپنے قلموں کی زبانیں خشک کر دیں، بہت کچھ لکھا گیا ہے، بہت کچھ لکھا جاتا رہے گا۔ لیکن کورہ کیا گیا ہے بس یہ کہ:—

"کسی خطا اور قصور کے بغیر وحشیانہ ظلم و ستم کا نشانہ بننے والے اے شہیدانِ بنارس ہم تمہیں سلام کرتے ہیں۔ تمہارے نذرانۂ سجائے خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں کہ کاش تمہارا ناحق خون رنگ لائے، قدرت اس کا انتقام لے اور ہندوستان حقیقی آزادی اور سچی جمہوریت کے تابناک سویرے سے ہمکنار ہو جائے۔

(ادارہ)

حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جشنِ صد سالہ مبارک

مُناجاتِ مقبول

اے اللہ! ہم عاجز بندے تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیرے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں؛

اے اللہ! ہمارے دلوں کو اخلاص کے ساتھ اپنے دین کی طرف پھیر دے؛

اے اللہ! ہمارے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو معاف فرمادے؛ اے اللہ ہمکو پکا اور سچا مسلمان بنادے؛

اے اللہ! ہماری مشکلات کو حل فرمادے؛ اے اللہ ہمکو اسلام پر استقامت نصیب فرما؛

اے اللہ! ہم سے راضی ہوجا ہمکو شیطان اور نفس کی شر سے بچا؛ اے اللہ ایمان کیساتھ خاتمہ کیجیو؛

اے اللہ! ہمارے قدموں کو صراطِ مستقیم پر قائم رہنے والا بنادے؛ اے اللہ اپنی رضا پر راضی رہنے کی توفیق دے

اے اللہ! اپنی خاص رحمت نازل فرما اور اپنے قہر و غضب سے بچالے؛ اے اللہ قیامت کے روز رسوائی سے بچالینا؛

اے اللہ! اپنے عرش کے سائے میں جگہ عنایت فرمانا. قیامت کے روز اپنا دیدار نصیب فرمانا؛

اے اللہ! کل اُمّتِ محمدیہ کو حشر کی رسوائی سے پناہ عنایت فرما؛ اسلام کا بول بالا فرما، اسلام کا جھنڈا بلند فرما؛

اے اللہ! تمام مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کردے اسلام کی حفاظت فرما. ہماری خطاؤں کو معاف فرما؛

اے اللہ! قبر کے اندھیرے اور عذاب سے بچانا منکر نکیر کے سوالات کے وقت ہماری مدد فرمانا. ہمارا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دینا؛

اے اللہ! ہمیں حلال روزی نصیب فرما. ہمارے کاروبار میں اپنی رحمت سے برکت اور ترقی عطا فرما؛

اے اللہ! ہمیں اخلاص نصیب فرما. ہمارے دلوں سے حسد بغض اور کینہ دور فرما. ہمکو دجال کے فتنے اور موت کی سختی سے اور قبر کے عذاب سے اور قیامت کی گرمی سے اور جہنم کی آگ سے محفوظ فرما؛

اے اللہ! پل صراط کا راستہ آسان کردے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما؛

اے اللہ! تنگدستی اور خوف، گھبراہٹ اور قرض کے بوجھ کو دور فرما؛ اے اللہ حضور سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا طریقہ ہم کو سکھادے اور انکے پیارے صحابہ کے عملوں کی جھلک ہمارے ہر کام میں پیدا فرمادے؛ اے اللہ ہمارے بچوں کو علمِ دین کی دولت سے سرفراز فرما اور نیک و صالح بنادے۔

اے اللہ! ہم گناہوں کے بوجھ سے دبے ہوئے ہیں صرف تیری رحمت کا آسرا ہے. تو ہمکو اپنی رحمت سے بخش دے؛

اے اللہ! ہمارے دلوں میں اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عطا فرما اور قیامت کے دن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرما اور ہماری دعاؤں کو قبول فرما۔ آمین

نوری کتاب گھر ۳۳/۹۹ کنگھی محال کانپور

پیکرِ استقامت

حضور مفتی اعظم

علیہ رحمۃ اللہ

حضرت مولانا سبحان رضا خاں صاحب

ایک پوتا یا نواسہ اپنے نانا یا دادا کی بحیثیت نانا یا دادا ہونیکے ان کی فضیلت و برتری بیان نہیں کر رہا ہے بلکہ اظہار حقیقت کے طور پر ایک غلام اپنے آقا اور ایک مرید اپنے مرشد کی بزرگی کی ایک ادنیٰ سی جھلک قلم بند کرنیکی سعادت حاصل کی ہے۔ خالق کائنات عز جلالہٗ و عم نوالہٗ روز و شب نہ جانے کتنے انسانوں کو وجود بخشتا اور نہ جانے کتنے انسانوں کو عدم کی منزلوں سے ہمکنار فرماتا ہے۔ مگر کبھی کبھی عالم وجود میں ایسی تقدس مآب ہستیاں جلوہ گر ہوتی ہیں جو آسمان ولایت و کرامت پر خورشید و قمر بنکر چمکتی ہیں اجل انکو بھی آتی ہے مگر اجل کے پردے ان کے تقدس و طہارت کشف و کرامت کو چھپانے میں ناکام رہتے ہیں۔ وہ ہستیاں برزخ کی دنیا میں پہونچنے کے بعد بھی اپنے فیوض و برکات، ولایت و کرامت سے دنیائے ہستی کو روشن و منور کرتی رہتی ہیں۔

ایسی ہی ایک تقدس مآب صاحب کرامت ہستی حضور جد الکریم سرکار مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] کی ہے۔ آپکی ہستی ایک ایسے مقدس خانوادے کا چشم و چراغ ہے جس خانوادے کے افراد علم و فضل، زہد و تقویٰ، ولایت، و کرامت اور فیضان ظاہری و باطنی میں یگانۂ روزگار رہے۔ سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے دور کی اس عظیم شخصیت کے فرزند ارجمند ہیں کہ جس شخصیت کو پوری دنیائے سنیت اپنا امام و پیشوا اور مجدد دین و ملت مانتی ہے۔ عرب و عجم کے شہرۂ آفاق علماء و فضلاء نے ان سے شرف تلمذ حاصل کرنا اپنے لئے باعث فخر سمجھا اور صوفیائے ذوی الاحترام نے ان سے اکتساب فیض کرنا ذریعہ سعادت جانا۔ امام اہل سنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ فرزند ارجمند جن کو آج دنیائے سنیت مفتی اعظم کے نام سے جانتی ہے۔ خالق عالم نے آپکو ایسے گوناگوں اوصاف فضائل عطا فرمائے جنکی ہمہ گیری کو دیکھ کر عقل انسانی حیران و ششدر رہ جاتی ہے۔

علم و فضل میں شہرۂ آفاق
تفقہ فی الدین میں یگانۂ روزگار
شریعت و طریقت کے بحر زخار
تقویٰ و طہارت کے شاہکار
مملکت شعر و ادب کے شہریار
حق گوئی و اعلائے کلمۃ الحق میں وحید عصر
آسمان ولایت و کرامت کے خورشید درخشاں

اہل ظاہر و باطن بیک زباں کہتے ہیں کہ خالق کائنات نے آپکی مقدس ذات بابرکات کو سرچشمۂ فضائل و کمالات اور گلدستۂ ولایت و کرامات بنایا تھا۔ جد الکریم سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی ہمہ گیری اور اوصاف و کمالات کا موضوع اور ولایت و کرامات کا بیان ایک ایسا مستقل عنوان ہے جس کی تشریح کے لئے دفتر کے دفتر ناکافی مگر آج اپنی ان سطروں میں ان کی فقط ایک حیثیت کو کلام اللہ کے معیار پر دکھانا ہے۔ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی ولایت و کرامت ایک ایسی تابناک حقیقت ہے جس نے تعصب کا پردہ ہٹا کر جب کبھی بھی آپکی زیارت کی

اور آپ کے نورانی چہرے کو دیکھ لیا تو اس کا قلب آپ کے ولی کامل اور صاحب کرامت ہونے کا معترف ہوگیا۔ حضور مفتی اعظم ارشاد قرآنی کے معیار پر بحمدہٖ تعالیٰ بارگاہ الٰہی میں درجۂ تقرب و ولایت پر ایسے فائز ہیں کہ کلام اللہ پر ایمان رکھنے والا کوئی بشر ان سے انکار نہیں کرسکتا۔ آیئے آیئے سرکار مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت و کرامت کو کلام اللہ کی کسوٹی پر جانچ کر دیکھیں تاکہ اعتماد و یقین کو مزید پختگی حاصل ہو اور کسی کو شک و تردد کی گنجائش نہ رہے۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں کہ جو ایمان والے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جو شخص صاحب ایمان و تقویٰ ہوگا اس سے ہر سانس پر، قدم قدم پر کشف و کرامات کا ظہور ہوگا۔ حق تو یہ ہے کہ حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سب سے اہم ولایت کی دلیل یہ تھی اور سب سے عظیم کرامت یہ تھی کہ آپ کا قدم تا زیست شریف مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے خلاف کبھی نہیں اٹھا۔ استقامت علی الدین آپ کا طرۂ امتیاز تھا اور استقامت علی الدین ہونا ہی شان ولایت و کرامت ہے۔ سرکار مفتی اعظم اللہ کے ولی تھے، ولی گر تھے، استقامت علی الدین کے ساتھ ساتھ آپ سے بے شمار کرامتیں ظاہر ہوئیں۔

اللہ رب العزت کی ذات پر آپ کو کس درجہ یقین و ایمان تھا اور اپنے مولیٰ تعالیٰ کی بخشی ہوئی دولت ولایت و کرامت پر کیسا بھروسہ تھا کہ:۔

۴۷-۴۸ء کے ہنگامی دور میں جب شہر کے شہر خالی ہو رہے تھے اور لوگ پاکستان جانے کے لئے کمر بستہ ہو رہے تھے اور شہر در شہر قریہ در قریہ سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ پاکستان کو ہجرت کر چکے تھے بریلی شریف سے بھی لوگ خاصی تعداد میں پاکستان کے لئے روانہ ہو چکے تھے۔ یہاں تک کہ خانوادۂ رضویہ کے بہت سے حضرات بھی پاکستان تشریف لے جا چکے تھے۔ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ سے بھی بااصرار کہا گیا اور متعدد بار عرض و معروض کی گئی کہ حضور پاکستان تشریف لے چلیں۔ مگر سرکار مفتی اعظم نے صاف طور سے ارشاد فرمایا کہ فقیر بریلی چھوڑ کر کہیں نہیں جائے گا۔ اللہ اللہ اتباع شریعت کی پاسداری اور فقہ اسلامی کی یہ پاسبانی کہ "فقیر بریلی چھوڑ کر نہیں جائے گا"۔

حضور کے اس جواب میں فقہ کا کتنا غامض مسئلہ مضمر ہے۔ فقہائے کرام نے فرمایا کہ دارالاسلام سے ہجرت عامہ حرام ہے کہ اس میں مساجد کی ویرانی و بے حرمتی، قبور مسلمین کی بربادی، عورتوں، بچوں اور ضعیفوں کی تباہی ہوگی اور رہ وہ عالم کے جس سے بڑھ کر اس شہر میں عالم نہ ہو اسے کبھی حرام ہے۔ کما فی الدر المختار۔ تفصیلہ فی الفتاویٰ الرضویہ۔

خوف و ہراس کے اس دور میں جب ہر طرف سے لوٹ مار کی خبریں کہیں سے کہیں پہونچ رہی تھی۔ سرکار مفتی اعظم اپنے رب کریم کی عطا فرمودہ دولت ولایت و کرامت کے بھروسہ بے خوف تھے۔ لاخوف علیہم ولا هم یحزنون کا تاج زیب سر تھا۔ بے خوف ارشاد فرما دیا کہ فقیر بریلی چھوڑ کر کہیں نہیں جائے گا۔

اسی بے اطمینانی و بے خوفی کا نتیجہ تھا کہ سرکار مفتی اعظم محلہ سوداگران میں اپنے دولتکدہ کی نشست گاہ میں جلوہ افروز تھے اور اپنا تحریری کام نہایت اطمینان و سکون سے کر رہے تھے کہ یکایک شہر سے کچھ غنڈے قاتل ہتھیاروں سے لیس ہو کر بارادۂ قتل سرکار مفتی اعظم کی جانب بڑھے۔ پھر کچھ جھجکے اور پھر ہمت کی کہ معاذ اللہ قتل کر ہی دیا جائے۔ جب وہ بدمعاش غنڈے خونخوار سرکار مفتی اعظم کے سامنے آئے تو سرکار نے اپنا ولایت پناہ بارعب چہرہ ان کی طرف اٹھایا۔ ان پر ایسی ہیبت طاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ جل جلالہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پانی تین سانس میں پیتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے۔ پانی اس طرح پینا چاہیئے کہ پہلی سانس میں ایک گھونٹ، دوسری میں دوسرا گھونٹ اور تیسری میں جتنا چاہے پی سکتا ہے (الحدیث)

بوسی کر یک بیک سب کے سب سرکار کے قدموں پر گر کر رونے لگے اور معافی مانگی کہ سرکار ہم تو اس ے ارادے سے آئے تھے۔

آج بحمدہٖ تعالیٰ اسی کرامت کی بدولت بریلی شریف میں خانوادہ رضویہ آباد اور مسجد رضا خانقاہ رضویہ بہار افروز پُر وقار ہیں۔ ایک سال ایسا ہوا کہ بریلی شریف سے کچھ مسلمان حج و زیارت کی سعادتیں حاصل کرنے حرمین شریفین گئے تو حضور مفتی اعظم کو وہاں ارکان حج ادا کرتے ہوئے دیکھا انکی دست بوسی و قدم بوسی کی اور آپ سے دعائیں لیں۔ اس کے بعد آپ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ جب وہ لوگ بریلی شریف واپس ہوئے اور حضرت کی دولت کدہ پر ملاقات کرنے حاضر ہوئے تو ان لوگوں نے تذکرۃً کہا کہ حضور بھی تو امسال حج میں جلوہ گر تھے۔ اس پر یہاں بریلی شریف کے لوگوں کو یقین نہیں آیا کہ حضور سے تو روزانہ یہیں ملاقات ہوتی تھی اور سرکار اپنے دولت کدہ میں ہی جلوہ گر تھے تعویزات و دعاؤں کے ذریعہ سرکار کا فیضان ہر روز جاری رہتا تھا۔ حضرت کہاں امسال حج کو تشریف لے گئے تھے مگر جن لوگوں نے مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں سرکار سے ملاقات کی۔ سرکار کے چہرۂ انوری کو دیکھا وہ کیسے اپنے یقین و اعتماد کی منزل سے ہٹ سکتے تھے۔ اللہ اللہ جب فریقین کا اختلاف آپ کے سامنے آیا تو آپ نے دونوں فریقین کی تائید فرمائی اور فرمایا کہ اللہ رب العزت کے لئے یہ امر دشوار نہیں کہ اپنے کسی بندے کو آن کی آن میں کہیں سے کہیں پہنچادے اس وقت سب پر یہ بات واضح ہو گئی کہ اہل اللہ کے لئے یہ بات قطعاً دشوار نہیں کہ وہ ایک وقت میں متعدد جگہ موجود ہوں۔

کرامت و ولایت کی شمیم خوشگوار جب پھیلتی ہے تو اس سے کوئی بھی محروم نہیں رہتا۔ ہمارے محلہ سوداگران بریلی شریف ہی کا ایک غیر مسلم جس کا ایک پیر مفلوج تھا وہ شب و روز دیکھتا تھا کہ ہر قوم کے انسانوں کا ہجوم ہر روز آپ کے گرد رہتا ہے اور ہر انسان اپنی مراد لیکر واپس ہوتا ہے۔ اس غیر مسلم نے کئی مرتبہ آپکی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا مگر کبھی اپنے ارادے کو عملی جامہ نہ پہنایا۔ ایک دن سرکار مسجد سے اپنے دولتکدہ کی طرف جارہے تھے تو وہ مفلوج و اپاہج آپ کے راستہ میں لکڑی کے سہارے کھڑا تھا آپ جب اس کے قریب پہونچے تو وہ آبدیدہ ہو گیا اور زبان حال سے اپنے دکھ درد کا علاج چاہنے لگا۔ آپ نور بصیرت سے سمجھ گئے کہ غیر مسلم بھی میرے رب عزوجل کی عطا فرمودہ کرامت کی بھیک کا محتاج ہے چنانچہ آپ رکے اور کچھ پڑھ کر دم کیا اور دولت کدہ میں تشریف لے گئے۔ وہ غیر مسلم یقین و عدم یقین کی منزل میں گم اپنی لکڑی کے سہارے اپنے گھر پہونچا اور اپنی چارپائی پر بیٹھ گیا۔ چند منٹ کے بعد اس کو احساس ہوا کہ مفلوج پیر میں دوران خون ہو رہا ہے۔ وہ خوشی خوشی

اپنی چارپائی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پورے گھر میں بغیر
کسی سہارے کے تیز تیز قدموں سے چلنے لگا۔ سچ ہے

ع نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

کرامات کا جب ابر کرم برستا ہے تو بھی پر
برستا ہے۔ حضور مفتی اعظم کی ایسی ایسی کرامتیں بیشمار
ہیں۔ یوں تو سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی
سراپا کرامت تھی۔ آپکی ہر ادا سنت مصطفےٰ علیہ التحیۃ
والثناء کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ آپ کے عطا
کردہ نقوش و تعویزات فوراً اثر کرتے اور مانگنے والوں
کو بھی یقین کامل تھا کہ یہ نقش ایک ایسے ولی کامل و سراپا
کرامت کا عطا کردہ ہے کہ اب ان شاء اللہ العزیز
کام بنا ہی بنا ہے۔ حضرت کی دعاؤں کی مقبولیت
کا بھی یہ عالم تھا کہ تمام مادی وسائل ہوتے ہوئے بھی
لوگ جب تک اپنے کسی مسئلہ یا معاملہ میں حضرت سے
دعا نہ کرا لیں انھیں اپنے کسی مسئلہ کے حل یا کام کے ہونے
کا یقین نہیں ہوتا تھا۔ حالانکہ بے سر و سامانی کے
عالم میں اگر حضرت نے دعا فرما دی تو انھیں اپنے کام کے
بن جانے کا پورا پورا یقین ہو جاتا تھا اور وہ کام بھی ہو
جاتا تھا۔

اسی طرح کے نہ جانے کتنے واقعات ہیں جن
کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ آج بھی سرکار مفتی اعظم
علیہ الرحمۃ کے متوسلین و معتقدین یہی کہتے ہوئے نظر
آتے ہیں کہ حضرت نے جس کے لئے بھی دعا فرما دی وہ
یقیناً مقبول بارگاہ الٰہی ہوئی۔

قاری اسرائیل صاحب اشرفیہ جھریا والے
بیان کرتے ہیں کہ بچپن میں انکی آنکھ میں روشنی بے معلوم
سی تھی لیکن سرکار مفتی اعظم سے مرید ہونے کے بعد
انھیں ایسا محسوس ہونا شروع ہوا کہ دن بدن آنکھ میں
روشنی بڑھتی جا رہی ہے اور آج وہ دن ہے کہ بآسانی
بغیر کسی کے سہارے سے چلتے پھرتے ہیں اور لکھنے پڑھنے
بھی لگے ہیں۔ وہ خود کہتے ہیں کہ یہ حضرت مفتی اعظم
علیہ الرحمۃ کی کرامت ہے اور آپ سے بیعت
کے بعد مجھ پر ان کی برکتوں کا ایسا ظہور ہوا کہ نہ صرف
کی روشنی ملی بلکہ دل کی روشنی بھی ملی اور میں خود بھی اند
سے اجالے میں آگیا اور مجھے مقبولیت حاصل

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی بے
کرامتیں ہیں جو شب و روز ظاہر ہوتی تھیں اور متوس
و معتقدین فیضیاب ہوتے تھے۔ مولیٰ تعالیٰ حضو
مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے فیوض و برکات و کرامات
تمام اہل سنت کو دونوں جہان میں فیضیاب فرما
آمین۔ بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسل

حضور سید العلماء کا عرس مبارک

بمبئی:- ۲۰ رجمادی الآخر مطابق ۲۸ ردس
شنبہ کو حضور سید العلماء حضرت علامہ الحاج الشاہ
سید آل مصطفےٰ میاں صاحب مارہروی رحمۃ اللہ تعا
علیہ کے عرس مبارک کی شاندار اور روح پرور تقریب
ابراہیم مرچنٹ روڈ پر منعقد ہوئی۔ صدارت کے فرائض
سید العلماء کے شہزادے اور جانشین حضرت سید شا
آل رسول حسنین میاں صاحب برکاتی نوری قبلہ نے ا
فرمائے اور نظامت حضور محبوب ملت مولانا مفتی محبوب
علی علیہ الرحمہ کے شاہزادے حضرت مولانا منصور علی
خان رضوی نے کی۔ حضور سید العلماء کی حیات طیبہ
اور خدمات مقدسہ کو عقیدت و محبت کا خراج ادا کرنے
والوں میں حضرت مولانا محمد رجب علی صاحب مفتی
نانپارہ، حضرت مولانا سید سراج اظہر صاحب رضوی، حضرت
مولانا ظہیر الدین صاحب قادری، حضرت مولانا حافظ
محمد صاحب، حضرت مولانا توکل حسین صاحب، حضرت
مولانا محمد حنیف صاحب اعظمی، حضرت مولانا امان
اللہ صاحب، حضرت مولانا شعبان علی صاحب، حضرت مولانا
غلام حسین صاحب، حضرت مولانا غلام ربانی صاحب، حضرت
مولانا مقصود علی صاحب وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

سنتِ مصطفیٰ کو مضبوطی سے پکڑے رہنا۔ اسی میں
دین و دنیا کی بھلائی ہے۔ (حضور مفتی اعظم)
دعا:۔ مولائے واحد و قدوس! ہمارے پیر و مرشد کے ان مبارک
اور نورانی نصیحت کے صدقے و طفیل میں ہماری سنت نبوی
پر قائم رکھ کر دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرما۔ آمین
بحق حضرت طٰہٰ و یٰسٓ صلی اللہ علیہ وسلم
جشن صد سالہ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ
حضور مفتی اعظم کی نگاہِ کرم کے طالب:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ جل جلالہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

درود رضویہ: صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۝

الحدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔ (مسلم)

درود شریف کو روزانہ خصوصاً بعد نماز جمعہ مدینہ منورہ کی طرف رخ کر کے ۱۰۰ مرتبہ پڑھنے سے بیشمار فضائل اور برکات حاصل ہوتے ہیں۔ (الحدیث)

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کی شان و عظمت

از: مفکر اسلام علامہ محمد قمر الزماں خاں صاحب اعظمی رضوی جنرل سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن لندن

حضرت مفکر اسلام کا یہ مضمون دراصل ان کی ایک تقریر پر مشتمل ہے جو انہوں نے ۱۴ محرم الحرام سنہ ۱۴۱۰ھ کو بمبئی میں کی تھی۔ اسے حضرت مولانا مفتی محمد اشرف رضا صاحب قادری رضوی نے مرتب کر کے اپنے شاندار تعارفی مضمون کے ساتھ پیش کیا ہے جو بذات خود مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کی شان و عظمت کے لئے خراج کی حیثیت رکھتا ہے۔ پہلے حضرت مفتی صاحب کا مضمون ملاحظہ فرمائیے اس کے بعد حضرت مفکر اسلام کے پر مغز مقالہ کو جنت نگاہ بنائیے۔

(ادارہ)

۲۴ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ کو بمبئی عظمیٰ میں مفکر اسلام
علامہ قمر الزماں خاں اعظمی رضوی سکریٹری ورلڈ
مشن لندن نے "شہید اعظم و مفتی اعظم کانفرنس"
خطاب فرماتے ہوئے مدارس عالم دنیا کے دار الافتاؤ
کے علماء و مشائخ کے حالات و خدمات اور ان
شریف کی آفاقیت پر جو اپنا مشاہدہ پیش کیا
کا حق تھا۔ اس تقریر کی کیسٹ حضور مفتی اعظم
کے مرید مخلص اور میرے دیرینہ کرم فرما محمد
ری اعظمی کے ذریعہ ملی۔ اس مختصر تقریر میں مولانا
ل سنت بریلی شریف کی خدمات، امام اہل
علی حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی
، آفتاب ولایت حضور مفتی اعظم کے کارہائے
ن کی سیرت کے چند روشن گوشوں کو اجاگر کیا
با تھ ہی عالم اسلام میں بڑھتے ہوئے فتنوں سے
ہوشیار رہنے کی تاکید ہے۔ تقریر موثر تھی
لوں کو متاثر کرتی ہے، میں بھی متاثر ہوا اور
دیت کے پیش نظر محمد اسماعیل رضوی فیض آبادی
بنی نوری اعظمی کی خواہش پر ٹیپ سے بلفظ
شکل میں آپ کے ہاتھوں میں پہونچا دی۔
مولانا نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ سرکار
مفتی اعظم ہند کی سیرت پر ایک زمانے تک
ہوں، لہٰذا ان سے میری گذارش ہے کہ آپ
گے براہِ کرم اسے تحریری شکل میں بھی اہلِ سنت
ں میں دیدیجئے اگر آپ کے حقیقت نگار قلم
ی حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی سیرت و خدمات
نجام پا گیا تو سنیوں کو اپنے مذہبی پیشوا اور روحانی
دار و عمل کا ایک گلدستہ دستیاب ہو جائیگا
ی نسل اپنے اکابر کے واقعات عزیمت، احکام
پابندی اور تصلب فی الدین کے واقعات کو
پنے لئے راہ عمل متعین کرے گی وہ تحریر انھیں
ہنوں و فکر کی آوارگی سے روکے گی۔

مولانا کی طرح حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے شب
و روز، سفر و حضر میں واقعات عزیمت و کشف و
کرامات کو مشاہدہ کرنیوالے اکابرین اُن کے فیض صحبت
سے مشرف ہونیوالے علماء تربیت پانیوالے فقہاء کی بفضلہ
تعالیٰ ابھی اچھی تعداد موجود ہے اگر بروقت ان لوگوں
نے اپنی معلومات و مشاہدات کو صفحۂ قرطاس پر ثبت
نہیں کیا تو ہم قیمتی خزینوں سے محروم ہو جائیں گے اور مستقبل
میں تذکرہ نگار و مورخ واسطوں سے واقعات کو قلم بند
کرے گا۔ دیکھنے اور متاثر ہونیوالوں نے اگر حقائق کا انکشاف
کر دیا تو جرح و تعدیل سے بچ جائیں گے، آفتاب شریعت
ماہتاب طریقت، قطب الارشاد، عارف باللہ ولی
ابن ولی، مسند افتاء کا مفتی اعظم، عدلیہ کا قاضی القضاۃ،
تفقہ سیدنا امام اعظم کا امین تقدس سیدنا غوث اعظم کا
وارث، خواجہ اعظم کے اعلاء کلمۃ الحق کا مظہر اتم، مجدد
اعظم کے عشقِ رسول کی چلتی پھرتی تصویر کا صحیح خدوخال دنیا
والوں کے سامنے آجائے گا۔

مفتی اعظم کی شان

سیدی حضور مفتی اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی زندگی کا سب
سے بڑا کارنامہ کار افتاء کو انجام دینا ہے۔ تقریباً بہتّر
سال تک آپ نے فتاویٰ صادر فرمائے ہیں اور سینکڑوں
علماء کو افتاء کی مشق کرائی ہے اور وقت کے ابھرتے
ہوئے مسائل اور جدید ایجادات پر شرعی احکام صادر
فرمائے ہیں۔ ان کے تفقہ کا انسائیکلوپیڈیا آج تک
پردۂ خفا میں ہے اور معلوم نہیں کس کی الماری کی زینت
بنا ہوا ہے۔ وہ کب تک اہلِ سنت کی اس امانت
کبریٰ و نعمت عظمیٰ کو اپنے سینے سے لگائے رہیں گے،
پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر حضور مفتی اعظم ہند
علیہ الرحمہ والرضوان کا مجموعہ فتاویٰ شائع ہو گیا تو نئے
مسائل اور سائنسی ایجادات کا مکمل جواب قرآن و احادیث
کی روشنی میں فقہی جزئیات سے مزین و مبرہن وہاں مل
جائیں گے۔ اس سے تہذیب جدید کی تشنگی بجھ جائیگی

اسے وقت کا المیہ کہئے کہ یوں صدی تک فقہ و افتاء کی خدمت کرنیوالے مفتیِ اعظم کے فتاوے سے مختصر و منتخب ایمان (عقائد) صلوٰۃ، احکام مساجد کے عنوان پر مشتمل دو جلدوں میں شائع کیا گیا ہے جبکہ اس فقیہ النفس مفتی نے عہد طفلی سے پیرانہ سالی تک فقہ کے جملہ ابواب کی گتھیاں اپنے ناخن علم سے سلجھائی ہے۔ پرانے رسائل و ماہناموں کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے کیسے کیسے لاینحل عقدوں کو حل فرمایا ہے۔

فقہ امام اعظم کے تمام ابواب پر آپ کے فتاوے ہیں جو عقائد، صلوٰۃ، صوم، زکوٰۃ، حج، نکاح و طلاق، بیع و شراء، قسم و حدود، سیر و جہاد، وقف و ہبہ، صرف و شرکت، کفالہ و حوالہ، قضا و شہادہ، دعوی و وکالہ، اقرار و صلح، مضاربت و اجارہ، مکاتب و ولاء، اکراہ و حجر اور ماذون، غصب و شفعہ، قسمت و مزارعہ، ذبائح و اضحیہ، صید و کراہیہ، رہن و اشربہ، جنایات و دیات، وصایا و ذرائض، مبدأ و معاد کے عناوین پر پھیلے ہوئے ہیں یہ میرا مبالغہ نہیں ہے بلکہ آپ ان حضرات سے معلوم کر لیجئے جو افتاء کی خدمت پر مامور ہیں کہ انھیں کن کن عنوان پر لکھنا اور مطالعہ کرنا پڑتا ہے اور کیسے کیسے سوالات آتے ہیں۔

عوام اپنی ہر ضرورت کا شرعی حل چاہتے ہیں اور اس کے شافی جواب کیلئے وہ مفتیان کرام ہی کیطرف رجوع کرتے ہیں اور یہ حضرات ان کو شرعی جواب سے مطمئن فرماتے رہتے ہیں۔ مگر کچھ سوالات ایسے بھی آتے رہتے ہیں جن کا جواب بروقت نہیں بن پڑتا اس کے حل کے لئے مستفتی سے زیادہ مفتی پریشان نظر آتے ہیں اور حصول جواب کی اپنے طور پر پوری کوشش کرتے ہیں پھر بھی اگر جواب نہیں مل پاتا تو ایسی صورت میں میں نے دیکھا اور سنا ہے کہ اپنے وقت کا مفتی، سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کی بارگاہ میں مستفتی بن کر حاضر ہوا تو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت [...] نقہ کے پروردہ فقیہ النفس مفتی اعظم نے چند [...] میں شافی جواب ارشاد فرما دیا۔

مفتیوں کے مفتی

اس عہد کی تاریخ بتا [...] اگر کوئی امر مشکل درپیش ہو [...] اس کا حل تیار کر کے عرس اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ [...] پر اپنی اپنی تحقیق سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ [...] الرضوان کے سامنے پیش فرماتے جن کی تحقیق [...] اور رائے صائب ہوتی تصویب فرما دیتے [...] تحقیق راہ صواب سے منحرف نظر آتی ان کی [...] کے صحیح جزئیات کیطرف رہنمائی فرما دیتے [...] تمام علماء و فقہا کی تحقیق پر فقیہ النفس کا ایک [...] پھیر دیتا اور اس سے صحیح مسئلہ کا حل بھی نکل آ [...] جزئیات کیطرف اشارہ بھی مل جایا کرتا تھا۔ [...] تحقیق کو ان کے فتوی کے سامنے کوئی اہمیت نہ [...] بلکہ انشراح صدر کے ساتھ قبول فرماتے تھے۔ [...] سر پھرے یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ مفتی اعظم [...] نے مسائل میں سختی فرمائی ہے۔ میں ان کوتاہ نظر [...] بتا دینا چاہتا ہوں کہ تم اپنی سہولت اور نفسانی [...] چاہتے ہو اور سیدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ [...] پیارے مصطفے کی سنتوں کو زندہ کرنا اور رد [...] چاہتے تھے۔ ان کی نظر مستقبل میں پیش آنیوالے [...] و بدعات پر تھی۔ وہ لوگوں کو حالات و ماحول [...] دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے بلکہ حالات و ماحول [...] کے مطابق دیکھنا پسند کرتے تھے۔ مخاطب [...] ارشادات کو شریعت کی سختی سمجھتا تھا مگر آپ [...] شریعت کے ساتھ طریقت کی منزل بھی طے [...] چاہتے تھے کیونکہ آپ کی ذات بابرکات [...] و طریقت کا حسین امتزاج و سنگم تھی۔ آج سر کی [...] سے دیکھ سکتے ہیں کہ جو لوگ سیدی حضور مفتی [...] علیہ الرحمہ والرضوان کے ارشاد و فتاوی پر عمل [...]

ور ہیں وہ امن وامان میں ہیں اور جن لوگوں نے علاً اس
سے رخ پھیرا وہ مصائب وآلام کے شکار ہوگئے۔ دعا
ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی محترم وحبیب مکرم
لی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سنیوں کو سیدنا امام اہلسنت
علیٰ حضرت عظیم البرکت، آقائے نعمت، مجدد اعظم کے
سلک اور سیدی سندی حضور مفتی اعظم ہند کے ارشادات
ہدایات پر عمل کرنیکی توفیق رفیق عطا فرمائے اور جو لوگ
سلک اعلیٰ حضرت سے تعلق رکھتے ہیں ان کی اصلاح
ا دے۔

اعلیٰ حضرت سے محبت کرنے اور ان کے مسلک
چلنے والوں کو اپنی نعمتوں، رحمتوں، برکتوں، مسرتوں اور
لتوں سے مالا مال فرمائے اور دارین کی عافیتیں نصیب
ے۔ قیامت کے دن ان کے زمرہ میں اٹھائے۔
وقت ہماری زبانوں پر "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں
سلام" جاری ہو۔ آمین۔ آمین بجاہ اشرف المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الکرام اجمعین وبارک
وسلم الف الف مرۃ فی کل لمحۃ۔

عبید المصطفیٰ محمد اشرف رضا قادری
دار العلوم امام احمد رضا بمبئی ۱۱

عقیدت وعشق کا کرم ہے یہ حسنِ فیضانِ علم ودانش
جو دل میں روشن ہو شمعِ ایماں تو کیوں نہ چہرے پہ نور برسے
نہ میں محدث، نہ میں مفسر، نہ میں محقق، نہ میں مفکر،
ملا ہے جو کچھ مجھے، ملا ہے امام احمد رضا کے در سے

طیش صدیقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ـ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

علماء باوقار، اخادیم ملت اسلامیہ، قابل احترام بزرگو! ہم اور آپ انتہائی عقیدت ومحبت کے ساتھ اپنے اور ساری کائنات کے مرکز عقیدت آقائے دوجہاں حضور سید عالم تاجدار مدینہ سرور کائنات محمد رسول اللہ ارواحنا فداہ کی بارگاہ بیکس پناہ میں درود پاک کی نذریں پیش کریں۔

اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ
وَاٰلِہِ الْکِرَامِ اَجْمَعِیْنَ وَبَارِکْ
وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا اَسَرْمَدًا

ابھی آپ مخدوم اہل سنت حضرت علامہ مفتی رجب علی صاحب مفتی نان پارہ سے ایک بڑا ہی پرمغز معلومات افزا اور حقائق سے لبریز خطاب سماعت فرمارہے تھے۔ یہ ہمارے وہ بزرگ ہیں کہ جن کی زیارت کو میں نے اپنے لئے وجہ سعادت سمجھتا ہوں۔ حضور مفتی اعظم کے تعلق سے بڑا احسان ہے ان کا میری زندگی پر۔ سرکار مفتی اعظم کے ہاتھوں میں میرا ہاتھ لے جانیوالے حضرت علامہ مفتی نان پارہ ہیں، یہ وہ احسان ہے جسے میں صبح قیامت تک نہیں بھول سکتا۔ انھیں کی ترغیب تھی، انھیں کا حکم تھا کہ میں ندوہ سے جب فارغ ہوکر آیا تو میں نے سرکار مفتی اعظم ہند کے ہاتھوں میں ہاتھ دیا۔ عقیدت

تو پہلے سے بھی تھی چنانچہ بدعقیدگی کے ماحول میں جب
دلائل کی بنیاد پر کبھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو یہ
کافی ہوجاتا تھا کہ قمرالزماں ہم اوپر ہیں اس لئے کہ
اعظم ہمارے اوپر ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ تصور شیخ
سے قائم تھا اس کا تحقق حضرت کے حکم سے ہوا
ظاہر ہے کہ یہ اتنی بڑی دولت ہے کہ جس کا شکر
ادا کرنا ہی چاہیئے وہ اب بوڑھے بھی ہوگئے ہیں
کمزور بھی ہوگئے ہیں۔

ہندوستان کی سرزمین پر ایک مدت
دین کی تبلیغ فرمانے والے مثبت انداز میں حضرت
سید انوار احمد صاحب شاہجہاں پوری یہاں تش
فرما ہیں جنھوں نے کم از کم نصف صدی تک ملت
کو دین کا شعور عطا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ابھی
لوگ ہیں جن کو دیکھ کر کے یقیناً مسرت بھی ہورہی
خوشی بھی ہوتی ہے اس کے ساتھ ساتھ ایک شدید
بھی ہوتا ہے کہ یہ پاسبان امت اب بوڑھے ہو
ہیں اور ہمارے کمزور کاندھے پر ذمہ داریوں کا
بڑھتا جارہا ہے۔ خدا انھیں بہت زمانے تک سلا
رکھے۔ اتنے زمانے تک کہ ہم ایک طویل اور درا
تک ان سے استفادہ کرتے رہیں۔ کاش ہمارے
بھی وہ تصلب وہ تقویٰ وہ طہارت وہ عزیمت
ہوجائیں جو ہمارے اسلاف کا حقیقی کردار ہے۔

شہید اور فقیہ

آج ہم اور آپ شہید اعظم
میں حاضر ہیں اور سرکار مفتی اعظم
بارگاہ میں خراج احترام پیش کررہے ہیں۔ میں جب
آرہا تھا تو سوچ رہا تھا کہ کیا نسبت ہے شہادت
افتاء میں، آج شہید اعظم کے مقدس دن میں مفتی اعظم
کیوں منعقد کی جارہی ہے؟ اس کی وجہ اول تو حضر
کا وصال ہے اور وجہ دوم جو میری سمجھ میں آتی ہے
اساتذہ میری اصلاح کریں اگر میں غلطی کروں کہ میر
سرکار روحی فداہ نے فرمایا تھا کہ فقہاء کے قلم کی

...شہدا کے خون سے تولی جائے گی ایک قدر مشترک مل گئی نا، ایک رشتہ سمجھ میں آگیا نا آج کی کانفرنس کا۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! آج ہم اس ذات کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کرنے کیلئے حاضر ہیں جنہوں نے دلوں کو زندگی عطا فرمائی اور شریعت کا قانون ہے "من احیا ارضا میتۃ فھی لہ" جو کسی زمین کو زندہ کرتا ہے وہ زمین اس کی ملکیت ہوتی ہے اگر انھوں نے ہمارے دلوں کی زمین کو زندہ فرمایا ہے تو یقیناً ہمارے دل ان کی ملکیت ہیں اور جس کی ملکیت ہیں انھیں کی بارگاہ میں نذرِ غلامی پیش کرنے کو حاضر ہوگئے ہیں۔

روئے زیبا

حضور مفتی اعظم کے رخِ زیبا اور ان کی خدمت میں حاضری کا شرف ہمارے اکابر کو جتنا میسر ہوا ظاہر ہے اتنا مجھے نہیں ہوا لیکن قسم خدا کی ہم چند ساعتوں کو اپنی زندگی کی سب سے قیمتی متاع سمجھتے ہیں جب ہم نے یہ جرأت کی تھی کہ ہماری گنہگار نگاہیں ان کے پاکیزہ چہرے کو دیکھنے کی کوشش کریں، دیکھ سکیں یا نہ دیکھ سکیں آج تک مجھے یاد نہیں ہے۔ کوشش کی ہے دیکھنے کی۔ جتنے لوگوں نے حضور مفتی اعظم کی زیارت کی ہے ذرا سوچ کے دیکھیں کہ کیا واقعی انھوں نے ان کو دیکھا ہے؟ تابِ نظارہ لاسکے ہیں؟ کیا بھرپور دیکھنے کی طاقت تھی؟ کیا ان کے گرد کردار عمل کا ایک ہالہ نہیں تھا جو حجاب بن گیا تھا دیکھنے والوں اور شہود کے درمیان جرأت نہ تھی کہ انھیں دیکھا جائے لیکن دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے اور اگر کوئی دیکھنے والا ان کو ہوگا یقیناً وہ ہمارے لئے بہت محترم ہوگا۔ دنیا انھیں مفتی اعظم ہند کے نام سے یاد کرتی ہے۔ بلاشبہ یہ ان کا منصب علم ہے جو مشہور ہوگیا ہے لیکن اگر آپ مجھے اجازت لینے دو تو ذرا بے باک ہوکر یہ عرض کروں گا اور اپنے مشاہدے اور حقائق کی روشنی میں کہوں گا۔ جب تک ہم نے ہندوستان کو دیکھا تھا۔ یہاں کے دارالافتاء دیکھا تھا اس وقت تک ہم سمجھتے تھے کہ وہ مفتی اعظم ہیں، مفتی اعظم ہند ہیں۔ لیکن جب ہم ہندوستان سے باہر نکلے اور ہم نے عرب کی سرزمین پر قدم رکھا ہم نے مصر کے دارالافتاؤں کو دیکھا۔ سیریا کی درسگاہوں کو دیکھا، لیبیا کے زوایا اور خانقاہوں کو دیکھا اور مراکش کے دارالافتاء کا جائزہ لیا، دار بیضا کا مطالعہ کیا۔ فاس جو مدینۃ الاولیاء ہے۔ وہاں کے بسنے والوں کو دیکھا، پھر عرب و عجم کا جائزہ لیا تو مجھے بے ساختہ کہنا پڑا

؎ آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

عبرتناک واقعہ

قسم خدا کی حضور مفتی اعظم ہند کا جواب دنیا میں کہیں نہیں تھا۔ وقت ہوتا تو بڑی تفصیل سے بتاتا کہ دنیا آج فقہ امام ابوحنیفہ کے ساتھ کیا کر رہی ہے۔ دنیا آج فقہ مالکی کے ساتھ کیا کر رہی ہے، دنیا آج فقہ امام شافعی کیا تھ کیا کر رہی ہے۔ مقلدین کے ہاتھوں سے اپنے امام کے مقدس فیصلوں کا جو حشر ہو رہا ہے وہ اتنا عبرتناک ہے اتنا عبرتناک ہے کہ جب ہم اسے سوچتے ہیں تو انجام سے ڈر لگتا ہے اور مستقبل بڑا ہولناک نظر آرہا ہے آج ہم پر یلغار ہے بیرونی ثقافت کی، یلغار ہے بیرونی تہذیب کی، یلغار ہے بیرونی [illegible]ل کی، یلغار ہے بیرونی فکروں کی، یلغار ہے نئے مسائل کی۔ جیسے جیسے زمانہ آگے بڑھتا جارہا ہے نئے نئے مسائل سامنے آتے جارہے ہیں۔ اس میں دو طبقہ فکر ہے۔ ایک طبقہ تو وہ ہے جو خاموش ہے اور دوسرا طبقہ وہ ہے جو اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ دنیا میں جتنی بھی لذتیں ہیں، دنیا میں جتنی بھی اباحتیں ہیں، دنیا میں جتنی بھی سہولتیں ہیں، دنیا میں جتنی بھی کیفیتیں ہیں، دنیا میں جتنے بھی جلوے ہیں جھوٹے نگوں کی ریزہ کاریاں ہیں۔ دنیا میں جتنے بھی تکلفات ہیں جو انسان کی ظاہری زندگی کو مزین کرسکیں انھیں حاصل کرنے کیلئے رخصتیں تلاش کی جائیں، اباحتیں تلاش کی

جائیں۔ اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک میں
حل نہ ہو سکے تو امام مالک کا دامن تھاما جائے، وہاں میسر
نہ آسکے تو امام شافعی کی بارگاہ میں حاضری دی جائے
وہاں بھی اگر میسر نہ ہو سکے تو امام احمد بن حنبل کے گھر
سجھا گا جائے اگر وہاں بھی میسر نہ آسکے تو حالات کا تقاضا
کہہ کر کے اور زمانے ضرورت کہہ کر کے یہ تشہیر پیدا
کر دی جائے کہ کوئی بھی ضعیف حدیث، کوئی بھی کمزور
جزئیہ کہیں سے مل جائے خواہ وہ کوئی ظاہری ہی کیوں نہ
ہو، خواہ وہ غیر مقلدی کیوں نہ ہو اس کو سہارا بنا کر نئے
اصول تراشے جائیں، نئی بنیادیں تراشیں جائیں پوری
دنیا میں یہ المیہ پھیلا ہوا ہے۔ اعضاء کی پیوند کاری،
خون کا ڈونیشن اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مسائل
نئے مشاہدات، دنیا کی نئی لذتوں سے آشنائی یہ وہ
مسائل ہیں جو پوری دنیا کیلئے ایک سوالیہ نشان بنے
ہوئے ہیں۔

زہر بلا ذہن

آج کا مفتی ازہر سے لیکر مراکش تک اس بات کی کوشش کر رہا ہے
کہ مغرب کے فکر کی تسکین کے لئے یورپین قوموں کے ذہن
کو مطمئن کرنے کیلئے اپنی نئی نسلوں کو آوارہ کرنے کیلئے،
حجاب کو اٹھا دینے کے لئے، بے حجابی کو عام کرنے کے
لئے، قرآن و حدیث کی جتنی بھی ممکن تاویلیں کی جائیں
اور نئے زمانہ کو موقع دیا جائے کہ وہ ہمارے گھروں
میں گھس آئے۔ نئے جلوؤں کو مخاطب کیا جائے کہ
آؤ اور ہمارے چہروں کا وقار لوٹ لو، ہمارے ذہنوں
کی آبرو لوٹ لو اور ہمارے نفس کی پاکیزگی لوٹ لو،
انھیں بلایا جائے اور کہا جائے ہم تمہارے ساتھی ہیں
ہم نئے زمانے کے تقاضوں کو پورا کرنیوالے ہیں، ہم نئے
زمانے کے تقاضوں کا ساتھ دینے والے ہیں۔ قرآن بھی
اس کی تائید کر رہا ہے، حدیث بھی اس کی تائید
کر رہی ہے۔ معاذ اللہ قرآن و حدیث کے باب میں
اتنے جری ہو گئے ہیں، اتنے جسور ہو گئے ہیں کہ تفسیر
بالرائے کے انبار لگا دیئے گئے ہیں۔

سید قطب کی مشہور تفسیر "ظلال القرآن
جائزہ لو اور دوسری تفاسیر کا جائزہ لو، سید
تفسیر کا جائزہ لو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ انھوں نے
زمانے کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے مستشرقین
اور اور ہیٹلی سے مرعوبیت کی بنیاد پر اور یورپ
سامنے معذرت خواہانہ ذہن پیش کرنے کیلئے
ہمارے فقہاء نے غلط سمجھا تھا۔ آیات کا یہ مفہوم
ہے۔ قرآن کا یہ مفہوم نہیں ہے اور اس
مطلب نہیں ہے۔ آج یہ معذرت کی جا رہی
اسلام کو معذرت کا مذہب بنا کر پیش کیا جا رہا
اسلام کو منزل اعتذار میں لا کر کھڑا کر دیا گیا ہے

اے سرکار مفتی اعظم ہند! ہم آپ کی عظمت
کے قربان کہ زمانہ رخصتیں تلاش کر رہا ہے، جواز
کر رہا ہے، ندوی حرکتیں کر رہا ہے، اباحتیں
کر رہا ہے۔ دارالافتاء بک گئے ہیں، درسگاہیں فروخت
ہیں اور قوموں کا وقار یقیناً غیروں کے دروازہ پر قربان کیا
مگر آپ نے مسائل میں ہمیشہ عزیمتوں کا راستہ د
ہے رخصتوں کا راستہ نہیں دکھایا ہے۔

بریلی کا مقام

عزیزانِ ملتِ اسلامیہ
خدا کی آج اگر سرکار امام ابوحنیفہ
اپنی ظاہری زندگی کے ساتھ جلوہ افروز ہو جائیں تو
اپنے اس روحانی فرزند کو اپنی آنکھوں سے لگا لیں
یقیناً اپنے سینے سے لگا لیں گے۔ اس لئے آج بھی
کا دارالافتاء در اصل بریلی کا دارالافتاء نہیں ہے
بیں امام اعظم کے دارالافتاء کی ترجمانی کر رہا ہے۔

عزیزانِ ملتِ اسلامیہ! میں اس لئے کہہ
ہوں کہ میری نظر دنیا کے تمام دارالافتاء کے او
دنیا کی تمام درسگاہوں کے اوپر ہے اور دنیا کے
اداروں کو میں نے دیکھا ہے، ہزاروں سوالات
جاتے ہیں۔ یورپ سے اور یہ عالم ہے کہ سوال

واب آتا ہوا نظر آتا ہے۔ شریعت کو بازیچۂ اطفال
ریا گیا ہے، کھلونا بنا دیا گیا ہے۔ اگر راہیں متعین
ہیں اور خطوط متعین ہوتے اگر استخراج مسائل کے
وابط متعین ہوتے، اگر اسلاف کے طریقوں پر عمل
یا ہوتا۔ اگر اصول فقہ کی رعایتیں کی گئی ہوتیں تو نئے
ل کے سلسلے میں بھی یقیناً مناسب اور صحیح جواب دیا
مگر اصول فقہ کی رعایتوں کا لحاظ کرتے ہوئے، شریعت
یادوں کی رعایت کرتے ہوئے لیکن اگر آپ نے
ل فقہ پڑھا ہے اور آپ کے سامنے اصول الشاشی
قدر الانوار ہے تو میں آپ سے کہوں گا۔

میرے علماء آپ کبھی اس بدبخت روزگار کی
اب المدخل للمعروف الدوالیبی پڑھ لیجئے۔ اصول
یں آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اجتہاد کے نام پر اس
ہ غنڈہ گردی کی ہے کہ ملتِ اسلامیہ سے یقیناً
ب کا دامن چھوٹ رہا ہے، یقیناً تقشف کا دامن
ٹ چکا ہے۔ اس نے اصل رابع قیاس کے بجائے
و رکھ کر کے تمام بنیادوں سے ہٹ کر نفس
د پر زور دیا ہے۔ آوارہ اجتہاد، بے لگام اجتہاد
صد اجتہاد، ذہنوں کی آوارگی اجتہاد، ذہنوں
شیوں کی بنیاد پر مسائل پیدا کرنے والے یہ مجتہدین
ریعت کا چہرہ مسخ کر رہے ہیں۔ اگر امام اعظم ابو
کے مقدس مسلک کے پیروکار، اگر سیدنا اعلیحضرت
ا بریلوی کے دامن میں پناہ لینے والے بیدار نہیں ہو
خدا کی پوری دنیا میں شریعت کا چہرہ مسخ ہو
ے گا۔ بریلی تنہا ہندوستان کا ذمہ دار نہیں ہے
تنہا اپنے ماحول کا ذمہ دار نہیں ہے، بریلی وہ تنہا
ہے جہاں سے فقہ کی آبرو رکھی جاتی ہے،
فقہ کی آبرو رکھی جاتی ہے۔

ار درد

یہ میں جذباتی بنیادوں پر نہیں
بول رہا ہوں۔ وہ درد ہے جو
ل رہا ہوں، وہ اضطراب ہے جو میں بول رہا ہوں
وہ بے چینی ہے جو بول رہا ہوں۔ اگر ہم نے شریعت
کو ان اطفال روزگار کے حوالہ کر دیا۔ اگر ہم نے شریعت
کو ان کے حوالہ کر دیا تو یقین جان لیجئے کہ یہ مغرب زدہ
لوگ، یہ مغرب کے ڈسے ہوئے لوگ، یہ یورپین
زدہ لوگ شریعت کا چہرہ مسخ کر دیں گے اور اگلی نسلیں
پہچان بھی نہ سکیں گی کہ ہمارے اصول کیا تھے، ہمارے
مسلمات کیا تھے، ہماری فروعات کیا تھیں۔ ہم کس طرح
مسائل کو مستنبط کرتے تھے۔ احادیث اور قرآن کے
ذخیرے سے ہم کس طرح مسائل کا استخراج کرتے تھے،
ایسے بے لگام ہو گئے ہیں کہ قرآن کی کسی بھی آیت کریمہ
کو اگر ان کی خواہش کے مطابق ہے تو چودہ سو برس کی متواتر
تفسیر سے ہٹ کر وہ اپنا ذہن پیش کرتے ہوئے نظر
آتے ہیں نہ قرآن کو تفاسیر کی روشنی میں دیکھا جا رہا
ہے نہ مدارک کی روشنی میں دیکھا جا رہا ہے نہ جلالین
کی روشنی میں دیکھا جا رہا ہے نہ دوسری تفاسیر کی روشنی
میں دیکھا جا رہا ہے۔ آج قرآن کو اپنے بنائے ہوئے
ذہن کی روشنی میں دیکھا جا رہا ہے۔

بہت مشہور تفسیر جو آج کل شائع ہوئی ہے
شیعوں کی جانب سے بیس جلدوں میں خواہ اس تفسیر
کا مفسر ہو یا ظلال القرآن کا مفسر ہو یا سید محمد عبدہ ہو
یہ لوگ وہ ہیں جو مستدل بن چکے ہیں جن کے حوالے دیئے
جاتے ہیں، جن کے اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں اور
ہمارے بھی کچھ نادان علماء ان کے زہر اور ان کی خطرناکیوں
سے بے نیاز ہو کر کے ان کے اقتباسات پیش کرتے ہوئے
نظر آتے ہیں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں ہمارا بریلی ہمارے
لئے کافی ہے، ہمارے فقہاء ہمارے لئے کافی ہیں۔
ہمارے امام شافعی ہمارے لئے کافی ہیں اور دوسرے
ائمہ ہمارے لئے کافی ہیں، فتح القدیر کے مصنف ہمارے
لئے کافی ہیں، فتاویٰ ہندیہ کے مرتبین ہمارے لئے کافی
ہیں، ہمیں کسی اور آستانے پر جانے کی ضرورت نہیں
ہے۔ نئے مسائل کے سلسلے میں بھی فقہ اسلامی نے

اور بنیاد یہ
کچھ راہیں کشادہ فرمائی ہیں۔ طریقہ یہ ہے
ہے کہ پرانی بنیادوں کو سامنے رکھ کر، پرانے اصولوں کو
سامنے رکھ کر اجتہاد کیا جائے گا، رائے قائم کی جائیگی
لیکن بنیادیں پرانے ذخیروں ہی سے فراہم کی جائینگی۔ تمام
ایسی راہیں مردود ہوں گی جن کی اصل پیچھے نہ مل رہی ہو،
ماضی میں نہ مل رہی ہو۔

بے لگام آزادی عزیزان ملت اسلامیہ! آج کے دور میں امام اعظم کی شخصیت سب سے مظلوم شخصیت ہے۔ ایسی مظلوم شخصیت ہے کہ کبھی معاذ اللہ فتنے کا دروازہ کہا گیا ہے، کبھی معاذ اللہ ان کے شاگرد امام ابو یوسف، امام محمد کو بادشاہوں کا خریدا ہوا کہا جا رہا ہے، کبھی ان کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ انھوں نے ملت اسلامیہ کے سیل رواں کو آج تک جامد رکھا ہے اور اس کی بنیاد پر اسلام کے اندر وہ ترقی نہیں ہو سکی ہے جو ہونی چاہئے تھی۔ یہ ہزاروں نام دئیے جا رہے ہیں اور اس نام کے پیچھے بیٹر وٹو الرکی وہ قوت ہے جو یقینی طور پر یہ چاہتی ہے کہ تقلید کا نظام منتشر ہو جائے، مقلدین کا شیرازہ بکھر جائے، تقلیدی فکر منتشر ہو جائے اور وہ بے لگام آزادی قرآن کے اندر بھی اپنے فکر کو داخل کر دے اور حدیث کے اندر بھی تحریف کرتی ہوئی نظر آئے۔ اسی بے لگام آزادی کی بنیاد پر فتاوی بھی دئیے جائیں اور شریعت کے مسائل بھی بیان کئے جائیں۔

آپ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کیجئے! اعلحضرت کا نعرہ لگانے والے! اعلحضرت کا دن منانے والے! سرکار مفتی اعظم ہند کے قدموں سے احترام کی نسبت قائم کرنیوالے! ذمہ داریاں بے پناہ ہیں۔ ہمارے لئے کبھی آپ نے سوچا کہ خانقاہیں پوری دنیا میں قائم ہے اسلام فطرت ہے اور بلاشبہ اسلام فطرت ہے تو سنت بھی فطرت ہے۔ آپ پوری دنیا میں چلے جائیے۔ آپکو خانقاہوں کا نظام ملے گا، آپ کو درسگاہوں کا نظام ملے گا، آپ کو درس نظامیہ کی کتابیں اسی طر[ح] پڑھاتے ہوئے ملیں گے۔ علم غیب کے مس[ائل] کرتے ہوئے دیکھیں گے۔ آپ یہ ساری با[تیں]... مگر آپ خانقاہوں کو خاص طور سے دیکھیے ... عرب کو مصر کی خانقاہوں سے کوئی ڈر نہیں ... احمد زکی بیضاوی کی قبر شریف وہ... کم و بیش چالیس لاکھ افراد حاضری دیتے ہیں ... سمٹ آتا ہے۔ دنیا میں اتنا بڑا عرس کہیں ... اسی طرح لیبیا کے زوایا آج بھی قائم ہیں۔ ... مدینۃ الاولیاء کہا جاتا ہے اور جیبہ جیبہ پر او... مزارات ہیں۔ اولیاء کرام کے نشانات ہیں ... جو مراکش کا ہے وہاں آپ ہزاروں قبے د... عراق میں جائیے تو بغداد مقدس سے لے کر ... عراق کو قبوں کا شہر کہا جاتا ہے۔ مدینۃ القب... جاتا ہے، مدینۃ القبات والخضری کہا جاتا ... قبہ سبز ہے اور ہر مزار پر قبہ بنایا گیا ہے ... مراسم ادا کئے جاتے ہیں۔ وہاں بھی رسمیں ادا ک... مگر سعودی عرب کو عراق سے کوئی خطرہ نہیں ... عرب کو مصر سے کوئی خطرہ نہیں ہے، سعود[ی] ... شام سے کوئی خطرہ نہیں ہے، سعودی عرب ... سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ سعودی عرب کو نائج[یریا] ... خطرہ نہیں ہے۔ سعودی عرب کو سوڈان ... نہیں ہے۔ سعودی عرب کو ایتھوپیا سے ک... نہیں ہے۔ سعودی عرب کو دوسرے کسی ... ممالک سے خطرہ نہیں ہے اس لئے کہ وہاں ... مگر رسموں کے ساتھ استدلال کی قوت نہیں ... سمجھانے کی صلاحیت نہیں ہے۔ رسمیں موجو[د] ... رسموں کو ثابت کرنیکی قوت نہیں ہے۔ آج ... عرب امام احمد رضا فاضل بریلوی کے خلاف ... تو اس کی وجہ یہ ہے کہ امام اہل سنت امام احم[د] ... بریلوی نے مراسم اسلامیہ کو استدلال کی زبان ...

چین	سوویت یونین	افغانستان	ایران	شام	ترکی	تیونس	مراکش
۹ کروڑ	۶ کروڑ	۱ کروڑ ۷۰ لاکھ	۴ کروڑ	۱ کروڑ	۸۰ لاکھ	۷۰ لاکھ	۲ کروڑ

انڈونیشیا	ملیشیا	بنگلہ دیش	ہندوستان	پاکستان	عراق	سوڈان	نائیجیریا	الجزائر
۱۵ کروڑ ۳۰ لاکھ	۸۰ لاکھ	۹ کروڑ ۳۰ لاکھ	۱۰ کروڑ	۸ کروڑ ۷۰ لاکھ	۱ کروڑ	۱ کروڑ	۵ کروڑ	۲ کروڑ

ہے۔ شعور کی زبان عطا فرمادی ہے، تصور کی قوت عطا فرمادی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ جیسے جیسے ہمارا پٹرو ڈالر بڑھتا جائے گا۔ ہم خانقاہ نشینوں کو خریدتے جائیں گے ہم گدی نشینوں کو خریدتے جائیں گے۔ رابطۂ عالم اسلامی کا جائزہ لیجئے۔ حضرت علوی مالکی مدظلہ العالی کی کتاب کا جائزہ لیجئے۔ اس رابطے کے کئی مولویوں کی آپ کو باضابطہ تقریظات ملے گی۔ ایک طرف رابطہ میں سعودی تنخواہ دار بھی ہیں اور دوسری طرف میلاد و قیام کے جواز پر تقریظات بھی لکھتے ہوئے نظر آتے ہیں صرف اس لئے اور صرف اس لئے کہ وہ اس جواز کے قائل تو ہیں مگر اس سعودی خطرہ او وہابیت کو محسوس نہیں کر رہے ہیں وہ ان کے دامن سے وابستہ بھی ہیں، ان کے در کے پروردہ بھی ہیں۔ یہ تنہا اعلیٰ حضرت ہیں کہ ان کا دیوانہ اس کے پٹرو ڈالر کے قریب جانا بھی پسند نہیں کرتا اور اگر وہ دولت کا انبار بھی لگا دے تو وہ دامن نگاہ بچائے گزر جاتا ہے۔

آپ ذرا سوچیں! عرض کرنا چاہتا ہوں، یہ مسلّات دینیہ، یہ میلاد شریف، یہ قیام، یہ ایصال ثواب، یہ استمداد نئے مسائل نہیں ہیں۔ اعلیٰ حضرت سے قبل بھی تھے اور ہزاروں کتابیں اس موضوع پر پائی جاتی ہیں لیکن اس کے خلاف وہاں کوئی تحریک نہیں پائی جاتی۔ ہاں البتہ کویت کی مسجدوں میں اسی طرح سے مڈل الیسٹ کی مسجدوں میں، اسی طرح سعودی عربیہ کی

مسجدوں میں باضابطہ ہدایت دی جاتی ہیں۔ آپ کو پتہ ہے ان کے زرخرید مولوی وہاں خطبہ کس طرح دیتے ہیں۔ وہ نابینا جو اوپر سے بھی اندھا ہے اور اندر سے بھی اندھا ہے وہ ظالم خطبہ لکھتا ہے اور وہی ایک خطبہ تمام مسجدوں میں پڑھا جاتا ہے۔ کسی مولوی کو یہ جرأت نہیں ہے کہ خطبہ اپنی طرف سے پڑھ سکے، کوئی بات اپنی طرف سے کہہ سکے۔ ان خطبات میں یہ کہا جاتا ہے کہ ہم بریلویت کو معاشرہ سے خارج کردیں۔ آپ اندازہ کریں بریلی سے اس قدر لرزہ براندام کیوں ہیں؟ اس قدر کانپ کیوں رہے ہیں؟

اس لئے کہ اعلیٰ حضرت نے اور اعلیٰ حضرت کے تفقہ کی عملی مثال سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند نے دنیا کے سامنے ثابت کردیا ہے کہ پہاڑ اپنے مقام سے ہٹ سکتا ہے مگر شریعت کا کوئی جزئیہ اپنے مقام سے ہٹ نہیں سکتا، شریعت کا کوئی بھی مسئلہ اپنی جگہ سے ٹل نہیں سکتا۔ یہ وہ استقامت فی الدین تھی جو آج دنیا کی نگاہوں میں کھٹک رہی ہے، جو آج دنیا کی نگاہوں میں انھیں لرزہ براندام کررہی ہے۔ آج بھی سعودی عربیہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اگر کوئی طوفان اس کے تخت وتاج کو للکار سکتا ہے، اس کے دار البحوث کو چیلنج کرسکتا ہے اور اس کے دار الافتاء کے لئے برق بن کر گر سکتا ہے تو وہ بریلی کا فتویٰ ہوسکتا ہے یا بریلی کی زمین ہوسکتی ہے۔

(نعرۂ تکبیر و رسالت۔ سنیوں کا مرکز۔ بریلی شریف)

میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک طرف دنیا بھر میں ہمارے خلاف سازشیں کی جارہی ہیں۔ آپ ذرا سوچیں! دیوبند سرخمیدہ ہوگیا ہے۔ وہ بھی حنفیت کا دعویدار ہے مگر دولت کے لئے، سرمایہ کے لئے اپنے مدارس کو چلانے کے لئے حنفیت کے باوجود اگر وہابیت کا دفاع نہیں کررہا ہے تو کم از کم اپنی حنفیت کا تحفظ تو کرتا، امام اعظم کے خلاف اٹھنے والے حملوں کا جواب تو دیتا لیکن ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ دیوبند کی چہار

دیواری سے حنفیت کی تائید میں بھی کوئی آواز بلند نہیں ہو رہی ہے اس لئے کہ ان کے آقاؤں نے پیسہ دیکر ان کو بند کردیا ہے۔ یا رسول اللہ ہم آپ کے غلام ہیں آپ نے ہمیں ان لعنتوں سے بچا لیا ہے۔۔ ہمیں ان کے پیچھے [illegible] نہیں۔ ہم جرأت اور حق گوئی کی مثال ہیں۔ آج بھی حنفیت [illegible] تحفظ دیا جاسکتا ہے۔ اسلامی شریعت کو تحفظ دیا جا [illegible] تو اعلیٰ حضرت کی مشن کی بنیاد پر حضور مفتی اعظم ہند کے [illegible] کی بنیاد پر۔

فقہ حنفی میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حنفیت کیا ہے [illegible] آپ نے اس کا جائزہ لیا ہے عالمی تقطۂ نظر [illegible] یاد رکھئے کہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ا[illegible] دور میں کتابیں لکھی ہیں اور تفقہ سے کام لیا ہے۔ جس د[illegible] میں اسلام پوری دنیا میں پھیل رہا تھا نئے نئے آفاق [illegible] رہے تھے، نئی نئی زمین مفتوحہ ہورہی تھیں وہ زمانہ [illegible] کا دور تھا۔

سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مقدس اتباع [illegible] انھوں نے اجتہاد کے دروازے کھولے اور عالم یہ ہے کہ [illegible] کا کوئی گوشہ نہیں ہے کہ جس کیلئے کوئی جزئیہ نہ ملتا ہو۔ فقہ [illegible] حنبلی بھی موجود ہے، فقہ شافعی بھی موجود ہے، فقہ مالکی [illegible] موجود ہے لیکن جس قدر وسعت فقہ حنفی کو امام اعظم [illegible] الرحمہ کے شاگردوں نے عطا کی ہے کسی فقہ کو یہ وسعت حاصل نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں جب بھی کبھی [illegible] نظام قائم کیا گیا تو وہاں کا قانون فقہ حنفی بنا۔

بتاؤں آپ کو! نور الدین زنگی، صلاح الدین [illegible] یہ دو شخصیتیں ہیں جنہیں دنیا فراموش نہیں کرسکتی۔ یہ د[illegible] لوگ ہیں جنھوں نے باطل قوتوں کو ہمیشہ کے لئے سرنگوں [illegible] دیا ہے، صلیبی جنگوں کا رخ موڑ دیا ہے، یورپ کے ڈیرسل کو [illegible] کی زمینوں پر موت کی نیند سلا دیا ہے۔ اللہ کا یہ عظیم [illegible] اور اللہ کے دین کے عظیم خادم شافعی تھے لیکن قربان [illegible] جب مصر میں اسلامی قانون کے نفاذ کا مسئلہ آیا تو [illegible] فقہاء کی کتابوں کا مطالعہ کیا گیا پھر متفقہ طور پر فیصلہ [illegible]

کیا گیا کہ انفرادی لائف تو یقیناً فقہ امام شافعی کی متبع ہوگی لیکن حکومت کا قانون فقہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ہوگا۔ ترکی کو آپ دیکھئے، ترکی عرب سے قریب ہے ہندوستان سے قریب نہیں ہے۔ ترکی پر یقیناً فاس کا اثر ہونا چاہئے۔ ترکی پر مراقش کا اثر ہونا چاہئے آپ کو یاد ہوگا کہ جب قرطبہ اجڑا غرناطہ اجڑا تو دو شہر آباد ہوئے ہیں۔ مراقش کا فاس آباد ہوا ہے اور ترکی کا قسطنطنیہ آباد ہوا ہے اور وہاں شوافع تھے، حنابلہ تھے یقیناً وہاں حنفی نہیں تھے۔ مگر قربان جائیے جب یقینی طور پر خلفاء ترکی نے یہ طے کیا کہ ایک عائلی قانون مرتب ہونا چاہئے۔ ایک حکومت کا نظام مرتب ہونا چاہئے تو پورے ترکی کا انفرادی و اجتماعی دونوں قانون فقہ حنفی مقرر کیا گیا۔ فقہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے اندر یہ خصوصیت ہے کہ اجتہاد کی جو راہیں انھوں نے متعین کی ہیں، جو اصول وضع کئے ہیں ان کی بنیاد پر یہ فقہ ہر دور کے لئے قابل عمل ہے، ہر عصر کے لئے قابل عمل ہے۔ اب آپ بتاؤ اسلام کے دشمن اس فقہ کا گلا گھونٹنا چاہتے ہیں جو فقہ آج بھی مسلمانوں کو زندگی دے سکتی ہے۔ آج بھی انسانوں کے لئے نظام حیات فراہم کرسکتی ہے۔ آج بھی مسلمانوں کیلئے قانون زندگی دے سکتی ہے۔ تم ترکے کا قانون دیکھو، تم وراثت کا قانون دیکھو، تم زمین کا قانون دیکھو، تم جہاد کا قانون دیکھو اور آگے بڑھ کر دیکھو زندگی میں روابط کا قانون دیکھو، ذمیوں کے مسائل دیکھو، زمین کی تقسیم دیکھو اور اس کے ساتھ ساتھ اور دوسرے مسائل دیکھو تو جتنا امام ابو یوسف کے یہاں شرح و بسط نظر آئے گا کہیں اور نظر نہیں آئے گا۔

اس لئے کہ وہ لوگ کسی حکومت کا نظام مرتب کرنے والے نہیں تھے۔ انکو قدرت نے یہ موقع دیا تھا کہ حکومت کا نظام مرتب کریں، نظام حکومت ترتیب دیں۔ آج اس دنیا میں کہیں کوئی اسلامی حکومت قائم ہوتی ہے تو فقہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی بنیاد پر۔

اصلاح و تجدید

اگر غیر مقلدوں کو اجازت دی جائے، معاذ اللہ اگر روافض کو اجازت دی جائے، اگر خارجیوں کو اجازت دی جائے اگر نجدی سعودیوں کو اجازت دی جائے تو جتنے مفتی ہوں گے اتنی رائے ہوں گی۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ معاشرہ بازیچۂ اطفال بن جائے گا، کوئی بھی معاشرہ زندہ نہیں رہ سکے گا۔ اختلاف آراء کی بنیاد پر میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ذرا سوچیں کہ اس فقہ امام اعظم ابوحنیفہ نے ساڑھے بارہ سو سال تک دنیا سے اپنی عظمت و حقانیت کا لوہا منوالیا۔ آج سعودی عرب اس کی سب سے بڑی مخالفت کر رہا ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی سب سے بڑی دفاع کرنیوالی تھی اگر آپ انھیں مجدد کہنا چاہیں تو مجھے اعتراض نہ ہوگا۔ [illegible] [illegible] ایک مسلمہ مسئلہ ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر سعودی عرب یہ فقہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو مردہ کرنا چاہتا ہے، اگر دنیا کی باطل قوتیں غیر مقلدیت کو ابھارنا چاہتی ہیں، تقلید کے خلاف باضابطہ طور پر محاذ آرائی کی جارہی ہے۔ خواہشات نفس کی بنیاد پر شریعت کو بازیچۂ اطفال بنایا جارہا ہے۔ ایسے موقع پر اصلاح و تجدید کا کارنامہ اگر کسی نے انجام دیا ہے تو حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے انجام دیا ہے۔ معمولی معمولی مسائل پر، چھوٹے چھوٹے جزئیات پر ان کا تصلب ایسا تھا کہ دل تڑپ اٹھتا تھا۔ میں نے ان کی صحبت میں جو کچھ سیکھا ہے وہ یہ ہے کہ اذان خارج مسجد ہونی چاہئے۔ ہم کلکتہ کی زمین پر داخل ہوئے ہیں۔ مسجد بھی دوسروں کے تسلط میں ہے لیکن سرکار مفتی اعظم کی ہیبت سے امام ہٹ گیا ہے۔ اندر اذان ہو رہی تھی۔ مفتی اعظم ہند باہر کھڑے ہوکر اذان دینی شروع کر دیتے ہیں۔ چند ساعتوں میں سارا مجمع آپ کا گرویدہ ہوجاتا ہے آپ ذرا سوچیں! وہ مسائل جن کو اہمیت نہیں دیا جاتا۔ ان میں جب تسلط کا یہ عالم ہے تو اہم مسائل

میں تصلب کا کیا عالم ہوگا - اثبات مسائل میں ان کی عظمت کا کیا عالم ہوگا - ان کے وقار کا کیا عالم ہوگا - حضور مفتی اعظم ہند کی مقدس ترین زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ ہم شریعت ان کے چہرہ زیبا سے پڑھتے تھے، ہم شریعت ان کی نشست و برخاست سے پڑھتے تھے اس قدر مجسم شریعت تھے کہ یہ کہوں تو غلط نہ ہوگا کہ عشق رسول اور سنت مصطفے مجسم ہو جائے تو مصطفے رضا کی شکل میں مجسم ہو جائے گی۔

ہر ادا شریعت

عجیب عالم تھا ان کی زندگی کا، ان کی ہر ہر ادا شریعت کے مطابق تھی ان کا ہر انداز شریعت کے مطابق تھا - ان کی زندگی کا ہر لمحہ شریعت کے مطابق تھا - اللہ اکبر - اس قدر باغیرت تھے شریعت مطہرہ کے معاملہ میں کہ جب بھی شریعت کے خلاف کوئی کام کرتا ہوا کسی کو دیکھتے تو روح مفتی اعظم تڑپ اٹھتی تھی اور بے ساختہ وہ شمشیر برہنہ ہو جاتے تھے ساتھ ہی وہ رافت کی مثال تھے، پیار کی تصویر تھے۔ وہ اپنے غلاموں سے محبت کرتے تھے آپ نے ان کے دسترخوان کو دیکھا ہوگا، ان کے گھر کی زندگی کو دیکھا ہوگا وہ خود خدمت کیا کرتے تھے۔ آپ موجود نہ ہوں تو آپ کو بلوایا جاتا تھا ——— دسترخوان پر بٹھایا جاتا تھا ——— ایک طرف پیار کا یہ سمندر تھا اور دوسری طرف یہ تصلب تھا کہ اگر کہیں کسی بھی مرحلے میں کسی نے عزیمتوں سے انحراف کیا تو اس وقت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی پیشانی پر بل پڑ گئے ہیں بڑی سختی سے منع فرمایا ہے - انھوں نے بڑی سختی سے روکا ہے - مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ رونا ہی تشریف لائے، نماز پڑھ رہے تھے - میں نے پنکھا جھلنا شروع کیا - انھوں نے کہا کہ قمر الزماں ایسا نہ کرو - میں اپنے اللہ کی بندگی کر رہا ہوں - میں نہیں چاہتا کہ جب میں اپنے اللہ کی بندگی کر رہا ہوں تو کوئی میری غلامی کرتا ہوا نظر آئے - کیا کوئی اپنے آقا کی بارگاہ میں کیا کوئی اپنے مولیٰ کے آستانے پر نوکر بے کر جائے گا، کیا کوئی آقا اس کو برداشت کرے گا

عزیزان ملت اسلامیہ! میرے ذہن میں ایک تطفل آیا تھا - طفلانہ سوال آیا تھا کہ حضور طریقہ یہ ہے کہ کھانا اس طرح کھایا جائے کہ ایک پاؤں موڑ دیا جائے اور ایک پاؤں اٹھا لیا جائے اور اس طرح سے کھانا کھایا جائے - حضرت نے ارشاد فرمایا: قمر الزماں کیا خیال ہے تمہارا، کیا سوچ رہے ہو تم - یہ مرعوبیت ہے زمانے سے، یہ مرعوبیت ہے ماحول سے، یہ مرعوبیت ہے مغربیت سے، یہ مرعوبیت ہے نئے دور سے - ہم ایک مستقل دین کے مالک ہیں - ہمارا مولیٰ اور ہمارا پروردگار ہر عالم میں ہمیں دیکھ رہا ہے، ہر لمحہ ہمیں دیکھ رہا ہے، ہر وقت ہمیں دیکھ رہا ہے - وہ شہید و بصیر ہے - اسی کے دسترخوان پر بیٹھ کر اسی کے سامنے اکڑ کر کھائیں گے - کیا یہ انداز بندگی ہے، کیا کوئی آقا اسے پسند کرے گا، ہماری اداؤں سے تشخص پھوٹتا ہوا نظر آ رہا ہے - میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ علل مسائل کے ہیں - یہ علتیں ہیں - فقہی جزئیات کی کبھی آپ نے اس پر غور کیا وہ صرف مسائل کے حاکی نہیں تھے، وہ صرف مسائل کے راوی نہیں تھے، وہ صرف مسائل کے ناقل نہیں تھے بلکہ معمولی مسائل کو بھی وہ شریعت کی علتوں سے سجا دینے کے مالک تھے یہ محبوبیت تھی جو اور کسی کے اندر نظر نہیں آئے گی - کسی اور کے آستانے پر نظر نہیں آئے گی کسی اور کی بارگاہ میں نظر نہیں آئے گی۔

ذکر اللہ

اللہ اکبر! حضور مفتی اعظم ہند تعویذ لکھا کرتے تھے - شب و روز اللہ کے دین کا کام کرتے تھے - آپ نے سنا وہ تعویذ لکھا کرتے تھے ماشاء اللہ شفا ہوتی تھیں - ایک خلق تھی جو ان کے قدموں میں حصول شفا اور حصول برکت و ضرورت کے لئے حاضر ہوا کرتی تھی - آپ نے تعویذ کے فلسفہ پر غور کیا - جتنے جتنی بھی تعویذات سرکار مفتی اعظم ہند نے لکھی ہیں ان تعویذات میں یا تو اللہ کا ذکر ہے یا میرے سرکار دوجہاں کے اسماء طیبات ہیں - اعداد کی صورت میں ہے تو بھی

اور اگر الفاظ کی صورت میں ہے تو بھی۔ گویا ایک عاشق سوتے جاگتے چلتے پھرتے کار میں اور ٹرین میں ہر مقام پر اللہ کا ذکر کیا کرتا تھا یہ تعویذ ہی نہیں تھا اللہ کا ذکر تھا میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ جو وہ لکھتے تھے اسے ہمیشہ اپنی زبان سے ادا بھی فرماتے تھے کیا گزشتہ صدی میں تم کوئی ایسا ذاکر بلاسکتے ہو جس نے سونے کے دو یا تین گھنٹے کے علاوہ بقیہ بیس گھنٹوں میں مسلسل ذکر کیا ہو، چلتے پھرتے ذکر کیا ہو، اٹھتے بیٹھتے ذکر کیا ہو، سوتے جاگتے ذکر کیا ہو، ذکر کا یہ مزاج تھا کہ ان کا نفس جاری ہوگیا تھا ان کا قلب جاری ہوگیا تھا ان کی روح جاری ہوگئی تھی میں عرض کرنا چاہتا ہوں جو ہجوم عوام میں گھرا ہوا ہو، عوام سے کنارہ کش ہونا چاہتے ہیں مگر ذکر کا مزاج الگ ہوتا ہے لوگ کہتے تھے کہ سرکار کا عجیب عالم ہے ہم تو گھبرا جاتے ہیں لوگ پریشان کرتے ہیں۔ اور تعویذ پر تعویذ مانگتے ہیں مگر آپ نہیں گھبراتے۔

ہاں کبھی کبھی غصہ ہوتے تھے مگر جس پر جلال فرمایا اس کی تقدیر سنوار دی، ایک گھنٹہ کوئی نہ آئے تو مضطرب بھی ہوجاتے تھے، بے چین بھی ہوجاتے تھے۔ یہ بے چینی کیوں تھی۔ اس لئے کہ ذکر سے کچھ دیر تک تعلق چھوٹا رہتا تھا وہ اپنے قلم سے ذکر کرنا چاہتے تھے جو لکھتے تھے اسے اپنی زبان سے دہرایا کرتے تھے جنہوں نے قریب سے دیکھا ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ تعویذ نگاری کا اضطراب نہیں تھا ظاہر میں اس کے سبب سے مضطرب دیکھا جاتا تھا مگر اضطراب عدم ذکر کی وجہ سے دور ہونے کا اضطراب تھا اپنے اللہ کی بارگاہ میں حضوری کے احساس سے جدا ہونے کا اضطراب تھا وہ تعویذ لکھتے وقت بھی خود کو خدائے جبار و قدوس کی بارگاہ میں حاضر محسوس کرتے تھے۔ عزیزان ملت اسلامیہ قابل احترام بزرگو! تعویذ تو دراصل ایک وسیلہ تھا تعویذ کے ذریعے سے وہ امت مسلمہ کے دلوں کی دنیا کو ہموار کیا کرتے تھے۔ میں نے دیکھا ہے بریلی سے لیکر کشکال کی پہاڑیوں تک، دھمتری کے علاقوں تک اور بہت سے وحشی علاقوں میں بھی میں نے دیکھا ہے کہ لوگ ان کے گرویدہ ہوتے تھے اور دل ان کے قدموں میں نذر کرتے چلے جاتے تھے۔

عزیزان ملت اسلامیہ! میں عرض کرنا چاہتا ہوں باطل تحریکات کا جائزہ لو، قادیانیت کی تبلیغ کا جائزہ لو، وہابیت کے نظم کا جائزہ لو، مودودیت کی تنظیم کا جائزہ لو۔ ہم بکھرے ہوئے منتشر نظر آتے ہیں مگر اے سرکار مفتی اعظم ہند ان کے پاس تحریکیں اور تنظیمیں تھیں اور آپ کے پاس ایک خموش گویائی تھی جس نے ہندوستان کی تقدیر بدل دی اور زمانے کا مقدر بدل دیا۔ ذرا سوچو! کیا تم نے ایسے خاموش کو دیکھا ہے جو اتنا عظیم ناطق ہو کہ دنیا کے بولنے والے ان کی بارگاہ میں گرویدہ حاضر ہوتے تھے، دھڑکتے دل کے ساتھ حاضر ہوتے تھے، کانپتے ہوئے حاضر ہوتے تھے۔ وہ ایسا خموش انسان تھا، وہ ایسا خموش بزرگ تھا، وہ ایسا خاموش اللہ کا ولی تھا۔ وہ خاموش تھا مگر اس کی پلکیں شریعت کی وضاحت کرتی ہوئی نظر آتی تھیں، پیشانی کی شکنیں شریعت کے دفعات بولتی ہوئی نظر آتی تھیں چہرے کا اتار چڑھاؤ شریعت کا جمال پیش کرتا ہوا نظر آتا تھا، پیشانی پر پھیلا ہوا سویرا شریعت کے کمال کا نمائندہ تھا اور زندگی کے میدان میں اٹھتا ہوا قدم شریعت کے خطوط کو واضح کرتا تھا۔ میں مبالغہ نہیں بول رہا ہوں۔ مجھے بتاؤ اگر تم نے چالیس پچاس سال تک دیکھا ہے مولانا مفتی رجب علی صاحب کو دعویٰ ہے اور سچ ہے یقیناً وہ ہیں جنہوں نے چالیس سال تک دیکھا ہے یہ مجھے بتادیں کہ کیا میرے سرکار حضور مفتی اعظم کا ایک قدم بھی کبھی شریعت کیخلاف دیکھا ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں ایک لمحہ کی بات نہیں ہے یہ دو لمحہ کی بات نہیں ہے۔

عزیزان ملت اسلامیہ! یہ وہ ذات عالی

وقار ہے کہ جس کی عبادت کا یہ عالم تھا جس کی بندگی کا یہ عالم تھا کہ سجدے ان کی پیشانی میں اضطراب بن کر تڑپتے رہتے تھے۔ نماز کا وقت ہوتا تو ایسا لگتا تھا کہ جیسے اضطراب کا ایک طوفان اٹھ پڑا ہو۔ کھڑے ہو جاتے تھے، خدائے قدیر و قدوس کی بارگاہ میں جھکتے تھے اگر کبھی وقت کم ہوتا ہوا نظر آتا تو ان کی آنکھوں میں کتنے ہی بار چھلکتے ہوئے پیمانے دیکھے گئے ہیں۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ الٰہ آباد ریل پر الٰہ آباد سے لال گوپال گنج جاتے ہوئے میں بھی اس بس پر موجود تھا۔ سرکار مفتی اعظم ہند کے قدموں میں موجود تھا۔ سورج کسی حد تک زرد ہو رہا تھا ابھی وقت مکروہ داخل نہیں ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا قمر الزماں ڈرائیور سے کہو کہ بس روک دے۔ میں نے کہا سرکار میں کوشش کرتا ہوں میں ڈرائیور کے پاس گیا وہ ہندو تھا اس نے کہا کہ یونہی دیر ہو چکی ہے میں تمہاری نماز کے لئے وقت نہیں دے سکتا۔ ابھی وہ کہہ ہی رہا تھا کہ ریل کی چڑھائی پر بس کا ٹائر پھٹ ہو گیا بس رک گئی اور سرکار مفتی اعظم ہند نے کسی کا انتظار نہیں کیا۔ اسّی سال کے بوڑھے نے اپنے ہاتھوں میں لوٹا لیا اور ریل کی بلندی سے (آپ نے دریائے گنگا کی ترائی دیکھی ہوگی) اس میں بے ساختہ اترتے چلے گئے قدم کیچڑ میں چھپ گئے مگر آپ نے وضو فرمایا اور اللہ کا سجدہ ادا کیا۔ ادھر ٹائر بدلا گیا پھر بس چلتی ہوئی نظر آئی۔ ایسے کتنے ہی مشاہدات ہمارے سامنے ہیں اگر ہم سے کہیں کسی نماز کی ادائیگی میں کوتاہی ہو جاتی تھی تو سرکار کا چہرہ بول دیتا تھا کہ قمر الزماں جرم کر کے آئے ہو اپنے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! انبساط نہیں ہوتا ان کے چہرہ پر مسرتوں کا سویرا نہیں ہوتا تھا ان کے چہرہ پر۔ دین کی یہ غیرت اور دین کی عظمت صرف یقینی طور پر حضور مفتی اعظم ہند کا حصہ تھی یہی وجہ ہے کہ پروردگار عالم نے ان کا ایک سجدہ بندگی بھی قضا نہیں ہونے دیا۔ عالم سکر کہ وہ حالات بھی آپ کے سامنے ہوں گے جب تین سال تک مفتی اعظم ہند استغراق کی حالت میں تھے اللہ کے بہت سے بندوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہے۔ یہ زندگی کا وہ مرحلہ ہے کہ وہ ہوتے ہیں اور ان کا خدا ہوتا ہے۔ وہ ہوتے ہیں اور مشہود حقیقی ہوتا ہے۔ انھیں موقع نہیں ہوتا ہے کہ اغیار کی طرف توجہ کریں۔ توحید کا جلوہ نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے اور اس میں ڈوبے ہوتے ہیں۔ میرے سرکار مفتی اعظم ہند تین سال تک ڈوبے رہے استغراق کی حالت میں جسے میں سکر کہتا ہوں۔ میرے سرکار مفتی اعظم ہند نماز کے لئے عالم صحو میں آجاتے تھے جب نماز کا وقت ہوتا تھا استغراقی کیفیت ختم ہو جاتی تھی خدا کی قسم مجھے بتاؤ کیا عصر جدید میں اور کبھی کوئی ایسا ولی گزرا ہے کہ جسے نماز کے احساس کا خیال اسے عالم مشہود سے عالم غیب میں لا کر کے خدا کی بندگی کیلئے کھڑا کر دے۔

غیبی مقبولیت یہ حضور مفتی اعظم ہند کی خصوصیت ہے آپ نے بھی دیکھا ہوگا۔ ان کا مطالعہ کرنے والوں نے دیکھا ہوگا۔ یہ میرا درد ہے کہ سرکار کے ان آخری لمحات میں یہاں میں موجود نہیں تھا اور خدمتوں سے فیض یاب نہ ہو سکا لیکن جتنی زندگی میں نے دیکھی ہے اس سلسلے میں بتاتا ہوں کہ بہت سے وحشی علاقوں میں ان کے ساتھ میں نے سفر کیا ہے۔ ایسے علاقوں میں سفر کیا ہے جن علاقوں میں دانشور نہیں رہتے ہیں۔ جن علاقوں میں سمجھنے والے لوگ نہیں رہتے ہیں۔

مدھیہ پردیش کے جنگلوں سے بارہا ہم لوگ گزرے ہیں اور اڑیسہ کی طرف جاتے ہوئے سلطان التارکین حضور مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کی طرف جاتے ہوئے ہم نے کئی بار دیکھا ہے۔ جلوس شہر والوں میں حضور مفتی اعظم کی آمد کا اعلان لاؤڈ اسپیکر سے

جاتا ہے، پوسٹر سے ہو جاتا ہے مگر جنگلوں کو کون بتا دیتا ہے کہ تاجدار ولایت گزرنے والے ہیں، "تاجدار اہل سنت گزرنے والے ہیں۔ میں کتنے جنگلوں سے گزرا ہوں ان کے ساتھ اور جنگلیوں کو ایک ایک میل تک ہاتھ باندھے ہوئے کھڑا دیکھا ہے۔

میں عرض کرنا چاہتا ہوں! کائنات کی نامعلوم کتنی حقیقتیں ان کے ولایت کی گواہی دیتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ ان کے عظمت کی گواہی دیتے ہوئے نظر آتی ہیں۔ ان کے تفقہ کا یہ عالم ہے کہ حضرت علامہ مفتی رجب علی صاحب قبلہ تائید کرتے ہوئے نظر آئیں گے میں نے تو سنا ہی ہے اپنے بزرگوں سے اور کبھی کبھی بیٹھ کر دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے مگر یہ میری ناکامی ہے کہ اکتساب فیض نہ کر سکا۔ اللہ اکبر! اگر تم دو خط مختلف مضامین کے لکھوانے چاہو تو بیک وقت یقیناً املا نہیں کرا سکتے ہو۔ املا کا مزاج بڑا نازک ہوتا ہے۔ اگر ایک خط تم اپنے گھر کے بارے میں لکھوانا چاہو اور ایک خط کھیتی باڑی کے بارے میں لکھوانا چاہو۔ دو کاتب ہوں، ذہن تمہارا موجود ہے مضمون تمہارے ذہن میں ہے لیکن لکھاتے وقت گڑبڑا جاؤ گے۔ کبھی اس کو ایک جملہ بول دو گے کبھی دوسرے کو اس کا جملہ بول دو گے لیکن سیدی سرکار مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں کبھی کبھی چار چار مفتی بیک وقت ہوا کرتے تھے۔ ایک کو طلاق کا مسئلہ لکھایا جاتا تھا، ایک کو نکاح کا مسئلہ لکھایا جاتا تھا، ایک کو وراثت کی بات لکھائی جاتی تھی، ایک کو امامت کے بارے میں بتایا جاتا تھا۔ عناوین مختلف ہوتے تھے کاتب مختلف ہوا کرتے تھے، استفتا مختلف ہوا کرتے تھے اور جواب شرح و بسط کے ساتھ دیا جاتا تھا۔

میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بریلی کے دارالافتاء کا مسند نشیں شاہزادہ کم و بیش پچھتّر سال تک افتا کے مسند پر فائز رہا مگر پوری دنیا، باطل آج تک ان کے فتاویٰ میں سقم نہ تلاش کر سکی۔ (نعرۂ تکبیر و رسالت، حضور مفتی اعظم، زندہ باد)

عزیزان ملت اسلامیہ! مجھے یقین ہے کہ شریعت کے معاملہ میں شہود کی منزل حاصل تھی۔ سرکار اعلیٰ حضرت سے پوچھا گیا تھا کہ حضور شریعت کسے کہتے ہیں اور طریقت کسے کہتے ہیں تو اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ شریعت دراصل اصولوں کی پیروی کا نام ہے اور طریقت دراصل منزل مقصود کا نام ہے۔ الفاظ ان کے ہیں میں صرف تعبیر کر رہا ہوں۔ دوسرے لفظوں میں گویا یوں فرمایا شریعت زینہ ہے طریقت جلوۂ بالائے بام ہے۔ شریعت پر انسان چلتا ہے اور طریقت میں ان حقیقتوں کا طالب ہوتا ہے اور حقیقتوں کا مشاہدہ کر لیا کرتا ہے مثال کے طور پر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور یہ تصور باندھے کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے تو یہ شریعت ہے لیکن جب یہ ذوق میسر آ جائے کبھی یہ تجلی میسر آ جائے کبھی اس کا نصیبہ بیدار ہو اور وہ گویا خدا کو دیکھنے کی منزل میں ہو تو یہی کیفیت طریقت بن جایا کرتی ہے اس میں سجدوں کی لمبائی کا احساس نہیں ہوتا، اس کو طول قیام کا احساس نہیں ہوتا خدائے کریم و قدوس سامنے ہوتا ہے، اس کے جلوے سامنے ہوتے ہیں اور انسان بیتے زمانے کی کیفیتوں سے بے نیاز ہو کر اس کی بارگاہ میں جھکا ہوا ہوتا ہے اور وہ سبحان ربی الاعلیٰ کہتا ہے اور شربت حق کے روح پرور گھونٹ سے سیراب ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ کیفیت حضوری میرے سرکار مفتی اعظم ہند کو چوبیس گھنٹے میسر تھی، ہر وقت میسر تھی ان کو دیکھنے والے اس بات کی گواہی دیتے ہوئے نظر آئیں گے۔ بہت لمبا وقت ہو گیا ہے اور آپ شام ہی سے بیٹھے سن رہے ہیں اور سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی زندگی کا ایک ایسا طویل باب ہے کہ مجھ جیسا ناکارہ انسان بھی ان کی حیات پر زمانے تک بول سکتا ہے لیکن اب میں آپ سے اجازت لینا چاہوں گا۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ
حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جشن صد سالہ مبارک
عروج ماہ میں شروع کرے اور ہر روز بعد نماز عشاء مع درود شریف اول و آخر ۱۱-۱۱ بار
اور درمیان میں ۷۷ بار یَا بَاسِطُ الَّذِیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ
پڑھے انشاء اللہ کبھی کسی کا دست نگر نہ ہوگا۔
دعا: یا اللہ تبارک وتعالیٰ اس آیت کریمہ کے
صدقے وطفیل میں ہمارے کاروبار کو فروغ عطا فرما
اور ہم پر حلال روزی کشادہ فرما۔ آمین بحق طٰہٰ ویٰسٓ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
عرض گذار:
عبد الخالق قادری حشمتی
مہما ٹریولس، بمبئی
سفریات المهما
رقم التسجيل بوم/بي/١/٣/٢٢٦٨/٨٧
Mahima Travels
MANPOWER CONSULTANTS & EXPORTERS
Reg. No. BOM PER 100/3/2268/87
صاحبها: عبد الخالق حشمتي
نذير احمد تونسي (مولانا)
تليفون: ٨٦١١٥٤ ٨٦٩٨١٣
Tel : 869813 - 861154
27/29, S.B.K. St. Telly Mohallah, Nagpada, Opp. J.J. Hospital,
Bombay-400 008

سلطان الہند خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان اور حضور مفتی اعظم

حضرت مولانا شاہ محمد عبدالرحمٰن صاحب علیم مزاروی

ع وہی اجمیر جاتے ہیں جنھیں خواجہ بلاتے ہیں

یہ مصرعہ زبان زد عوام بالکل صحیح ہے۔ مجھے خود اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ تفصیل طویل ہے مختصراً یہ کہ خواب میں پیر و مرشد حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے مجھے ایک ہزار روپئے دیکر فرمایا...... یہ زادِ سفر لو اور مجھ سے اجمیر آکر ملو۔ جس رات میں نے یہ خواب دیکھا تھا اسی کی صبح بعد نماز فجر ایک عاشق خواجہ جناب محمد عثمان قادری تاجر حرم بنگلو نے مجھے ہزار روپئے دیکر فرمایا۔ میرے بھائی زکریا صاحب اجمیر جا رہے ہیں آپ ان کے ساتھ جائیں۔ اس خواب کو بندہ نے اپنے ایک قطعہ میں اس طرح عرض کیا ہے

ہو رہے ہیں مجھ پر بھی فیضان خواجہ کا
بنا ہوں میں بھی مہمان خواجہ کا
دکھا کے جلوہ، دیکے خرچ، بلایا اجمیر!
میں نہ بھولوں گا کبھی احسان خواجہ کا

نہیں معلوم کہ پیر و مرشد مفتی اعظم ہند خواجہ کی صورت میں تھے یا خود خواجہ سلطان الہند غریب نواز کی یہ غریب نوازی تھی (واللہ اعلم) بہر حال اس خواب میں دونوں بزرگوں کا فیضان واضح ہے۔

سلطان ہند خواجہ پیر مغاں ہمارا
ہم اس کے در کے درباں وہ پاسباں ہمارا

ایک رات، شبِ جمعہ بندہ جب خواب استراحت میں تھا، بخت خوابیدہ بیدار ہوا، خود کو حاضر دربار خواجہ غریب نواز پایا..... صدر دروازہ سے زائرین کا ایک بے پناہ ہجوم باہر نکل رہا تھا۔ جب سب زائرین باہر آگئے تب مجھے حکم ملا۔ ایک آواز آئی۔ آپ اندر جا سکتے ہیں بندہ بصد ادب و احترام چند قدم آگے بڑھا ہی تھا کہ اچانک ایک دوسرے ہجوم (خدام درگاہ شریف) نے راستہ روک لیا اور ایک ایک خادم نے باری باری آگے بڑھ کر مجھ سے مصافحہ کرنا شروع کیا اور مجھ سے دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ اس حقیر سراپا تقصیر نے "درود تاج" پڑھنا شروع کیا۔ ایک ایک لفظ پڑھتا جاتا اور ہر ایک خادم سے مصافحہ کر کے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دیکر پھر اپنے ہاتھ کو برکت کیلئے اپنے منہ پر پھیرتا جاتا۔ یہاں تک کہ جدالحسن والحسین تک پڑھا اور آخری خادم بھی باہر نکل گیا۔ اب صرف بندہ تھا اور بندگی تھی۔ مزار شریف خواجہ غریب نواز کیطرف آگے بڑھا۔ اچانک غلافِ مزار شریف

سرکا اور پلک جھپکتے ہی مزار خواجہ کے پائینتی ایک سفید ریش بزرگ کو جلوہ فرما دیکھا۔ غور سے دیکھا تو پیر و مرشد حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ تشریف فرما ہیں۔ سوچ میں پڑ گیا کہ اب کیا کروں؟ کیا پہلے مزار خواجہ کا بوسہ لوں یا پیر و مرشد کی قدم بوسی کروں۔ میرے دل میں اس خیال کے آتے ہی پیر و مرشد حضور مفتی اعظم ہند نے پلٹ کر میری طرف دیکھا اور پھر یکدم مزار خواجہ غریب نواز پر جھک گئے۔ چنانچہ ان کی اتباع میں یہ فقیر بھی مزار خواجہ غریب نواز پر جھک گیا۔ اچانک گلاب کا ایک بہت بڑا پھول مزار شریف سے میرے ہاتھوں میں آیا۔ حالانکہ اس وقت مزار شریف پر ایک پھول بھی نہیں تھا۔ (شاید تربت کے غسل پاک کے لئے اٹھا دیئے گئے تھے)۔

نہیں معلوم کہ گلاب کا یہ پھول مزار خواجہ کے اندر سے باہر آکر مجھے ملا یا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے اسے میرے ہاتھوں میں تھما دیا۔ بہرحال گلاب کے اس عظیم پھول کے ساتھ بندہ اپنے پیر و مرشد حضور مفتی اعظم ہند کے قدموں میں جھکا۔ حضور نے اس ادنیٰ کو فرش سے اٹھا کر اپنے سینہ سے لگا کر عرش اعظم پر پہونچا دیا ؎

عجب لطف و عنایت سے فیضیاب کیا
مجھے حضور نے ذرہ سے آفتاب کیا

اس کے بعد حضور نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ آنکھیں بند کرلو۔ چنانچہ میں نے آنکھیں بند کرلیں۔ پھر فرمایا: کھولو۔ بندہ نے آنکھیں کھول دیں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ بندہ مدینہ منورہ میں حضور آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی جالیوں کے سامنے ٹھیک اس جگہ پر کھڑا "درود تاج" پڑھ رہا ہے جس جگہ بندہ نے بیٹھ کر تین دن رات مسلسل روزہ رکھ کر چلہ کشی کی تھی اور جمال سرکار ابد قرار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوا تھا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اس سعادت دارین اور ایک سال ... مدینہ منورہ میں قیام کے باوجود اس بندہ کی حاضری ... تھی۔ جب خواجہ پیا کے دربار سے پیر و مرشد حضور مفتی اعظم ہند شہزادۂ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل ... رحمۃ اللہ علیہ نے دربار سرکار میں پہونچایا تب سے ... تک برابر ہر نماز کے بعد حاضری نصیب ہو رہی ہے ... یہ حضور کا فیضان کرم ہے ورنہ "چہ نسبت خاک ... پاک" ؎

بجا ہے ناز کریں جتنا اپنی قسمت پر
جو خوش نصیب مدینہ بلائے جاتے ہیں

غالباً یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ... پٹھان حضرت فاروق اعظم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ... دراصل "فتحان" کا بگڑا ہوا تلفظ ہے۔ جس کا مطلب ... فتح پانیوالی قوم۔ چونکہ حضرت فاروق اعظم سے دنیا ... کو ہر طرح کی فتح و نصرت نصیب ہوئی ہے اس لئے ... سے صحیح نسبت رکھنے والے پٹھان بھی "فتحان" ... ہوتے ہیں۔ دراصل یہی اصلی فاروقی ہیں اور دنیا ... ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند مصطفےٰ رضا خاں اصلی پٹھان ... شہزادۂ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی ... میں فاروقیت کتنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اس ... اندازہ انھیں کو ہے جنھیں حضور سے سابقہ پڑا ہے۔ ... اچھے اچھوں کو برملا، علانیہ ٹوک دیتے تھے۔ اور یہ ... صفت خاص حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خلیفۂ ثانی ... حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی تھی۔

جب ایک رات یہ بندہ اپنے معمولات شب ... سے فارغ ہو کر عالم رویا میں کھویا تو میرا سراپا اپنے خاکی ... بدن سے نورانی بدن میں آیا اور عالم بالا کی سیر کو نکلا۔ جب میرا "طائر لاہوتی" اپنے بدن "ناسوتی" کو ... ہندوستان میں چھوڑ کر ملک عربستان کی سیر کرنے ... تو اچانک چمنستان طائف میں ایک نور کا چشمہ نظر آیا۔ ... سیراب ہونے کے لئے اتر پڑا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک ...

طویل قامت بزرگ، گندم گوں چہرہ، سفید ریش کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ ایک آواز آئی۔ کسی نے کہا۔ یہی خلیفہ ثانی رسول اللہ حضرت فاروق اعظم ہیں۔ یہ سنتے ہی بندہ مشتاقانہ آگے بڑھا اور السلام علیکم یا خلیفہ رسول اللہ کہہ کر حضرت فاروق کو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر اپنے سینہ سے لگایا پھر سر مبارک کو بوسہ دیکر مؤدب دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ اور حیرت سے رخ انوار حضرت فاروق اعظم کو دیکھتا رہا اور اپنی قسمت پر ناز کرتا رہا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس فقیر کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے فرمایا۔ تم میرے فرزند مصطفٰے رضا خاں بریلوی کے مرید سعید ہو؟ فقیر نے عرض کیا۔ الحمد للہ علٰی ذلک ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم فرمایا۔ ہو المرشد الکامل القوی۔ یعنی (تمہارا مرشد بہت زبردست اور کامل مرشد ہے) اس کے بعد آنکھ کھل گئی، بیدار ہو گیا۔ نہیں بلکہ پھر خواب خراب میں آگیا۔ بیدار تو اس وقت تھا جب خواب شباب میں تھا۔ اس خواب لاجواب کے بعد الحمد للہ اس فقیر میں فاروقیت اس درجہ غالب آگئی ہے کہ غیر تو غیر خود اپنے سگے رشتے داروں کو بھی (جو بد مذہب و بد عقیدہ خلاف اہل سنت وجماعت ہوں) خاطر میں نہیں لاتا اور اس کا کوئی لحاظ و ملاحظہ نہیں کرتا ہے۔

جگمگا اٹھی میری گور کی خاک
تیرے قربان چمکنے والے
گل طیبہ کی ثنا گاتے ہیں
نخل طوبٰی پہ چہکنے والے
(اعلیحضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی)

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر ....!
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں
(اعلیٰ حضرت)

الحمد للہ ثم الحمد للہ! یہ فقیر سراپا تقصیر العبد المصطفٰے کلیم ابن علامہ سلیم ہزاروی خاندانی عالم زادہ، پیر زادہ، ولی زادہ ہے۔ آج بھی میرا خاندان پاکستان ضلع ہزارہ میں عہدۂ قضا وخطابت، امامت و طبابت اور رشد و ہدایت پر نیک نامی کے ساتھ فائز ہے۔ میرے جد امجد قاضی القضاۃ مفتی سید علی صاحب ومفتی محمد علی صاحب ومفتی اعظم قبائل عرب ہزارہ، میرے عم محترم قاضی محمد اسحاق صاحب ہیں آج بھی ان کے مریدین جگہ جگہ ہزاروں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ ہمارے بزرگوں کا سلسلہ نقشبندی تھا۔ میرے والد ماجد حضرت علامہ الحاج محمد عبد السلام صاحب سلیم ہزاروی ابن صدر القضاۃ مفتی قاضی محمد علی صاحب ریاست امنب دربند ہری پور، ہزارہ (حال پاکستان) مہاجر بنکر بارہ برس تک مکہ معظمہ، مدرسہ صولتیہ و مدینہ منورہ مدرسہ نظامیہ میں بحیثیت مدرس مقیم رہے۔ آخر میں گورنمنٹ ٹریننگ کالج میسور کے عربی فارسی اردو لکچرار ہو کر بعد پنشن کرنول آندھرا میں مدفون ہوئے۔ علاوہ دیگر کتب آپ کا فارسی دیوان "نسیم سلیم" اور معجزات بینات مشہور ہیں۔

یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے اس سے اپنی بڑائی کا اظہار مقصود نہیں ہے۔ دکھانا یہ ہے کہ جوہری جہاں گوہر کو دیکھتا ہے تو اصلی گوہر کو ہر جوہری خریدنے کی کوشش کرتا ہے! کچھ یہی حال اس فقیر کا بھی رہا۔ اگرچہ بذات خود بندہ اس قابل نہیں ہے کہ کوئی اسے اپنائے لیکن خاندانی بزرگی کو دیکھ کر اور غالباً روحانی اثرات کو جان کر بہت سے مشائخ عظام نے مجھے اپنا بنانے کے لئے خلافت کی پیش کش کی۔ لیکن بندہ نے قبول نہیں کی۔ آخر جب نبیرۂ اعلیٰ حضرت، وشہزادہ اعلیٰ حضرت، حضور مفتی علامہ الحاج ریحانی

رضا خاں صاحب رحمانی میاں نے میرا باطن جان کر مجھے خلافت رضویہ سے نوازا .... تو ایک بہت بڑے خاندانی پیر سید صاحب (جو مجھے اپنا خلیفۂ خاص بنانے کا ارادہ رکھتے تھے) بڑے ناراض ہوئے اور فرمایا (یہ دوسروں سے میں نے سنا ہے) کہ پٹھان کی خلافت ہماری خلافت کے آگے کسی طرح مقبول نہیں ہے۔ یہ سن کر مجھے بڑا صدمہ ہوا۔ اسی رات کو اس فقیر نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں اس مرشد کو اپنے ساتھ بیٹھا دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرشد سے ان کا نام لیکر فرمایا۔ جب آفس انچارج ہو سکتا ہے تو کلیم ہزاروی کیوں نہیں ہو سکتا؟ جس طرح تم میرے جسمانی بیٹے ہو اسی طرح احمد رضا خاں بھی میرا روحانی بیٹا ہے۔ تمہاری خلافت کیطرح اس کی خلافت بھی مقبول ہے۔ یہ سنتے ہی وہ مرشد مذکور حضرت سید صاحب میرے احترام کے لئے اٹھے مگر ان سے پہلے اس فقیر نے اٹھکر سید صاحب کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ الحمد للہ سلطان الہند خواجہ غریب نواز کے دربار سے اور سلطان کائنات فخر موجودات رحمۃ للعالمین کے دربار سے بھی مجھے اپنی شرافت و لیاقت و امامت و خلافت کی سند مل گئی اور پوری طرح مطمئن ہو گیا ؎

اب کوئی سماتا ہی نہیں میری نظر میں

یہ فقیر اپنے پیر بے نظیر، دستگیر، حضور مفتی اعظم هند علیہ الرحمۃ کے جشن صد سالہ میں کوئی انمول رسالہ (کار نمایاں) پیش کرنا چاہتا تھا اسی فکر میں جب ایک رات میں سو گیا تو حضور سیدی و مرشدی مفتی اعظم هند نے اپنے دیدار مبارک سے سرفراز فرما کر فرمایا تمہارا شاہکار جمیل یہ ہے کہ تم اپنی تین سو سالہ قدیم عربی فارسی قلمی بیاض طالع نامۂ سلیمانی کا اردو ترجمہ کر کے پیش کرو۔

منقبت

● بحضور سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالی عنہ

کرم کی اک ... نظر کر دو خدارا! مفتی اعظم

پڑا ہے مشکل میں ... بندہ تمہارا! مفتی اعظم

مری کشتی کنارے ... لگا دی تو دی طوفاں

بھنور میں ... پکارا! مفتی اعظم

سہارا ... رضا کے واسطے دیدو

تمہارا ہی ... سہارا! مفتی اعظم

... بلا لیجئے مجھے اب تو

یہاں ہوتا نہیں میرا گذارا! مفتی اعظم

غموں کی بدلیاں ہیں ہمارے سر ...

ذرا سا ... فرما دیں اشارہ! مفتی اعظم

... اسکو سہارا مل گیا بیشک

مدد کے واسطے جس نے پکارا! مفتی اعظم

چنانچہ بحکم مرشد کام شروع کر دیا گیا۔ اس کا تاریخی نام ہم نے چراغ راہ / ۱۴۱۰ھ ... ہے، عرصہ چالیس سال سے اس خاندانی ... سے ہم نہ صرف مایوس و مجبور انسانوں کی رہبری ... انھیں حیات نو بخش رہے ہیں بلکہ اس کے ذر... کافی منفعت بھی حاصل کر رہے ہیں۔

اب بحکم مرشد یہ مخفی راز، طشت از ... ہوں گے اور ہر ایک انسان خاص کر علمائے کرام ... عاملین عظام اس سے کما حقہ، فائدہ اٹھا سکیں ... اور فائدہ پہونچا سکیں گے بشرطیکہ اس کی اشا... کے لئے غیبی سامان ہو جائے ؎

گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف اور ثمر بھی

اے ابر کرم، بہر سخا کچھ تو ادھر بھی

(وما توفیقی الا باللہ، علیہ توکلت و الیہ ...)

مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجامعۃ العربیہ مصباح العلوم

حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا جشن صد سالہ مبارک

الجامعۃ العربیہ مصباح العلوم کے قیام کا مقصد دین اسلام مطابق مسلک حنفیہ جس کی تجدید امام العلماء حضرت علامہ شاہ عبد القادر صاحب بدایوں شریف رحمۃ اللہ علیہ وامام المجاہدین حضرت علامہ شاہ فضل حق رحمۃ اللہ علیہ خیر آباد شریف ضلع سیتاپور وامام الفضلاء حضرت علامہ شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف واعلم علماء زمانہ صدر مجلس علماء اہلسنت حضرت علامہ شاہ سید عبد الصمد رحمۃ اللہ علیہ پھپھوند شریف نے کی کہ احیاء فروغ وترقی کے دوش بدوش تمام نونہالان ملت کی اعلیٰ التعلیم وتربیت کا اہتمام اور بندوبست کرنا نیز جدید علوم وفنون سے بھی طلباء کو نہ صرف آشنا کرنا بلکہ آراستہ کرنا ہے تاکہ موجودہ دور کے تعلیم یافتہ طبقہ اور جدید فکر وخیال کے افراد سے اسلامی اغراض ومقاصد کی وکالت ونمائندگی کرنے میں کسی سے پیچھے نہ رہیں اور اپنی علمی وادبی اور اخلاقی صلاحیتوں سے اسلام کی عظمت وبرتری اور حقانیت ثابت کرنے میں کسی غیر کے مقابلہ میں احساس کمتری کا شکار نہ ہوں۔ جن کے افعال وکردار اور گفتار سے متاثر ہو کر غیر مسلم بھی یہ اعتراف کرنے پر مجبور نظر آئیں کہ صرف اسلام ہی وہ واحد ضابطۂ حیات ہے جس کے سایہ میں مکمل امن وامان کے قیام کا تصور ممکن ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں ملک کے دستور (دستور ہند) کی دفعہ ۳۰ سے استفادہ کرتے ہوئے پرائمری درجات سے لیکر ڈگری کالج اور یونیورسٹی تک حسب استعداد تعلیمی اداروں کا قیام ونادار اور مفلس طلباء کی امداد وغیرہ کا اہتمام بھی شامل ہے۔

مقاصد تاکہ نونہالان ملت تمام مروجہ جائز عصری علوم وفنون سے محروم نہ رہیں اور ہر شعبۂ علم میں جیسے ادب، معاشیات، ریاضیات اور اخلاقیات وغیرہ میں بھی تسلی بخش حد تک استعداد اور معلومات کے حامل ہو سکیں کیونکہ بانی جامعہ حضرت علامہ سید اصغر میاں صاحب دامت برکاتہم القدسیہ آستانہ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف کا بنیادی مقصد:-

عِلْمُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ

کی تجدید وجمیع مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار اور جذبۂ حق سے سرشار کر کے انکی عظمتِ رفتہ کو بحال کرنا ہے جس کی ہیبت سے قیصر وکسریٰ کے ایوان لرزہ براندام تھے۔

خاکسار:- حافظ سلامت اللہ منیجر الجامعۃ العربیہ مصباح العلوم چشتی نگر بھوگنی پور ضلع کانپور

حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا جشنِ صد سالہ مبار
کشادگیٔ رزق اور روزگار کے لئے
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
اَلْحَقُّ الْمُبِیْنُ
سو بار اول و آخر ۱۱-۱۱ بار
شریف بوقت فجر درمیان سنت و فرض پڑھا کریں۔ انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔
یا خداوند قدوس! اس حدیث مبارک کے صدقے میں ہمارے کاروبار کو فروغ عط
اور ہمارے اہل و عیال کو ہمیشہ اپنے حفظ و امان میں رکھ۔ آمین۔
عرض گذار
الحاج منّے میاں رضوی
پیراڈائز فرنیچر
پتھر کی مسجد سلطان گنج پٹنہ فون نمبر ۵۹۴۶۰، ۵۹۶۶۶

حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

مجسم خیر و برکت اور سراپا کرامت تھے

(حضرت ساز الٰہ آبادی)

کہاں تک راز لکھو گے کرامت تم کتابوں میں
ہیں سراپا کرامت ہی کرامت مفتیٔ اعظم

خداوند قدوس جب کسی کو مرجع خلائق بنانا چاہتا ہے تو اس کے لیے ایسے اسباب پیدا فرماتا ہے کہ اس اللہ کے محبوب بندے کے خلاف تنگ نظری اور تعصب کی ساری سازشیں ناکام ہو جاتی ہیں۔ آج میں ایک ایسی ہی ذات بابرکات کی شان ارفع و اعلیٰ حیات طیبہ پر روشنی ڈالنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ وہ ذات تقریباً ۹۲ سال تک ھندوستان کے طول و عرض میں مینارۂ نور بن کر چمکتی رہی اور اپنے قریب رہنے والوں کو بھی چمکاتی رہی۔ وہ ہے سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چشم و چراغ، عارف باللہ، قطب عالم، حضرت مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں نوری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی جو حضرت مفتی اعظم ھند کے نام نامی سے پوری دنیائے اسلام میں منفرد مقام پر فائز تھی۔

جہاں تک حضرت کے علم و فضل کا معاملہ اس کا اندازہ ہم جیسے بے بضاعت کیا کر سکتے ہیں۔ حـ مفتی اعظم علم ظاہر و باطن کے ایک بحر بیکراں تھے از تقویٰ کا حال سنیں تو بڑے بڑے زاہدانِ وقت کو بـ آجائے۔ ان کے تصرفات روحانی کے واقعات پڑ تو اسلام کی حقانیت کی روح دل و دماغ میں اتر تی جائے۔ ان کی مکرم گستری، غربا پروازی اور رحم نوازی کا حال سنیں تو حاتمان وقت شرمندہ ہو جا وہ مفتی اعظم کی نقاب ڈالے قطب عالم تھے و عارف باللہ تھے۔ میں جتنی باتیں حضرت سے متعلق رہا ہوں ایک ایک لفظ کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ نہیں کہ میں ان کا مرید ہوں جو اپنے پیروں کے بار میں بے پر کی اڑایا کرتے ہیں۔ میں نے تو حضرت کے ہونے کی خبر ۱۳۱۰ھ میں غیبی خواب اور آواز میں سنی میرے شیخ کامل کیا کیا خوبیاں رکھتے تھے اگر

شمار کرانے لگوں تو ایک کتاب مکمل ہو جائیگی۔

اب میں ان کے تقویٰ سے متعلق ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ حضرت سفر میں تھے۔ ایک صاحب نے حضرت کو دو روپے نذر کئے۔ عرض کرتا چلوں کہ حضرت کو دو روپئے سے زیادہ نذر قبول کرنے میں بڑی ناراضگی ہوتی تھی۔ ایک روپیہ دو روپیہ کسی مرید نے نذر کیا تو بڑی خوشی سے قبول فرما لیتے تھے۔ ہاں تو انھوں نے نذر پیش کرنیکے بعد دو دو روپئے کے پچیس نوٹ اور پیش کئے اور کہا کہ یہ مدرسہ میں چندہ کے لئے ہیں۔ حضرت کے ساتھ ایک خادم تھے۔ ان کو حضرت نے وہ نوٹ دیکر فرمایا کہ یہ چندہ ہے اس کو الگ رکھئے۔ خادم صاحب نے غلطی سے حضرت کے روپیوں میں ان پچیس نوٹوں کو بھی ملا دیا۔ اب حضرت نے فرمایا کہ چندہ کی رقم کہاں ہے۔ انھوں نے کہا کہ اسے روپیوں میں ملا دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ کیا کیا۔ وہ میرے روپیوں میں مل گئے۔ اب ان نوٹوں کو کیسے پہچانا جائے گا۔ وہی نوٹ ہونا چاہیے جو چندے کے تھے۔ ایک صاحب نے

کہا کہ آپ اپنے روپیوں میں سے پچاس روپے کو الگ کر دیں۔ مگر حضرت نے فرمایا کہ یہ بھی خیانت ہے۔ آخر آپ نے تمام روپے شمار کرائے تو ساڑھے ... روپے نکلے۔ حضرت کچھ دیر تک خاموش رہے۔ ... حضرت کی طرف حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ اچانک ... نے فرمایا کہ اب ان نوٹوں کو پہچاننا مشکل ہے۔ لہٰذا ... ساری رقم مدرسے کو چندے میں دیدی جائے۔ ... شریعت پر عمل کرنیکی بات، یہ ہے تقویٰ۔

حضرت کے وصال کے بعد میری عقل ٹھوکر کھا ... رہی کہ آخر وصال کے قبل حضرت کی یہ کیفیت کیا ... کیوں تھی کہ وہ بار بار فرماتے تھے۔ میں نے ان سب ... مرید کیا جو مجھ سے مرید ہونے کا قصد کر چکے تھے ... مجھ تک نہیں پہنچ سکے ہیں سب کو سرکار غوث اعظم ... اللہ تعالیٰ عنہ کے دامن سے وابستہ کرتا ہوں۔ ... بڑی دیر تک حضرت کا تھا۔ اچانک وصال کے قبل ... فرماتے تھے۔ تشریف لائیے تشریف لائیے۔ لوگ ... تبلاتے ہی اچانک روشنی کی لہر کوندی اور حضرت خاموش ...

جیسے کسی آنیوالے کو دیکھ رہے ہوں ۔ یہ معاملہ
نظروں سے
یا تھا ۔ میں بار بار یہی سوچتا رہا مگر اصل حقیقت سے
آج تک لوگ بے خبر ہیں ۔ میری عقل و شعور کی ان گتھیوں
کو کون سلجھاتا سوائے میرے پیر و مرشد کے کئی ماہ تک
میں نے حضرت کی زیارت خواب میں نہیں کی جس سے مجھے
بہت غم تھا ۔ اس آفتاب ولایت کو روپوش ہوئے
کئی ماہ گزر گئے ۔ ایک شب ایک منقبت نہایت
درد میں ڈوبی ہوئی حضرت کی شان اقدس سے متعلق کہی
جب نیند آگئی تو ۳ ۱/۲ بجے شب میں حضرت کو میں نے
بریلی شریف میں مسجد رضا میں خواب میں دیکھا کہ حضرت
وضو فرما رہے ہیں ۔ اس کے بعد حسب معمول عبا زیب
تن فرمائی ۔ عمامہ بہت ہی خوبصورت سر پر باندھا حضرت
کی عمر اس وقت چالیس سال کی معلوم ہو رہی تھی نہایت
حسین چہرہ ، لانبا قد ، توانا جسم خوبصورت بڑی بڑی
آنکھیں جو مقناطیسی اثر رکھتی تھیں جی چاہتا تھا کہ اس
چمکتے ہوئے آفتاب ولایت کو چوم لوں ۔ لوگ کثرت
سے جمع تھے ۔ مسجد کے صحن میں حضرت بیٹھ گئے ۔ میں
بالکل سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گیا ۔ میری طرف نہایت
غور سے نظریں ملا کر حضرت نے فرمایا کہ راز صاحب
اس وقت میرا وصال ہو رہا تھا ۔ اس وقت میرے
داہنے جانب حضرت سیدنا محی الدین عبد القادر
جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے اور بائیں
جانب حضرت سیدنا خواجۂ خواجگان معین الدین چشتی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے اور ان دونوں
حضرت کو لیکر ساتھ آنیوالے حضرت سیدنا مخدوم
اشرف جہانگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھوچھوی تھے ۔
سیکڑوں حاضرین ہیں ۔ اس وقت حضرت کے پیچھے ساجد
میاں رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے ۔

یہ اپنے مقام و منزلت کی خبر حضرت نے اپنے
اس غلام کو دی ۔ یہ عارفان باللہ جن کے چہروں پر اللہ
جل شانہ اپنی محبوبیت کے نشتر حجاب ڈال کر رکھتا ہے
اگر ایک نقاب اٹھ جائے تو دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ
ہو جائیں ۔ حضرت کی حیات کی ظاہری میں لنکا سے ایک
زبردست قاری مولانا غلام غوث صاحب بریلی شریف
عرس رضوی کے موقع پر تشریف لائے وہ رہنے والے
اصل میں ضلع بستی کے تھے اور طالب علمی کے دور میں بریلی
شریف میں تیرہ سال کی عمر میں رہے ۔ اسی وقت یہ
حضرت کے مرید ہوئے تھے ۔ اس کے بعد پاکستان چلے گئے
کچھ عرصہ کے بعد لنکا میں قاری کی حیثیت سے ملازم ہو گئے
ریڈیو سیلون سے اکثر تلاوت قرآن کیا کرتے تھے ان
کو پچیس سال سے حضرت کی زیارت نصیب نہیں ہوئی
تھی ۔ ان کا بیان ہے کہ میں اپنے پیر و مرشد سے اتنی
زیادہ عقیدت نہیں رکھتا تھا نہ حضرت کے مقام ولایت
سے واقف تھا ۔ ایک بزرگ لنکا آتے تھے میرا دل
ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا تھا ۔ ان کے بہت سے مرید
تھے ۔ ان کے آگے پیچھے بھیڑ لگی رہتی تھی ۔

ایک دن میں نے سوچا کہ لاؤ ان سے مرید ہو
جاؤں تو بہتر ہوگا ۔ میں تو بچپن میں حضرت مفتی اعظم سے
مرید ہوا تھا ۔ ان کا یہ فیصلہ کسقدر غلط تھا ان کو اس
واقعہ سے بڑی ندامت تھی ۔ بریلی شریف میں حضرت
مولانا ریحان رضا نواسۂ حضرت مفتی اعظم ھند کے یہاں
کئی لوگوں کے سامنے انھوں نے مجھ سے یہ واقعہ بیان
کیا وہ رو رو کر بتلانے لگے کہ میں ان پیر صاحب کے پاس
ایک رات حاضر ہوا ان سے کہا کہ مجھے مرید کر لیں ۔ وہ کچھ
دیر تک مجھے خاموش نظروں سے دیکھتے رہے آخرکار
انھوں نے فرمایا کہ میاں قاری صاحب میں آپکو آج نہیں
کل کسی وقت مرید کروں گا ۔ آپ جائیے کل تشریف
لائیے گا ۔ وہ رات گھر آئے تو بستر پر پڑے پڑے
سوچتے رہے کہ میں تو بچپن میں مرید ہو چکا ہوں مگر میں
حضرت سے بہت دور ہوں ۔ ان کی زیارت بھی نہیں ہوتی
ہے ۔ معلوم نہیں حضرت کس پائے کے بزرگ ہیں ۔ طرح
طرح کے خیالات ان کو آتے رہے ۔ ان کے ضمیر کی آواز

کھاتی
ان کو روک رہی تھی مگر عقل جو قدم قدم پر ٹھوکر
ہے وہ خاردار جھاڑیوں میں لے جارہی تھی۔ ان کو کیا
معلوم کہ ان کا پیر اس وقت کس مقام پر ہے وہ کہتے
ہیں کہ میں رات کو کسی صورت سے سوگیا۔ خواب میں دیکھتا
ہوں آسمان کے نیچے بہت بلندی پر ایک سورج چمک
رہا ہے میں حیران تھا کہ یا اللہ یہ کون سا سورج ہے پھر
آسمان سے نیچے خلا میں اتنی بلندی پر چمک رہا ہے
میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میں اسی سورج کے قریب پہنچنے
لگا۔ اب دیکھتا ہوں ہزاروں کرنیں پھوٹ رہی ہیں
میری آنکھیں خیرہ ہوئی جارہی ہیں۔ ایک صدائے غیبی
آتی ہے۔ دیکھ اپنے پیر کے مقام کو۔ یہ تیرے پیر
ہیں۔ میں نے بہت غور سے دیکھا تو حضرت کا چہرہ
اقدس نظر آیا۔ ریش مبارک سے اور پیشانی سے وہ زبردست
نورانی کرنیں پھوٹ رہی تھیں کہ جیسے سورج چمکتا ہے
اچانک میری آنکھ کھلی تو میں بہت دیر تک اس خواب کی
کیفیت میں ڈوبا رہا پھر رونے لگا کہ میں کتنی بڑی بھول
کر رہا تھا۔ میں اپنے پیر سے دور ہوں مگر وہ میرے
حال سے واقف ہیں وہ مجھ سے روحانی اعتبار سے
قریب ہیں۔ بہر حال میں نہایت شرمندہ ہوا اور اپنے
احباب سے یہ واقعہ بیان کیا۔ اور ان پیر صاحب
کو بھی جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو انھوں نے فرمایا کہ میاں
اچھا ہوا کہ میں نے تم کو مرید نہیں کیا حالانکہ اس واقعہ
سے میں نے اندازہ کیا وہ پیر صاحب بھی بزرگ تھے۔
وہ یقیناً دیکھ رہے تھے کہ اس کے گلے میں قادری رضوی
پٹہ پڑا ہے۔ قاری صاحب نے بتایا کہ بس میں نے
اسی وقت ارادہ کر لیا کہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں
اور عرس رضوی میں حاضر ہوا تو میں نے راز صاحب آپکی
کتاب مفتی اعظم ہند کی کرامات دیکھی۔ میری خواہش
ہے کہ اب آئندہ کتاب لکھیں تو میرے اس واقعہ کو
بھی لکھ دیں۔ وہ مجھے لیکر حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ
علیہ جو عالم استغراق میں تھے۔ ان کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور اپنا تعارف کرایا۔ مجھ سے کہا کہ […]
سفارش کریں کہ حضرت میری اس خطا کو معاف […]
میں نے حضرت اقدس سے ان کی سفارش کی۔ […]
بارے میں بتایا۔ حضرت نے فرمایا کہ اتنی دور […]
آپ مجھے دیکھنے آئے۔ بڑا کرم فرمایا۔ مگر کیا […]
تھی۔ کیا ضرورت تھی اور ان کے لئے دعا فرمائی […]
حضرت مولنا مفتی عبد الحلیم صاحب اشرفی رضوی […]
ناگپور کا بیان ہے کہ جس رات کو حضرت کا وصال […]
اس رات کو میں بمبئی میں تھا۔ عشاء کی نماز کے […]
انجانی سی اضطرابی کیفیت مجھے پریشان کرے […]
سوچ رہا تھا الٰہی خیر کیا ناگپور میں میرے گھر میں کوئی […]
ہوا۔ رات دیر تک میں ٹہلتا رہا۔ مجھے کسی صورت […]
نیند نہیں آرہی تھی۔ بڑی مشکل سے نیند آئی تو […]
ایک نہایت شیریں آواز غیب کی جانب سے […]
ایسا لگ رہا تھا کہ وہ آواز پوری کائنات میں پھیل […]
رہی ہے۔ وہ لطیف و شیریں دلنواز آواز کیا […]
وہ یہ تھی کہ ابھی ابھی میں مولنا مصطفےٰ رضا کو خانہ […]
کعبہ اور مدینہ اور بیت المقدس کے راستے سے […]
رہا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ میری آنکھ کھلی تو تقریباً […]
تھے۔ میں نے اسی وقت سمجھ لیا کہ یقیناً حضرت […]
اعظم ہند علیل تھیں ایک دو روز قبل بمبئی فون بھی […]
تھا کہ حضرت نہایت کمزور ہو گئے ہیں۔ ابھی ایک گھنٹہ […]
گزرا ہوگا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ کہنے والا کہہ رہا تھا کہ […]
شریف سے ابھی فون آیا ہے کہ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ […]
وصال ۲ بجکر ۴۰ منٹ پر ہوگیا۔ میں جن کے یہاں ٹھہرا […]
وہ بھی حضرت کے مرید تھے۔ دوسرے دن انھوں نے […]
مجھے ہوائی جہاز سے دہلی تک بھیجا تو میں بریلی شریف […]
سے پہونچ گیا۔ وہاں جا کر دیکھا تو واقعی سیکڑوں […]
سے لوگ پہنچ چکے تھے یا پہنچ رہے تھے۔ اس قسم […]
سیکڑوں واقعات بھرے پڑے ہیں۔ جس مرید سے […]
کوئی نہ کوئی حیرت انگیز واقعہ بتائے گا۔

سرچشمۂ ولایت اصل میں خاندان اہلبیت ہی ہیں۔ ان کی غلامی میں آئے بغیر کوئی ولی نہیں ہو سکتا اسی لئے سرکار سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت کا بے پناہ احترام کرتے رہے۔ اپنے مریدین ومتوسلین کے لئے نشان راہ چھوڑ گئے۔ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے کہ مجھ سے زیادہ قریب وہی ہے جو متقی پرہیزگار ہے۔

حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ کو بھی جو کچھ ملا وہ خاندان سادات حضرات مارہرہ شریف سے ملا۔ اپنے وقت کے برگزیدہ عارف باللہ ولیٔ کامل حضرت سیدنا ابوالحسن نوری مارہروی رحمۃ اللہ نے حضرت مفتی اعظم ہند کو چھ ماہ کی عمر میں بیعت کیا اور اسی وقت تمام سلاسل کی خلافت سے نواز دیا اور ان کے ولی ہونے کی بات بتا دی اور سرکار سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کو ۹ سال کی عمر میں علماء کے مجمع میں فرمایا تھا کہ یہ میرا بچہ ولی ہوگا۔ یہ بات مجھے حضرت حافظ ملت محدث مبارکپوری عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتائی تھی۔ حافظ ملت ایک صاحب کشف وکرامات کشادہ قلب زبردست متقی پرہیزگار بزرگ گزرے ہیں۔ انھوں نے جب سنا کہ میں حضرت مفتی اعظم ہند سے مرید ہو چکا ہوں تو انھوں نے مجھے اپنے سینے سے لگا کر بڑی مسرت سے مجھے مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا کہ میاں تم خوش نصیب ہو۔ تم ایک زبردست ولی کے دامن سے وابستہ ہو گئے تو حضرت مفتی اعظم ہند کے احترام اہل بیت و احترام سادات کرام کے سیکڑوں واقعات ہیں۔

ایک بار حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ ضلع فیض آباد درونا ہی کے مدرسہ میں حضرت مولانا قمرالزماں اعظمی جو میرے پیر بھائی بھی ہیں ان کی استدعا پر تشریف لے گئے۔ پورے قصبہ میں ایک مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ لوگ دور دور سے پروانہ وار اس عاشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے آ گئے کہ ہمارے قصبہ میں تشریف لا رہے ہیں۔ جب سہاول اسٹیشن سے حضرت اتر کر عقیدت مندوں کے قافلے کے ساتھ رونا ہی کی طرف چلے تو عجیب حیرت انگیز واقعہ ہوا۔ تقریباً تمام علماء رکشوں پر پیچھے پیچھے اور حضرت کا رکشہ آگے آگے

چل رہا تھا۔ حضرت نے ازراہ کرم مجھے اپنے پاس بٹھا
لیا تھا۔ سیکڑوں لوگ نعرے لگاتے ہوئے چل رہے
تھے۔ سیکڑوں چھوٹے چھوٹے بچے بھی رکشے کے قریب
حضرت کو دیکھتے ہوئے آگے پیچھے دوڑ رہے تھے۔ تمام
رکشے آہستہ آہستہ ہی چل رہے تھے اسی وقت ایک
سال کے بچے کو حضرت نے رکشے کے قریب دیکھا اس کے
چہرے پر حضرت کی نظر پڑی تو حضرت نے اپنا ہاتھ بڑھا کر
اس کو اپنے گھٹنوں پر بڑے پیار سے بٹھا لیا۔ حضرت
نے فرمایا کہ تم کہاں رہتے ہو۔ اس بچے نے جواب دیا کہ
حضرت میں مدرسے کے قریب رہتا ہوں۔ تمام لوگ اس
بچے کو دیکھ کر اس کی قسمت پر رشک کر رہے تھے کہ حضرت
اس کو اپنے گھٹنوں پر بٹھائے ہیں۔ اس سے پیار سے باتیں
کر رہے ہیں۔ جیسے ہی یہ قافلہ قصبہ رونا ہی میں داخل
ہوا ایک صاحب دوڑ کے آئے۔ حضرت سے مصافحہ
کیا اور اپنے بچے کو حضرت کے پاس دیکھ کر مسکرانے لگے۔
تب یہ راز کھلا کہ یہ بچہ سادات کرام کے خانوادے کا
تھا۔ اس بچے کے والد صاحب نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ
حضرت یہ بچہ میرا ہے یہ آپ کے پاس کیا اچھل کے رکشے
پر آگیا۔ آپکو بڑی زحمت ہوئی۔ ان کے یہ الفاظ سن کر
حضرت آبدیدہ ہو گئے کہنے لگے کہ میاں میں کیا جانوں کہ یہ
اولاد رسول ہیں۔ یہ مجھے پیچھے رکشے کے بھاگ رہے تھے
اچانک مجھے ان کے چہرے کو دیکھ کر ان پر پیار آیا اور
میں نے خود ان کو اپنے اوپر بٹھا لیا۔ یہ تو میرے خدا نے
کرم فرمایا کہ مجھے ہلاکت سے اس نے بچا لیا۔ یہ میری مجال
تھی کہ اولاد رسول وہ بھی اس کم عمری میں میرے رکشے کے
قریب پیدل چلے اور میں رکشے پر بیٹھا رہوں۔ ان کے والد
حیرت انگیز نظروں سے حضرت کی طرف دیکھ رہے تھے۔
حضرت نے اس بچے کی پیشانی چومی۔ اپنے جیب سے پیسے
نکال کر بچے کو نذر کیا۔ تھوڑی دیر میں اس واقعہ کا چرچا ہونے
لگا۔ جب تک حضرت رونا ہی میں قیام پذیر تھے وہ بچہ
اپنے والدین کے ساتھ حضرت کے سامنے رہا۔

یہ مقبولیت اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے
فرماتا ہے۔ حضرت کے لئے کوئی پروپیگنڈہ نہیں
تھا۔ ان کے چہرے پر انوار الٰہی ہر وقت برستے
جدھر سے گزر جاتے تھے راستے مسکرانے لگتے تھے
بستی میں قدم رکھ دیا ایک انقلاب ذہنی و روحانی
ہو جاتا۔ جس پر نظر ڈال دی اس کو گرویدہ کر لیا۔ جس
سے دو لفظ بول دیا اس کی تقدیر بدل دی۔ وہ
ولی تھے۔ انھوں نے کتنوں کو ولی بنا دیا۔ پتہ نہیں
کس مقام پر پہونچا دیا۔ ان کے مریدوں میں آج بھی
ایسے لوگ ہیں جو ولی ہیں۔ وہ اس قدر مرجع خلائق
تمام لوگ دیکھتے تھے جانتے تھے۔ حاجت مند
کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ حاجت مندوں میں ہر مذہب
دھرم کے لوگ ان کے پاس اپنی حاجتوں کو لیکر آتے
تھے۔ مگر وہ اللہ کا بندہ صبح سے لیکر رات ہو جا
تھی مگر تعویز پر تعویز دیئے جاتے تھے۔ کسی کو خالی
واپس نہیں جانے دیتے تھے۔ فیض پہنچانے میں کو
امتیاز نہیں کرتے تھے۔

حضرت خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عارف وہ
ہے جو سمندر جیسی سخاوت اپنے اندر رکھے۔ یہی حال
حضرت کا تھا۔ بہر حال اتنا لکھنے کے بعد بھی یہ مضمون
اس قدر تشنہ ہے کہ یہ شعر سے آجاتا ہے کہ

جمال یار کی رعنائیاں بیاں نہ ہوئیں
ہزار کام لیا میں نے خوش بیانی سے

میں اور میرا پورا خاندان یقیناً خوش نصیب ہے کہ وہ
عارف باللہ ہم سبھوں کا پیر ہے ہمارا دینی رہنما ہے۔

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جشن صد سالہ مبارک
آیئے سرزمین اجمیر پر خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عظیم تبلیغی مشن کا عظیم
مرکز تعمیر کریں!
حضرت مولانا سلیم اشرف صاحب سنبھلی مدظلہ العالی کی مسلسل جدوجہد
اجمیر عربی یونیورسٹی
اہلسنت وجماعت کا ایک دینی، تبلیغی، تعلیمی، تصنیفی، اور روحانی مرکز قائم کیا جا رہا ہے۔
ایسے پروانوں کی ضرورت ہے جو سلطان الہند حضور خواجہ
غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے نام پاک پر نذرانہ منی آرڈر فرمائیں۔
رابطہ اور ترسیل زر کا پتہ:
محمد سلیم اشرف سنبھلی وشرام استھل اناساگر پشکر روڈ اجمیر شریف
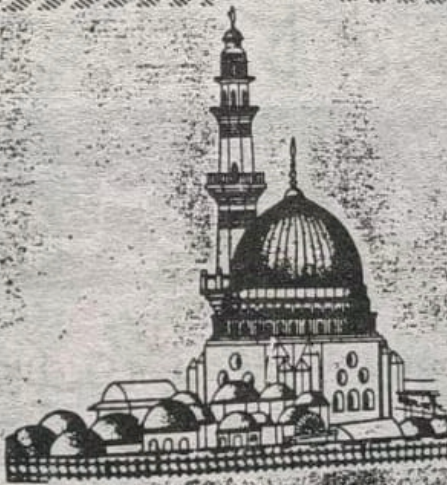
نصر من اللہ و فتح قریب
حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا جشن صد سالہ مبارک
تیرے کرم کا امیدوار
A.S.
Transport Co
الحاج عبدالستار
اے ایس ٹرانسپورٹ کمپنی
لوری اینڈ لیبر کنٹریکٹرس
۲۹ نارتھ رینج کلکتہ ۱۷
LORRYAND LABOUR
CONTRACTORS.
29 NORTH RANSE CALCUTTA
700017
Phone. 29-3960

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان

خاندانِ برکات کی ایک زندہ کرامت

* مولانا محمد سعید جیلانی *

حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ آپکی ولادت آپ کے بڑے بھائی حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خاں قدس سرہٗ کی ولادت کے ۱۸ سال بعد ہوئی مفتی اعظم ہند نے ۱۳ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ کا دن گزار کے رات ۱ بجکر ۴۰ منٹ پر اس جہان فانی سے پردہ فرمایا اور اس طرح علم وفضل، کرامت وہدایت کا یہ آفتاب ۹۲ برس کی عمر میں غروب ہوگیا۔ خداوند قدوس کا فضل واحسان ہے کہ ان کی یاد سے کروڑوں مسلمانوں کے دلوں کی دنیا آباد ہے اور آج بھی ان کے روحانی فیوض وبرکات سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

آپ نے جملہ علوم وفنون اپنے والد محترم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ سے حاصل کئے۔ علم وعمل، زہد وتقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے یہ کوئی شاعرانہ "تعلی" نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس زمانے میں جس نے حضرت مفتی اعظم ہند کی صبح وشام دیکھی ہے وہ یہ کہنے پر مجبور ہے کہ ہم نے ایسا متقی پرہیزگار عالم باعمل نہیں دیکھا۔

خدمتِ خلق

عوام کی ضروریات، مشکلات حل کرنے اور ان کی روحانی تربیت کرنے میں حضرت مفتی اعظم نے اپنی پوری زندگی وقف کر رکھی تھی۔ علامہ ضیاء القادری بدایونی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو یوں خراج عقیدت پیش کیا تھا ؎

امام اہلسنت، صدر ملت مفتی اعظم
عرب سے تا عجم شہرہ ہے جن کی افضلیت کا
وہ ابن حضرتِ احمد رضا خاں مصطفےٰ ذیشاں
امام وصدر ہے اس دور میں جو اہلسنت کا

●●●

جس طرح ظاہری حیات مبارکہ میں آپکی ذات گرامی ایک انجمن تھی ہر وقت میلہ سا لگا رہتا تھا۔ زیر زمین جانے کے بعد بھی فیضان کا سلسلہ جاری ہے اور زائرین کا ہجوم ہے۔

نماز سے والہانہ محبت

راقم الحروف نے سنہ ۱۹۶۰ء میں پہلی بار حضرت کی زیارت کی تھی اس وقت صحت ماشاء اللہ خوب تھی۔ بڑھاپے کے باوجود ملک کے طول وعرض میں پروگراموں میں شرکت فرماتے تھے۔ میں نے اپنی زندگی کے وہ تیس ۳۰ سال جن میں حضور مفتی اعظم علیہ الرحمتہ کی خدمت وزیارت کے شرف سے مستفیض ہوا۔ یہ چیز خاص طور سے نوٹ کی کہ حضرت کو نماز سے والہانہ محبت تھی، نماز چھوٹنے کا تو کبھی سوال ہی نہیں پیدا ہوا۔ عمر شریف کے آخری دور میں مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کہ خانقاہ رضویہ کے سامنے مسجد کے دروازے پر وضو فرما رہے ہیں۔ پیچھے تکیہ رکھا۔ لوگ سہارا دیئے ہوئے پکڑا ہنے

کی آوازیں آرہی ہیں اور جب نماز کی ادائیگی کا وقت آیا تو بغیر کسی سہارے کے کھڑے ہوگئے۔ نہ تو کراہنے کی آواز آرہی ہے نہ کسی کا سہارا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نماز کی ادائیگی میں اپنے رب تعالیٰ کے حضور پوری توجہ اور جذبۂ بندگی کا تصور لئے کھڑے ہیں۔ ایک بار جبل پور عیدگاہ میں پھسل کر گر پڑے۔ ڈاکٹروں نے مکمل آرام کا مشورہ دیا لیکن اس وقت بھی نماز کھڑے ہوکر ہی ادا فرمائی۔

دنیا میں اس وقت آپ کے لاکھوں مریدین ہیں لیکن افسوس کا مقام یہ ہے کہ منظم نہیں ہیں اگر حضرت کے مریدین ہی اپنی ایک انجمن بنالیں اور دین اسلام کی اشاعت کا کوئی پروگرام ترتیب دے لیں تو ایک کارنامہ ظہور میں آسکتا ہے۔

خاندانِ برکات کی کرامتیں

۲۸ دسمبر ۱۹۸۶ء کو کانپور کی ایک تقریب میں جو سیدنا مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے عرس کے سلسلے میں تھی مارہرہ شریف کے بزرگ پیر طریقت حضرت علامہ سید حسن میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین آستانۂ برکاتیہ مارہرہ شریف نے دوران تقریر فرمایا کہ حضرت مفتیٔ اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میری پہلی ملاقات گونڈل (کاٹھیاواڑ) میں ہوئی تھی۔ اس وقت میرے برادر گرامی حضرت علامہ سید آل مصطفےٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے اور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب خلف اکبر سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز بھی موجود تھے اس وقت بھی مفتیٔ اعظم، مفتیٔ اعظم تھے ان کی چال، انداز گفتگو تب بھی وہی تھی جو آپ نے دیکھی ہے تقویٰ و پرہیزگاری کا عالم اس وقت بھی ایسا ہی تھا جو آپ نے دیکھا ہے۔ فرمایا:

میں نے مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کو اس عمر میں دیکھا جب داڑھی میں ایک بال بھی سفید نہ تھا۔ فرمایا: بمبئی میں

مجھ سے لوگوں نے سوال کیا کہ آپ بزرگوں کی کرامت بیان فرمائیے تو میں نے کہا کہ ہمارے خاندان کی دو سب سے بڑی کرامتیں ہیں۔ ایک کا نام ہے امام احمد رضا، دوسری کا نام ہے مفتیٔ اعظم مصطفےٰ رضا۔

آخری آرام گاہ

وہ دیکھئے بریلی شریف پر محلہ سوداگران رضا رضویہ کے نورانی گنبد میں حضرت مفتیٔ اعظم اللہ علیہ اپنے والد گرامی سیدنا اعلیٰ حضرت رضا فاضل بریلوی علیہما الرحمۃ والرضوان کے آرام فرما ہیں۔ روزانہ زائرین کی آمد کا سلسلہ ہے۔ فیضان نوری سے ایک زمانہ مستفیض کہنے کو تو وہ دنیا سے چلے گئے لیکن دیکھنے وا پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ جانیوالا چلا گیا لیکن اس اپنا تعلق اپنے چاہنے والوں سے ختم نہیں کیا محبت و شفقت کے فوارے ابل رہے ہیں۔ قدوس ہمارا یہ آستانہ قیامت تک سلامت رکھ

گذارش

مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ حضور مفتیٔ اعظم ہند کی زندگی سے سبق کریں۔ خداوند عالم کی بارگاہ میں سجدہ کیسے کیا جا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے کیا اسلامی تعلیمات کو کلیجے سے کس طرح لگایا جائے کی بارگاہ میں کس طرح حاضری دی جائے۔ خلق خد کس طرح سے رابطہ رکھا جائے۔ یہ سب حضرت زندگی سے سیکھئے۔ جن لوگوں نے حضرت کی زندگی لمحات دیکھے ہیں ان سے پوچھئے کہ کیسی تھی وہ زندگی پر آج بھی لوگ اپنی متاعِ جاں قربان کرنے کو تیا

حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کو سب بڑا خراج عقیدت یہ ہے کہ ان کی تعلیمات کو اپنا ان کی زندگی کو مشعل راہ بنایا جائے۔ ●●

مال وزر میں برکت کے لیے اس نقش کو لکھ کر مال کے
اندر رکھیے انشاء اللہ تعالیٰ بہت زیادہ فائدہ ہوگا
نقش یہ ہے
خداوند قدوس! اس نقش اور اس کے استعمال کا ثواب میرے والد گرامی
محمد ناصر علی صاحب مرحوم
کو عطا فرما۔ اور اسے ان کی نجات کا ذریعہ بنا نیز ہمارے کاروبار میں ترقی دے
نگاہ کرم کا منتظر
محمد حسین انصاری
۱۶۰/۸ وجے نگر کانپور
فون نمبر:- ۲۲۲۲۴۱
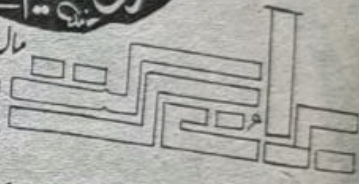
حضور مفتی اعظم کی

ذات بابرکات

ہماری سرمدی سعادتوں کی ضمانت

(جناب عبدالنعیم صاحب عزیزی)

سلطان محمد شاہ کے زمانہ میں افغانستان کے شہر قندھار سے چل کر ہند کی دھرتی پر قدم رکھنے والے اس بڑہیچ پٹھان (سعید اللہ خان - محترم معظم - خان ذیشان علیہ الرحمۃ والرضوان) کی خوش بختی اور اس کی ضیاء بار ہستی پر جس قدر ناز اور جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے کہ اس کی نسل سے پیدا ہونے والے فرزندان ذیشان کے علمی و دینی اور تجدیدی و تحقیقی کارناموں سے نسلیں مہک اٹھیں۔ شریعت و طریقت کی فصلیں لہک اٹھیں، عقیدہ و ایمان کے شبستانوں اور علم و عرفان کے شہرستانوں میں جگمگاہٹیں بھر گئیں اور آج کے دین بیزاری و دنیا داری اور جفا کاری و باطل کی پرستاری کے دور میں علم و تقویٰ کی بزموں اور عشق و وفا کی انجمنوں میں جو رنگ و نور برقرار ہے وہ انھیں غیرتمند بندگان خدا اور وفا شعار عاشقان مصطفےٰ کے علم و قلم کی تب و تاب اور ان کے عشق و اخلاص کی توانائیوں اور برنائیوں کی رہین منت ہے۔

ان فرزندان سعید نے غلبۂ اسلام کی خاطر اپنی عمر عزیز کا لمحہ لمحہ اور اپنے خون جگر کا قطرہ قطرہ نچھاور کر دیا۔ خاندان بڑہیچ کے ہندوستان کے نقش اول خان سعید اللہ خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی عظمت و بلندی اور ان کی سعادت مندی و ارجمندی کو سلام!

● عالیجاہ شجاعت جنگ بہادر خانِ اعظم سعید اللہ خاں سے لیکر حضرت حافظ کاظم علی خاں صاحب تک اس خاندان میں جبیں کے داغِ سجدہ کی ضوباشی کے ساتھ ساتھ شمشیر و سناں بھی چمکتے رہے۔ جاگیریں بڑھتی پھیلتی رہیں۔ سروں کی تسخیر سے لیکر ملک و حکومت فتح ہوتے رہے لیکن حضرت رضا علی خاں علیہ الرحمۃ سے حکمرانوں اور سپاہیوں کے اس خاندان میں علم و قلم کا علم بلند ہوتا ہے اور قلب و جگر سے لیکر فکر و نظر کی مملکتیں مسخر ہونے لگتی ہیں۔ صفحۂ قرطاس پر علم و حکمت اور عشق و محبت کے چمن زار کھلنے لگتے ہیں۔ فضاؤں میں سرشاری و سپردگی اور راز و نیاز کے سرمدی نغمے گونجنے لگتے ہیں۔ بریلی پر بغداد و نجف اشرف اور مکہ و طیبہ سے اٹھنے والی گھٹائیں جھوم جھوم کر برسنے لگتی ہیں اور اسی خاندان میں ۱۴ ویں صدی کا وہ عظیم مجدد پیدا ہوتا ہے کہ جس کے خون جگر کی سرخی سے ویرانوں میں دین کے گلشن لہلہا اٹھتے ہیں۔

بریلی کا اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم ہند، ریحان ملت علیہم الرحمۃ کے مزارات اقدس کا اندرونی منظر

آج باطل عقیدہ و فکر اور تہذیب و تعلیم کے گھروں میں جو ماتم بپا ہے وہ اسی شیر یزداں کی للکار اور اس کے نیزۂ قلم کی مار کا نتیجہ ہے۔ بلاشبہ اس عاشق مصطفٰے کے نوک قلم سے نکلی ہوئی روشنائی کا ایک ایک قطرہ عقیدہ و فکر کی جنتوں میں کوثر و تسنیم بنکر بہہ رہا ہے۔

یہ علم و قلم کا تاجدار اور شہر عشق و وفا کا شہریار ہے۔ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی جسے زمانہ اعلیحضرت کے لقب و خطاب سے جانتا اور مانتا ہے۔ اور جس کی بدولت بریلی کو مرکزیت اور شرافت کا شرف حاصل ہوا اور آج دنیا والے بریلی کو بریلی شریف کہتے ہیں۔

امام احمد رضا کے بعد ان کے شہزادۂ اکبر جمال الاولیا حجۃ الاسلام حضرت حامد رضا علیہ الرحمہ والرضوان نے اپنے والد گرامی کے مشن و مسلک کو فروغ دیا اور بریلی کی مرکزیت و شرافت کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اسے چار چاند لگا دیا۔

حضرت حجۃ الاسلام کے بعد بریلی کے افق سے پھر ایک سورج طلوع ہوتا ہے اور اس کی نوری شعاعوں سے ہر طرف تابانی و توانائی بکھر جاتی ہے۔ یہ سورج علم و فضیلت و معرفت کا آفتاب ہے۔ لخت جگر امام احمد رضا برادر اصغر حضور حجۃ الاسلام اور مرید نوری و خلیفۂ نوری کہ یہ انھیں حضرت نوری شہزادۂ غوث اعظم سیدنا ابو الحسین احمد نوری مارہروی رضی اللہ عنہ کی بشارت، ان کی نوید اور ان کی دعا ہے۔ حضرت نوری نے اس بچہ کو چھ ماہ کی عمر میں بیعت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے لئے ابو البرکات محی الدین جیلانی نام تجویز فرمایا اور اس نوری کو ایسا نوری بنا دیا کہ نوری تخلص کے ساتھ ساتھ ہر طرف اس کا نام چمکنے لگا۔ اس کا کام چمکنے لگا اور تیرہ نصیبوں اور تاریک دلوں کو اس سے ضیا و جلا ملنے لگی۔

یہ ذات والا مرتبت ہے ابو البر
جیلانی آل الرحمٰن محمد مصطفٰے رضا خاں علیہ
والرضوان کی۔ جنھیں آج زمانہ مفتی اعظم کے
خطاب سے جانتا ہے

● حضور مفتی اعظم کی کم سنی ہی میں ان
گرامی اعلیحضرت نے ان کی ولایت و بزرگی کا
فرما دیا تھا۔

● یہ مفتی اعظم اپنے والد گرامی کی حیات
چھوٹے میاں اور ننھے میاں کہلاتے تھے۔
کے دور تک چھوٹے مولوی اور چھوٹے مولانا
تھے لیکن اللہ نے ان کی مقدر میں بڑائی لکھ د
اور ایسی بڑائی کہ جسے ہاتھ لگا دیں وہ خود بڑا
لہٰذا یہ بریلی میں بڑے مولانا اور بڑے
صاحب کہلائے جانے لگے اور ساری دنیا
عالم اسلام میں مفتی اعظم۔

● ۱۳ برس کی عمر سے فتویٰ نویسی شر
اور ۵۲ سال کی عمر تک گھر ہی پر رہ کر فتویٰ
اور درس و تدریس کی خدمت میں لگے رہے
و جوار میں تبلیغ اور رشد و ہدایت کا کارنامہ
دیتے رہے۔ پھر ۵۲ سال کی عمر سے قدم
ہیں تو رو کے نہیں رکے۔ برق گرتی رہی، طو
مچلتے رہے لیکن قدم مفتی اعظم نہ رکے بڑے
بڑھتے ہی رہے۔ کشمیر سے کنیا کماری تک
ہمالہ کی ترائیوں سے کنچن جنگا کی پہاڑیوں
جھوم جھوم کر برسے۔ ارض عقیدہ و ایمان
کرتے رہے۔ فکر و نظر کے گلاب کھلاتے ر
کیوں نہ ہو کہ یہ کنواں نہیں تھے کہ پیاسے آ
کے پاس اپنی پیاس بجھاتے۔ یہ گھٹا تھے،
کے سحاب تھے۔ ہر سو برستے رہے لوگ نہال
ہوتے رہے اور مالا مال ہوتے رہے۔

● مفتی اعظم کی بڑائی یہ ہے کہ جنھوں نے

…ے ہاتھوں میں ہاتھ دیا ان کے قلب ونظر کی دنیا
…سنور گئی اور آج لوگ ان پر ہی نہیں ان کے مریدوں
…فخر کرتے ہیں۔ یو چھنے والے پوچھتے ہیں اے لوگو!
…یا تم نے مفتی اعظم کا دیدار کیا ہے؟ ہاں ہاں!!
…نے مفتی اعظم کا دیدار کیا ہے۔ سچ! تولاؤ ہم تمہاری
…نکھوں کو چوم لیں۔ کیا تم چل کر مفتی اعظم کے در اقدس
…گئے ہو؟ ہاں! تولاؤ ہم تمہارے چرن چوم لیں۔
…ے لوگو! کیا تم نے مفتی اعظم کے ہاتھوں میں ہاتھ
…ہے تولاؤ ہم تمہارے ہاتھوں کو بوسہ دے
…ں اور اپنے سینوں پر ان ہاتھوں کو رکھ کر عرفان
…یقان کے چراغ روشن کرلیں۔

● یہ مفتی اعظم ہی کا فیض ہے کہ آج بریلی،
…اد مفند بنا ہوا ہے۔ ہر سال لاکھوں زائرین
…تے ہیں اور گھڑی بنا کر چلے جاتے ہیں۔

● لوگ دریاؤں کا سنگم دیکھنے کے لیے پریاگ
…آباد جاتے ہیں لیکن جنھیں علم وعرفان اور
…یت وطریقت کا سنگم دیکھنا ہوتا ہے۔ وہ
…شریف حاضر ہوتے ہیں۔

آسمان ۔ ھند کے ہر گوشے میں دکھائی
…ے لیکن دھرتی پر رہ کر آسمان کی بلندی حاصل
…ے صحیح معنی میں آسمان کا نظارہ کرنیوالے بریلی
…یں۔

یہاں چاند بھی ہے اور سورج ستارہ بھی
علم وفضل کا چاند، زہد وعمل کا چاند، معرفت
وروحانیت کا آفتاب، ولایت وکرامت کا آفتاب
راہ حق پر چلانے اور منزل تک پہونچانیوالا ستارہ،
راستہ دکھانیوالا، کشتی حیات وایمان کو پار لگانے
والا قطب تارہ، گرتے ہوؤں کا سہارا......
مفتی اعظم... ظاہر ہے کتنے بڑے عالم،
فقیہ ومحدث اور مفسر رہے ہوں گے۔ ایسے کہ
سب سے بڑے مفتی تھے عالم اسلام کے۔ لیکن
مفتی علوم نقلیہ کے ساتھ ساتھ علوم عقلیہ کا بھی ماہر
ہوتا ہے حضرت مفتی اعظم کی علوم عقلیہ میں مہارت
دیکھنا ہوتو الکلمۃ الملہمہ کے مقدمہ میں خود اعلیٰ حضرت
کا ان کے بارے میں اعتراف دیکھ لو۔ لکھتے ہیں کہ!

"ولد اعز ابو البرکات محی الدین جیلانی
آل الرحمٰن معروف بہ مولوی مصطفےٰ
رضا خان سلمہ الملک المنان والبقا
والی معالی کمالات الدین والدنیا
رتقاہ کی رائے ہوئی کہ ان مقامات
کو ردِّ فلسفہ قدیمہ میں مستقل کتاب
کیا جائے اگرچہ دم الاخوین
یکجا نہ ہو۔ ایک کتاب ردِّ فلسفہ

جدیدہ میں رہے اور دوسری رد فلسفہ قدیمہ میں اور مقاصد فوز مبین میں اجنبی سے فصل طویل نہ ہو۔ یہ رائے فقیر کو پسند آئی "۔ [1]

کسی بھی علمی مسئلہ میں اعلیٰ حضرت کو مشورہ دینا اور اعلیٰحضرت کا مشورہ قبول کر لینا یہ بہت بڑی بات ہے۔ علاوہ اس کے مفتی اعظم کا ایک اور فلسفیانہ نکتہ ملاحظہ ہو۔

حضور شمس العلماء علامہ قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ اور صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی نور اللہ مرقدہ سے چاند سورج کی گردش کے سلسلہ میں بحث کے دوران جب میرٹھی صاحب قبلہ نے یہ سوال اٹھایا کہ قرآن مجید میں ہے۔

" والشمس تجری لمستقر لها "

یہاں لمستقر لہا سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ ٹھہرا ہوا ہے اور تجری سے معلوم ہوتا ہے کہ چل رہا ہے تو ایک ہی وقت میں دونوں باتیں کیسے ممکن ہیں۔ اس پر مفتی اعظم نے برجستہ جواب دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو حکم دیا گیا تھا۔ " ولکم فی الارض مستقر " تو کیا وہ زمین کے ایک ہی حصہ پر ٹھہرے رہتے تھے چلتے نہیں تھے۔ پھر فرمایا اپنے مستقر میں رہنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی جائے رفتار سے، اپنی منزل سے باہر نہیں ہوتا چلتا ہے مگر اپنے دائرۂ حرکت میں

مفتی اعظم نے شرح مأۃ عامل کے ایک مقولہ " الناس فی الشقا خیر من اللّٰہ ورسولہٗ " پر اٹھنے والے اشکال کا بھی آسانی سے حل بتا دیا۔

● مقولہ کا ترجمہ ہوتا ہے " جاڑے میں آگ اللہ اور رسول سے بہتر ہے "۔ یہ معنی کفری ہے۔ دوسرا معنی نکلتا ہے اللہ و رسول کی قسم جاڑے میں آگ بہتر ہے۔ یہاں قسم رسول جائز نہیں۔ لوگ الجھے تھے مگر مفتی اعظم نے فرمایا۔ مقولہ کا مطلب ہوا " آگ اللہ اور رسول کی جانب سے جاڑے میں بہتر ہے "۔

حضرت نے مِن سے مراد لیا ہے ... بولتے ہیں منجانب فلاں یعنی فلاں کی طرف ... حضرت نے ثابت کر دیا کہ مِن ابتدائیہ ...

● مفتی اعظم کا ہر فتویٰ اپنی جگہ پر لاجواب ... چاند دیکھنے کے سلسلہ میں آپ نے جو فتویٰ دیا ... علما، و جنرل ایوب خاں وغیرہ کو جہاز سے ... دیکھنے کے سلسلہ میں جو رجوع کرنا پڑا وہ ایک ... اور تاریخی فتویٰ ہے۔ اور جسے فقیر راقم الحروف ... عزیزی نے سب سے پہلے مفتی اعظم پر لکھی ... کتاب مفتی اعظم ہند میں تحریر کیا [2] ...

● یوں تو مفتی اعظم نے ۱۳ برس کی عمر سے ... کی عمر تک تقریباً ۷۰ برس تک فتویٰ نویسی کی ... ہے اگر سارے فتاوے جمع کر لئے جائیں تو ... صفحات جگمگا اٹھیں۔ حضرت کا صرف یہی ایک ... سے بڑا کارنامہ ہے لیکن جو عظیم ہوتا ہے اس ... عظیم ہوتا ہے۔ مفتی اعظم کی ہر دینی خدمت ... لکھنا اور دکھیوں کے دکھ کو ہرن کرنا، ان کا ... مرید کے عقیدہ و ایمان کے تحفظ کے ساتھ سا... کے قلب و نظر اور گھر بار بلکہ پوری عمر کو روشن ... کارنامہ ہے۔ ایک عظیم کارنامہ۔

● مفتی اعظم صرف مفتی اعظم ہی نہیں متقی ... تھے۔ ان کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، ان کی گ... کی خموشی سب کچھ سنت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء ... آئینہ دار ہے۔

مفتی اعظم نے اندرائی دور میں نسبندی ... فتویٰ دیکر ثابت کر دیا کہ اللہ کے شیروں کو ... نہیں آتی۔ مرد مومن کی شان ہی حق گوئی اور ...

[1] الکلمۃ الملہمہ ص... از اعلیٰحضرت

حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جشن صد سالہ مبارک
ہر فرض نماز کے فوراً بعد بغیر کلام کے آیۃ الکرسی پڑھ کر یہ آیتہ کریمہ ایک بار پڑھے
وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا پھر ایک بار سورۂ فاتحہ ۳ بار
سورۂ اخلاص ۳ بار درود شریف پڑھ کر آسمان کی طرف دم کرے۔
حق تعالیٰ اس کے عامل کی روح بغیر توسط ملک الموت قبض فرمائے اور اسی وقت داخل جنت فرمائیگا۔ اور
زندگی میں روزی اس کی فراخ ہوگی۔ سکرات موت میں آسانی اور قبر میں کشادگی و راحت ہوگی۔ ایمان پر
خاتمہ ہوگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)
الٰہ العالمین!
قرآن کریم کی اس آیت مقدسہ کے صدقے میں ہماری اولاد میں برکت
عطا فرما اور انکو ہمیشہ صراط مستقیم پر قائم رکھ کر خیر و خوبی اور صحت و
سلامتی کی دولت سے مالامال فرما۔ آمین۔
گڈ لک موٹر ٹریننگ اسکول
جے جے روڈ
بمبئی ۸
H.O. J.J. : 86 93 84
86 36 06
Charni Road : 388 80 28
388 71 69
Dadar : 412 93 66
Good Luck
MOTOR TRAINING SCHOOL
(Govt. Recognised)
H.O. : 434, Sir J.J. Road,
Opp. J.J. Hospital, Gate No. 11,
Bombay-400 008.
Dadar Branch :
809, Dr. Ambedkar Road
Dadar T.T., Bombay-400 014.
Charni Road Branch : "ROSHNI" 27, Queens Road,
Opp. Charni Road Railway Station, Bombay-400 004.
GARAGE : Mahim Reti Bunder, Bombay-400 016.
ماہنامہ اعلیٰ حضرت کانپور (۸۴) مفتیٔ اعظم نمبر

گزر گئیں مری جاں پہ قیامتیں کیا کیا؟

طیش صدیقی

خبر نہیں تمہیں، اے دوستانِ کہنہ دنو!
گزر گئیں مری جاں پر قیامتیں کیا کیا؟
لہو لہو ہے بدن۔ زخم، زخم پیراہن
مجھے غموں نے کچھ اس طرح سنگسار کیا

پرانے سال سنہ ۱۴۱۱ھ کو الوداع اور نئے سال سنہ ۱۴۱۲ھ کو مرحبا کہنے کی تیاری کر رہا تھا کہ اچانک ساڑھے چھیالیس سال تک انتہائی کامیاب اور ہر طرح اطمینان بخش رفاقت کے بعد ۳۰ر ذی الحجہ سنہ ۱۴۱۱ھ کو رفیقۂ حیات نے ساتھ چھوڑ دیا اور اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

معلوم نہیں ایسے ابتلاء کے موقع پر دوسروں کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ مگر یہاں تو دل و دماغ کی چولیں ہل گئیں، زندگی میں ایسا خلاء پیدا ہو گیا کہ ؎

اللہ رے سناٹا آواز نہیں آتی

سب سے زیادہ اثر اُس قلم پر پڑا جس کی زبان گزشتہ نصف صدی سے کبھی خشک نہیں ہوئی تھی، بالکل خاموش ہو گئی۔ حد یہ ہے کہ ان کی وفات حسرت آیات کی اطلاع کے لئے احباب و مخلصین کے لئے دو سطروں کا خط بھی نہیں لکھ سکا۔ یہ ذمہ داری بڑے صاحبزادے میاں احمد جاوید صدیقی (چیف ایڈیٹر ماہنامہ الیاس ڈائجسٹ کانپور) اور دوسرے بچوں نے پوری کی۔

مولائے قادر و قیوم، اسکے حبیب رؤف و رحیم اور انکے پیاروں (مرشدانِ گرامی، اساتذۂ کرام اور والدین کریمین) کی رحمتوں، دعاؤں اور فیضانِ تربیت نے یاوری اور کرم فرمائی نہ کی ہوتی تو اس غم کو جھیلنا دشوار ہو جاتا۔ بقولِ

جگر ؎
محبت میں اک ایسا وقت بھی دل پر گزرتا ہے
کہ آنسو خشک ہو جاتے ہیں طغیانی نہیں جاتی!

"مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ" صبر و برداشت کے سوا چارۂ کار ہی کیا ہے۔ وقت خود بڑے سے بڑے زخم کا مرہم ہوتا ہے۔ بفضلہ تعالےٰ اس بارِ گراں کو اٹھانے کی طاقت پیدا کر رہا تھا کہ اچانک —— بالکل اچانک —— وہم و گمان سے کوسوں دور —— اس سے زیادہ سنگین —— اس سے بھی زیادہ جانکاہ اور —— اس سے بھی زیادہ نڈھال کر دینے والا —— حادثہ پیش آ گیا

پہلے المیہ پر تو میر کی زبان میں یہ کہہ کر چپ ہو رہا تھا کہ ؎

مصائب اور تھے پر دل کا جانا
عجب اک سانحہ سا ہو گیا ہے

مگر ع مصیبت در مصیبت، زخم در زخم

ماہ ربیع النور شریف کے نورانی ہلال کی رویت ہوئی گھر بھر نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی کیونکہ ہمارے ایمان و عقیدہ کے مطابق ہماری اصل اور سب سے زیادہ مسرت و شادمانی سے ہمکنار کرنے والی عید —— عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتی ہے۔

رات ہوئی سب بچے، ہنسی، خوشی اپنے اپنے بستروں پر گئے اور نیند کی آغوش میں چلے گئے کوئی ایک بجے اچانک بجلی چلی گئی۔ میاں احمد جاوید صدیقی کی اہلیہ روشن آرا بیگم نے اٹھ کر مٹی کے تیل کا چراغ روشن کرنے کی کوشش کی۔ چراغ میں تیل ڈال رہی تھیں کہ اندھیرے میں بہت سا تیل میاں احمد جاوید صدیقی کے بستر پر گر گیا۔ جس پر ان کے ساتھ ان کی پونے دو سال کی بچی بشریٰ بی بی بھی سو رہی

تھی۔ بہو کو تیل گرنے کی خبر نہ ہوئی انھوں نے جاوید میاں سے دیا سلائی جلانے کے لئے کہا انھوں نے دیا سلائی جلائی ہی تھی کہ ان کے بستر اور کپڑوں میں آگ لگ گئی۔ ان کو۔ اور بچی کو بچانے کی کوشش میں بہو بھی۔ تینوں بری طرح جل کر معالجہ کے لئے فوراً اسپتال پہونچائے گئے بہترین علاج کی کوشش کی گئی مگر.....

ع وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

بچی نے ایک گھنٹہ کے بعد ہی دم توڑ دیا۔ جاوید میاں بھی ۲ ربیع النور جمعہ مبارک کو بوقت نماز فجر اللہ کو پیارے ہو گئے اور بہو نے ایک ہفتہ کے بعد داغ مفارقت دیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کے قرآنی الفاظ تو ہر درد و غم اور کرب و الم کے موقع پر زبان پر آجاتے ہیں، اس موقع پر بھی آئے ــــ اور ــــ خوب آئے یقین کیجے کہ مصطفےٰ جان رحمت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ اور ان کے پیاروں نے جیسا فرمایا ہے اور بالکل درست فرمایا ہے کہ یہ کلمات طیبات ہر زہر غم کے لئے تریاق کا اثر رکھتے ہیں اور ہر درد کو کافور کردیتے ہیں، بحمدہ تعالیٰ تجربہ کی کسوٹی پر ہمیشہ ان کو کھرا پایا۔

کسی اور کا معاملہ ہوتا تو ان المناک، زہرہ گداز اور قلب و روح کو گھلا دینے والے سانحات و حادثات پر صفحے کے صفحے سیاہ کرڈالتا اور اس شعر کی تفصیل و تشریح پیش کرتا۔

ع وہ چراغِ کشتہ بھی کس قدر ستم گر تھا
دے گیا مرے گھر کو داغ جو اندھیروں کا

مگر ــــ خدائے بزرگ و برتر کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے اپنے پیارے رسول کے صدقے و طفیل میں ان حادثات کو خوش اسلوبی سے جھیلنے کی توفیق عطا فرمائی اور ــــ پیر و مرشد حضور سیدی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہِ بیکس پناہ میں عقیدت و احترام کے اس نذرانہ میں حصہ لینے کے شرف و سعادت سے نوازا۔ قارئین الرضا سے مرحومین کی مغفرت کیلئے دعا فرمائیں۔ میں ان تمام سینکڑوں اعزا۔ احباب اور مخلصین کا ممنون کرم ہوں جنھوں نے ملک و بیرون ملک سے تعزیتی تاروں اور خطوط وغیرہ کے ذریعے میرے اس غم میں شرکت کی اور جن سے مجھے صبر و برداشت کرنے کی قوت حاصل ہوئی

حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا جشن صد سالہ مبارک
عرض گزار
بمبئی ایمپوریم
(فینسی کپڑوں کا واحد مرکز)
اشرفی منزل ۲۲ گوری پاڑہ مقابل رئیس ہائی اسکول تھانہ روڈ بھیونڈی
سلیکشن کارنر
(امی ٹیشن جوئلری، سوٹنگ شرٹنگ ساڑیاں اور ڈریس کا سامان)
ایم سی بلڈنگ شاپ نمبر ۱ مقابل یونین بینک مابکھو فاٹی روڈ ایسٹ ضلع تھانہ
حفیظ اینڈ کمپنی نمبر ۱۱ ناخدا اسٹریٹ بمبئی نمبر ۳

اھلاً وسہلاً مرحبا
خواجہ غریب نواز سلطان الہند
کی بارگاہ بیکس پناہ میں
عقیدت مندانہ حاضری دینے
والے لاکھوں زائرین کا
گرم جوش اور پرتپاک خیر مقدم
خواجہ کے مہمانوں کے قیام وطعام
اور آرام وآسائش کا معقول انتظام
ہوٹل خواجہ محل
خواجہ محل اسٹریٹ لنگر خانہ گلی اجمیر شریف
فون ۲۴۸۲۵

مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

آفتابِ ولایت

(حضرت مولانا بدر القادری ھالینڈ)

زندگی کے گزرے ہوئے ماہ و سال کا کارواں جب تصورات کی راہوں پر جادہ پیما ہوتا ہے تو ان میں کچھ ایسے لمحات جگمگاتے ستاروں کے مانند ملتے ہیں جن کی تابانی و لمعانی پوری کائنات زیست پر، پرتو فگن محسوس ہوتی ہے ؎

سب کو بھولا ان کا ملنا اور بچھڑنا یاد ہے
داستانِ زیست لمحوں میں سمٹ کر رہ گئی

دیدارِ اولین

وہ بھی ایسا ہی ایک دن تھا۔ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے طلبہ مئو جانے کی تیاریوں میں تھے۔ فرصت کا دن تھا۔ گرمیوں کا زمانہ، میں نے اپنے ہم وطن طلبہ سے اس ہماہمی کا سبب دریافت کیا۔ معلوم ہوا مئو میں کسی حاجی صاحب کی دعوت پر شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدار علم و فضل، مفتی اعظم ھند تشریف لائے ہوئے ہیں۔ جن کی پیشانی کی سلوٹوں پر معرفت کا نور چمکتا ہے۔ تقویٰ و طہارت جن کے بدن کا لباس اور احقاق حق و ابطال باطل جن کے عمامہ کا طرہ ہے۔ وہ درحقیقت اسلامیانِ ھند کے لئے قابل فخر ہستی ہیں۔ مادرزاد ولی اللہ، خاندانی عالم ظاہر و باطن ہیں۔ عرب و عجم میں ان کے والد گرامی مجدد مأۃ حاضرہ کے علمی فضل و کمال اور انقلاب آفریں مذہبی کارناموں کا ڈنکا بج رہا ہے۔ مفتی اعظم نائب امام احمد رضا ہیں۔ ان کے چہرے کی لمحہ بھر زیارت مدت العمر کی بے ریا عبادت سے بدرجہا بہتر ہے۔ آؤ تم بھی چلو ان کی زیارت کرلو۔ ایمان میں جلاء، روح میں بالیدگی اور احساس و شعور میں علم کا ذوق نکھر پڑے گا۔ بزرگوں کی نگاہِ کرم سے کیا کچھ نہیں ملتا۔

میں نے اپنے نگران بزرگ بھائی مولانا حکیم حسام الدین صاحب گھوسوی سے اجازت لی پھر دارالعلوم کے انچارج حضرت مولانا علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت طلب کی اور برادر کریم مولانا محمد قاسم قادری مولانا عبد المجید نوری وغیرہ کے ہمراہ مئو کے لئے چل پڑا۔ کم عمر اور ناتجربہ کار تھا۔ آقائے نعمت حضور حافظ ملت کے زیر سایہ رہتا ضرور تھا مگر اہل اللہ کی بارگاہ کے آداب میں کیا جانوں؟ ان دنوں ہدایۃ النحو وغیرہ پڑھتا تھا۔ ہم جماعت طلبہ بھی سبھی مجھ سے بڑے تھے حافظ محمد امین جلالپوری مرحوم حافظ مونگیری وغیرہ جماعت کے ذہین اور محنتی طلبہ تھے۔ میرے ہم ذوق کھلنڈرے طلبہ میں مولوی محمد اسرائیل دیوریاوی میرے اچھے دوست تھے۔ جو نئی نئی طرزیں لا لاکر مجھ سے نظمیں لکھنے کی فرمائش کرتے تھے اور میں شعر و ادب کی فضاؤں میں محو پرواز رہتا تھا۔

اشرفیہ میری قلبی اور روحانی بالیدگی کا گہوارہ

ہے اور آج بھی یورپ کی دنیا میں دس سال کا زمانہ گزار لینے کے باوجود میں خواب کی دنیا میں پہونچ کر کبھی وطن مالوف گھوسی کی گلیوں اور کبھی اشرفیہ کی قدیم درسگاہ کے اردگرد طواف کرتا رہتا ہوں۔ اشرفیہ کے ذکر میں خواہ مخواہ بھی جذبات میری مختصر داستان کو طولانی بنا دیتے ہیں۔ نہ جانے کیوں؟ پھر بھی اس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی ؎

بیان درد محبت جو ہو تو کیوں کر ہو
زباں نہ دل کے لئے ہے نہ دل زباں کیلئے (ذوق)

ہم بھی احباب شوق کے پروں سے اڑ کر مئو جا پہونچے۔ خوب اچھی طرح یاد ہے کہ مئو ریلوے کراسنگ روڈ کے پاس شارح بخاری فقیہہ عصر نائب مفتی اعظم علامہ محمد شریف الحق امجدی دامت برکاتہم سے شرف ملاقات ملا۔ طلبہ کے سلام پیش کرنے پر حضرت کی رکشا کی سب نے دست بوسی کی۔ اور گھوسی کا باشندہ ہونے کے باوجود پہلی بار مجھے نائب مفتی اعظم کی زیارت ہوئی اور حسن اتفاق کیا کہنا کہ مفتی اعظم کی سرکار میں باریابی سے پہلے ان کے نائب سے ملاقات ہوئی۔ سرکار مفتی اعظم کے میزبان حاجی صاحب کے دولتکدہ پر علماء کی بھیڑ لگی ہوئی تھی اس بھیڑ میں میری نگاہوں نے پہلی بار اپنے مرشد طریقت کی زیارت سے شادمانی پائی۔ آقائے نعمت حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے بعد یہ دوسری ایسی شخصیت تھی جو نگاہوں کی راہ سے میرے دل کے نہاں خانے میں اترتی چلی گئی۔ سنہری پیکر، گندمی رنگ، روشن و تابناک چہرہ، دمکتی پیشانی، جھکی جھکی نگاہیں، موتی لٹاتے ہونٹ، روئی کے گالوں سے نرم نرم ہاتھ مصافحہ کو مل جائے تو آنکھوں سے مل کر، دل سے لگا کر بھی جی نہ بھرے ؎

بعض اوقات کسی اور کے ملنے سے عدم
اپنی ہستی سے ملاقات بھی ہو جاتی ہے

بچپن کا شعور ہی کتنا، دست بوسی کی، آنکھیں پھاڑے جب تک موقع ملا انھیں دیکھتا رہا۔ ملکوتی صفات سے مزین ایک ذات کے گرد، منقول و معقول کے ماہرین درسگاہ فقہ و حدیث کے مسند نشین خانقاہ و زوایا کے خرقہ پوش کیسے پروانہ وار نچھاور ہو رہے ہیں۔ میں اس وقت کچھ زیادہ تو سمجھ سکا مگر حیرت و استعجاب نے یہ احساس ضرور دیا کہ اپنے فن کے ان عظیم فنکاروں، علمائے اعلام اور مشائخ کرام کا شہزادہ امام احمد رضا کے روبرو اس طرح براہ آنکھیں بچھانا اور عقیدت و احترام میں بے خود ہونا بلا وجہ تو نہیں ہو سکتا ؎

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

یہ تھی سرکار مفتی اعظم کے روئے تاباں کی پہلی زیارت جو مجھے نصیب ہوئی۔ میری عمر اس وقت ۱۲-۱۳ سال سے زیادہ نہیں تھی۔ اس کے بعد برادر مکرم مولانا رضوان احمد شہید سے جو مفتی اعظم کے مرید تھے۔ نسبت رضوی و نوری کا نقش ذہن پر ثبت ہوتا رہا۔ اور متعدد جلسوں اور کانفرنسوں کے مواقع پر اس آفتاب ولایت کی لمعانیوں سے استفادے کا موقع ملتا رہا۔ تا آنکہ اگست ۱۹۷۸ء میں ہالینڈ کا سفر درپیش ہوا۔ وہ سفر جس نے مجھے میرے ماحول، میری دنیا، میری جولانگاہ، میرے وطن اور میرے احساسات اور شعور کی رگوں میں نغمہ تحریک بن کر گونجنے والی فضاؤں سے محروم کر دیا۔

؎ بچھڑ گئے ہیں کہاں ہم سفر خدا جانے
نقوش پا بھی نہیں گرد کارواں بھی نہیں

شرف بیعت

ہالینڈ میں کم و بیش دس ماہ پہلا قیام کرنے کے بعد وطن واپسی ہوئی تو آستانہ عالیہ رضویہ پر روح کی کشش لے گئی۔ میرے ساتھ ہالینڈ کے ایک معمر شخص اسحاق خدابخش

منقبت

[illegible]

گلستانِ طریقت کی بہاروں کی فضا تم ہو
شریعت کے چمن کی خوشبوؤں کی بھی ہوا تم ہو

رضائے مصطفےٰ اور نام کے بھی مصطفےٰ تم ہو
جمالِ حضرتِ احمد رضا کا آئینہ تم ہو

رسولِ پاک کے کردار کے جلوہ نما تم ہو
ابو بکر و عمر عثمان و حیدر کی وفا تم ہو

فدائے کبریا تم ہو فدائے انبیاء تم ہو
اماموں کی امانت ہو صحابہ کی رضا تم ہو

غریب و بیکس و مظلوم کے دل کی صدا تم ہو
ہر اِک قلبِ حزیں کی آرزو کا آسرا تم ہو

تمہارے آستاں کی خاک سے پائی شفا ہم نے
مریضِ دردِ ایماں کی حقیقت میں دوا تم ہو

خدا سے اور نبی سے ملنے کا رستہ دکھایا ہے
شعورِ زندگی تم ہو بہارِ ارتقا تم ہو

تمہیں نے تو بچایا ہے تمہیں نے تو نکالا ہے
کہ بحرِ کفر میں ڈوبے ہوؤں کے ناخدا تم ہو

تمہیں دنیا فقط مفتیٔ اعظم ہی سمجھتی ہے
ہماری تو نگاہوں میں صفاتِ اولیاء تم ہو

تمہاری جنبشِ لب سے تو در کھلتے ہیں رحمت کے
غریب بے نوا کیواسطے دستِ دعا تم ہو

تمہارے در پہ رحمت کی گھٹائیں برسا کرتی ہیں
شریعت کے فلک کے واقعی ابرِ سخا تم ہو

تمہاری شان و عظمت کو سمجھ سکتا نہیں کوئی
مگر میں اتنا کہتا ہوں خدا ہی جانے کیا تم ہو

تمامی اہلسنت کو ملا ہے فیضِ ایمانی
خدا شاہد زمانے کے امام و مقتدا تم ہو

اسی پر ختم کرتا ہے قمر اب منقبت اپنی
یہاں کا آسرا تم ہو وہاں کا آسرا تم ہو

اور برادر کریم ڈاکٹر محمد قاسم قادری مورانوی بھی تھے۔ سرکار مفتی اعظم نے کرم فرمایا اور اپنے آنگن میں بلا کر شرف زیارت و بیعت سے نوازا اور میری خواہش اور طلب کے بغیر شہزادہ گرامی حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری قبلہ سے خلافت نامہ منگوا کر پُر کرایا اور دستخط سے مزین کر کے عنایت کیا۔ میں اس الطاف خسروانہ پر شرمندہ بھی تھا اور حیران بھی۔ ایک لاابالی، کھلنڈرا، غیر متوازن انسان، اعمال، اوراد اور معمولات تو الگ جس کے فرائض و واجبات بھی اگر رحمٰن و رحیم رب قبول فرمالے تو قابل قبول ہیں۔ ورنہ ؏

من آنم کہ من دانم

پھر بھی بزرگوں کا یہ فرمودہ میری تسکین کا ذریعہ بنا۔ ؎

داد حق را قابلیت شرط نیست
بلکہ شرط قابلیت داد اوست

خلافت نامہ کے ساتھ خاص اندرون خانہ سے منگا کر اپنا استعمال کردہ ہلکے ہرے رنگ کا ایک رومال عطا فرمایا۔ رومال مبارک برادر مکرم مولانا ڈاکٹر محمد قاسم قادری، الحاج محمد اسحاق خدا بخش اور مجھے مشترک عطا ہوا تھا مگر کرم فرما دونوں رفیقوں نے اپنے حق سے دستبردار ہو کر مجھے ہی بخش دیا جو آج بھی میری گرانقدر متاع ہے اور لباس عالم آخرت کا جز بنانے کے لئے بحفاظت رکھا ہوا ہے۔ فقیر

قادری کو اس نعمت گراں بہا کا حصول سرکار مفتی اعظم کی غلامی میں داخلہ اور حصول خلافت ۲۳ رجمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ جون ۱۹۷۹ء کو ہوا ۔ ما تمکن ذہب

الوھاب جل نعمہ و کرمہ و نفسہ العظیم

دس سالہ قیام ہالینڈ کے دوران آفات و مصائب کے متعدد طوفان سامنے آئے ۔ مگر الحمد للہ میرے آقایان نعمت کا بے پایاں کرم ہے کہ ہر حال میں میری پشت پناہی فرماتے رہے اور ان حضرات کی پشت پناہی میرے لئے عزم و ثبات قدمی ، بلند حوصلگی اور بالآخر کامیابی کا ذریعہ بنتی ہے ۔

اندھیری رات میں گر ان کی یاد ساتھ نہ دے
کہاں اٹھیں قدم اور کہاں ملے منزل

ہالینڈ اور بلجیم کے اندر سلسلۂ عالیہ رضویہ کی اشاعت ہو رہی ہے ۔ کئی خانوادوں کو بریلی شریف بھیج کر داخل سلسلہ کرایا گیا ہے ۔ بعض لوگوں نے حرمین طیبین کی سرزمین پر جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں قادری دامت برکاتہم کے دامن سے وابستگی حاصل کی ہے اور ایک بار کے سفر ہالینڈ کے دوران جانشین مفتی اعظم نے "قادریت و رضویت" کے انوار سے اس خطۂ تاریک کو خود رونق بخشی ہے ۔

رہے یہ جاری قیامت تک ان کا فیض عام
جہاں میں پھولے پھلے باغ رضوی و نوری

آخری دیدار

امسٹرڈم میں (ICN) اسلامک سنٹر نیدر لینڈ کی علمی تگ و دو نقطہ عروج پر تھی اور وطن ھند میں بھی کئی ضروری کام میرے سفر کا مطالبہ کر رہے تھے ۔ اسی دوران میرے مرشد طریقت کی کشش نے یہاں کے کاموں سے دل اچاٹ کر دیا اور یک بیک وطن کا رخت سفر میں نے باندھا ۔ پہلے سیدھے گھوسی پہونچا ۔ پھر برادران گرامی مولانا محمد احمد مصباحی و مولانا عبد المبین نعمانی [illegible] ہمراہ بریلی شریف حاضر ہوا ۔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت [illegible] ریحان رضا خاں علیہ الرحمۃ کے ذریعہ مرشد [illegible] کی زیارت نصیب ہوئی ۔ نقاہت حد سے [illegible] تھی ۔ اہل ارادت اور محبت کا دن رات تانتا [illegible] رہتا تھا ۔ معالجین نے لوگوں سے ملنے جلنے پر [illegible] لگا رکھی تھی ۔ مگر ۔

خود راہ بنا لے گا بہتا ہوا پانی ہے

کے مانند جانبازان مفتی اعظم زیارت اور قدم [illegible] حاصل ہی کر لیتے تھے ۔ اس وقت حضرت پر اکثر [illegible] کی کیفیت رہتی ۔ زبان ہمہ وقت محو ذکر رہتی ۔ جب بھی ہوش میں آتے نماز کے بارے میں پوچھتے [illegible] نماز پڑھنی ہے ۔ کیا میں نے نماز ادا کی ؟ باا [illegible] میری نماز اس عرصہ میں مخلوق خدا شب و روز [illegible] پڑتی تھی ۔ محلہ سوداگران میں مخلوق خدا کا تانتا لگا [illegible] تھا ۔ شیخ و شاب ، علماء و فضلاء و عوام تمنائے دیدار لئے چلے آتے تھے ۔

نصف شب کے قریب ہم نے اس آفتاب ولایت کا دیدار کیا ۔ ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور ان کے لرزتے لبوں کی دعائیں لیں ۔ کسے خبر تھی کہ یہ دیدار ہی ان کا آخری دیدار ہے اور اب اس عالم میں نگاہیں ان کے جلوؤں سے محروم رہیں گی ۔ دوسرے روز ہم لوگ مبارکپور لوٹ آئے ۔

اور وہ چلے گئے

۱۴ محرم سنہ ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۱ء کی تاریخ مسلمانان برصغیر کے لئے غم و اندوہ کی یہ خبر لائی کہ شب میں ایک بجکر ۴۰ منٹ پر شہزادۂ اعلیٰ حضرت ، سرکار مفتی اعظم کا وصال ہو گیا ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

۱۵ محرم کو اپنی بیٹھک کے اندر نماز مغرب سے فارغ ہو کر گھر والوں کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا کہ دار العلوم اہل سنت شمس العلوم سے مولانا عاصم

رضائے مصطفےٰ تھی ہر ادائے مفتی اعظم

حضرت اقدس سلطان الواعظین علامہ الحاج السید الشاہ وجود القادری صاحب سجادہ نشین امام عیدگاہ جبل پور

رضائے مصطفےٰ تھی ہر ادائے مفتی اعظم
یہی کہتا ہے ہر مدحت سرائے مفتی اعظم

رضائے مصطفےٰ عینِ رضائے حق تعالےٰ ہے
رضائے حق تعالیٰ ہے رضائے مفتی اعظم

رہے تا عمر پابندِ شریعت کیا یہ کچھ کم ہے
کرامت ہے یہی صدق وصفائے مفتی اعظم

قضا کوئی نمازِ پنجگانہ بھی نہ ہو جس کی
ادا تھی ہر ادا وقتِ قضائے مفتی اعظم

سپردِ غوثِ اعظم کرکے اپنے سب مریدوں کو
جہاں سے وقتِ رخصت مسکرائے مفتی اعظم

پسِ مُردن بھی ہے احساس کتنا ستر پوشی کا
دبائی انگلیوں نے خود ردائے مفتی اعظم

سخنور سب کہیں گے سن کے یہ اشعار برجستہ
وجود القادری مدحت سرائے مفتی اعظم

...عظمی، مولانا رضوان احمد شریفی نے فرستادہ حضرت ...کے وصال اور ۱۶؍ محرم دو بجے نمازِ جنازہ ہونے ...کی خبر لائے سنتے ہی بجلی سی گر پڑی۔ اوسان خطا ہو گئے ...گھر میں جاکر والدہ ماجدہ کو خبر دی اور اجازت لے کر فوراً روانہ ہو گیا۔ بس سے اعظم گڑھ روڈویز پر پہونچا تو شب کو دس بجے وہاں ہزاروں مشتاقانِ مفتی اعظم کو آمادۂ سفر دیکھا۔ مبارکپور۔ محمد آباد ...پور، گھوسی، خیرآباد، چریاکوٹ، شہر اعظم گڈھ اور دیگر قصبات وقریات کے مسلمان سواریوں کے انتظار میں سرگرداں نظر آئے۔

بہرحال ایک بس میں جگہ ملی اور ہم لوگ لکھنؤ جا پہونچے۔ برادرانِ گرامی مولانا محمد احمد مصباحی، مولانا عبدالمبین نعمانی، مولانا عارف اللہ قادری، مولانا نصراللہ قادری، مولوی قاری شفیق مبارکپوری، مولوی محمد محفوظ ہولندی اور راقم الحروف ہمراہ ہی تھے۔ لکھنؤ سے بھی مناسب وقت پر سواری مل گئی اور بارہ بجے تک ہم لوگ پھر سرزمین بریلی پر وارد ہو گئے۔ چند روز پہلے تو صرف محلہ سوداگران عشاقِ مفتی اعظم سے بھرا پڑا تھا اور آج تو شہر بریلی کا وسیع وعریض دامن بھی انسانی سیلاب سے تنگ ہو رہا ہے ؎

یہ کس کے روئے منور کی جلوہ باری ہے
نظارہ کرنے کو پیر وجواں سبھی نکلے (بدر)

لاکھوں سوگوار آنکھوں نے اس آفتاب ولایت کو زیر زمین چھپتے دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک عہد کی داستان دفن ہو گئی۔ تقویٰ اور پارسائی کا معیار اپنے کردار کے دامن میں رکھنے والا چلا گیا مگر ایک روشن تاریخ چھوڑ کر۔ ایک شمع بجھ گئی مگر ہزاروں چراغ جلا کر ـــــ انسانی قلوب واذہان میں ایمان وتقویٰ کے نور بکھیرنے والے مرتے کہاں ہیں وہ تو وفات پاکر زندہ جاوید ہو جاتے ہیں ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

●●

دار السرور
بیت النور
اجمیر شریف
سُلطان الھند غریب نواز حضرت خواجہ
معین الدّین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ
کے دربار دُربار و عالی وقار میں عقیدت
و محبت کیساتھ حاضری دینے والے لاکھوں
زائرین اپنی حیثیت وبساط کے مطابق
خوب خوب فیوض و برکات کی دولتِ
لازوال حاصل کرتے ہیں۔
اَللہ تبارک و تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور آپ کو بھی حاضری کا شرف حا
ہو تو حضرت خواجہ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں انتہائی ادب واحترام کیساتھ حاضری او
تمام معمولات ورسومات کی درست ادائیگی کیلئے دار السرور بیتُ النور میں تشریف
جناب سید محمد ہادی میاں صاحب قبلہ اور مولانا سید محمد مہدی میاں صاحب قبلہ کا توسل حاصل
آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ کے صاحب سجادہ اور
اشرفیہ کے تمام بزرگ نیز متعدد دوسرے عُلماء کرام بیت النور ھی میں قیا
فرماتے ھیں اور انھیں بھائیوں کے توسل سے بارگاہِ خواجہ میں حاضری د
ھیں۔ ان بزرگوں نے تمام وابستگانِ سلسلہ اشرفیہ سے بھی ان بھائیوں کا توس
حاصل کرنیکی اپیل کی ھے۔
پتہ نوٹ کر لیجئے
بیت النور (بالائے جھالرہ) اجمیر شریف
ماہنامہ الرسن کانپور ۹۲ مفتی اعظم نمبر

حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ

حق و صداقت کی روشن کتاب
چمنستانِ ولایت کے شگفتہ گلاب
زہد و تقویٰ کے مہرِ جہاں تاب
اور جود و کرم کے سحاب

• جناب اقبال احمد قادری اختری

… اور اکثر جلوے حسین پر آکر ٹھہر جاتے ہیں
… صورت ایسی ایک دکھاتے ہیں
… صورت نورانی، سیرت نورانی، آن نورانی،
… نورانی، تن نورانی، من نورانی، لباس بھی زیب
… ت

… اقوال و افعال ہیں نوری نوری ہیں ہر حال ہیں نوری
… نوری صورت نوری سیرت، مفتی اعظم زندہ باد
… مبارک، پتلے پتلے پھول کی پتیوں کی طرح
… مبارک، چھوٹے دانت موتیوں کی مانند
… معتدل، قد میانہ، نحیف بدن، چہرہ
… وتاباک، جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے
… بڑی بڑی کالی چشم مبارک، نہایت
… اور گیرائی لئے ہوئے، بھویں گھنی …

نرم و ملائم ریشم کی طرح، ناک متوسط مناسب درازی
لئے ہوئے، کان متناسب کچھ درازی لئے ہوئے،
رخسار مبارک بھرے بھرے گداز، جلال و جمال کا آئینہ
سینہ کشادہ، فراخ، ابھری ہوئی بلند پیشانی تقدس
کے آثار لئے ہوئے، لمبے لمبے جود و سخا اور دستگیری
والے ہاتھ، سخا و فیاضی میں ضرب المثل انگلیاں
لمبی موزوں و کشادہ کم خمیدہ مائل، بھری ہوئی گداز
ہتھیلیاں، چوڑی روئیں دار کلائیاں، قدم پاک
(پاؤں) متوسط، ضعف کا اثر لئے ہوئے ایڑیاں
گول موزوں، نورانی جسم پر کلی دار کرتہ، علی گڑھی
پاجامہ، بادامی پوشاک، سر انور پر بڑے عرض کا
عمامہ شریف، یہ ہیں تاجدار اہل سنت، مفتی اعظم
ہند [illegible] صاحب [illegible] کا، مشکلات علوم
کے [illegible] کشا [illegible] غوث الوریٰ، تاج الاتقیاء
امام الاصفیاء، سلطان الاولیاء، عظیم العلم، کثیر

علمی لحاظ سے کوئی بھی قد آور شخصیت۔ اس امر کی محتاج نہیں ہوتی کہ لوگ اس کو یاد کریں بلکہ
قومیں اپنے محسنوں کو ہمیشہ یاد رکھا کرتی ہیں۔ گزشتہ دنوں جانشین مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ
اختر رضا خاں الازہری قبلہ دامت برکاتہم عالیہ کے دورۂ پاکستان (۱۹۸۹ء) کے موقع پر
محمد سعید نوری مدظلہ (رضیر؟) و بانی رضا اکیڈمی بمبئی) بھی تشریف لائے۔ فرمانے لگے آئندہ سال
۱۹۹۰ء کو حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے "صد سالہ جشن ولادت" کے طور پر دنیا بھر میں منانے کا پروگرام
کیا جا چکا ہے۔ اس کے بعد گزشتہ دنوں نوری صاحب موصوف کا فون آیا کہ آپ (راقم) نے اس سلسلے
میں کیا کام کیا ہے۔ فقیر نے ایک کتابچہ مرتب کرنے کا وعدہ کر لیا اور اب یہ کتابچہ آپ کے ہاتھوں میں
ہے...... یہ مختصر کتابچہ دراصل اس کتاب سے ماخوذ ہے جو راقم (تقریباً پانچ سو صفحات کی) مرتب
کر رہا ہے۔ یہ کتاب مفتیٔ اعظم ہند پر پہلی جامع کتاب ہوگی (ان شاء اللہ) راقم استاذ گرامی پروفیسر ڈاکٹر
محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ کا احسان مند اور شکر گزار ہے جن کی رہبری اور رہنمائی سے راقم
[illegible] کی نیز برادرم عبد اللطیف طور قادری صاحب (کراچی) محترم عبد النعیم عزیزی بلرامپوری (ادارہ تحقیقات)
بریلی شریف کا ممنون ہے جنہوں نے مواد کے سلسلے میں مدد فرمائی۔

احقر: اقبال احمد قادری اختری عفی عنہ

العلم، عظیم الفہم، کثیر الفہم، شہنشاہ علم و قلم
تاجور علم و کرم، محسن اعظم، جہان عقیدت،
جہان محبت، تاجدار اقلیم روحانیت، صاحب
شرف عزت و عظمت و سبقت، مرکز عقیدت،
صاحب جمال و کمال و جلال، مظہر مجدد اعظم، رہنمائے
دین و ملت، شہزادہ اعلیٰ حضرت، ولیٔ نعمت،
وجہہ رحمت، شہنشاہ مملکت سنیت، شیخ طریقت
پروانۂ شمع رسالت، صاحب علم و فضیلت، اقدار
کے ماہتاب، حق و صداقت کی روشنی آفتاب،
چمنستان ولایت کے گلاب، [illegible]
[illegible] کے زنداں شکن جواب، زہد و تقویٰ کے مہر
جہاں تاب، بے مثل و لاجواب، رضائے مصطفےٰ کہ
مصطفےٰ رضا، مفتیٔ اعظم ہند جن کا خطاب ہے
تمہارے نام میں تم کو بزرگی کی سند حاصل
رضا وجہہ بزرگی ہے رضائے مصطفےٰ تم ہو
میرے تاجدار اہل سنت، کہ جن کو دیکھ کر
غوث الوریٰ یاد آئے تو کبھی [illegible] رضا

۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ / ۱۸ جولائی
کو سرزمین بریلی شریف ایک بار پھر رشک
اور اس کی تقدیر کا ستارہ چمکا، چرخ
کے نیّر تاباں، شیخ الاسلام والمسلمین
اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی
قدس سرہ کے گھر ان کا نور نظر، سرور قلب
یعنی قطب وقت، آفتاب ولایت،
علم و فضیلت، تاجدار اہل سنت، مفتیٔ اعظم
مولانا مصطفےٰ رضا خاں (نوری میاں) تولد
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
حضرت مخدوم شاہ ابو الحسین احمد
جانشین حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی
نے ابو البرکات محی الدین "جیلانی" نام تجویز
"محمد" کے نام پر عقیقہ ہوا اور مصطفےٰ
عرف قرار پایا۔
[illegible] اپنے والد ماجد حضرت
رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ کی دعا

پیر و مرشد حضرت شاہ ابوالحسین نوری میاں قدس سرہٗ کی نوید تھے۔

آپ کی بیعت و خلافت کا واقعہ بھی عجیب ہے آپ کو ولادت کے چھ ماہ بعد حضرت نوری میاں قدس سرہٗ موصوف بریلی شریف تشریف لائے اور اپنی دیرینہ خواہش کے بموجب آپ کو دیکھا اور گود میں لے کر اس نعمت خداوندی پر حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کو مبارک دیتے ہوئے فرمایا!

"یہ بچہ بڑا ہو کر دین و ملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بڑا فیض پہونچے گا۔ یہ بچہ ولی ہے۔ یہ فیض کا دریا ہے۔ اس کی نگاہوں سے لاکھوں گمراہ انسان دین حق پر قائم ہونگے۔"

اس کے ساتھ ہی حضرت تاجدار اہل سنت منہ میں اپنی انگلیاں ڈال کر سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بیعت سے مشرف فرما کر اجازت و خلافت سے بھی نوازا

حضور تاجدار اہل سنت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کا بچپن کا زمانہ اپنے والد ماجد حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے زیر سایہ علمی ماحول میں گزرا اور ان ہی کی سرپرستی میں تمام مروجہ علوم و فنون میں مہارت حاصل کی۔ آپ نے حضرت مولانا شاہ رحم الٰہی منگلوری علیہ الرحمۃ سے خصوصی درس لیا اور اپنے برادر اکبر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قدس سرہٗ سے بھی اکتساب علم کیا اور فیوض و برکات حاصل کئے۔

حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کے دربار میں بڑے بڑے جید علمائے کرام اپنی اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے ہر وقت حاضر رہا کرتے تھے اور امام الفقہا امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ دقیق سے دقیق، مشکل سے مشکل مسائل کو پل میں چٹکی بجاتے حل فرما دیتے تھے تو تاجدار اہل سنت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ پر اپنے والد ماجد کی علمی لیاقت اور خداداد ذہانت و صلاحیت کا بڑا اثر پڑتا۔

جب آپ کی عمر شریف نو برس ہوئی تو آپ
کے والد ماجد نے مشاہیر علماء و فضلاء کی موجودگی میں
ایک مجمع (بریلی شریف) میں بہت ہی واضح الفاظ
میں اعلان فرمایا:
"میرا یہ بچہ ولی ہے۔ اس سے فائدہ
حاصل کرو۔"
چنانچہ امام وقت امام احمد رضا خاں قدس
سرہ کی زبان حق ترجمان سے نکلے یہ الفاظ کتنے سچ
ثابت ہوئے کہ دنیا نے دیکھا کہ یہ بچہ اقلیم علم
و ولایت پر آفتاب بن کر چمکا۔ جس کے روحانی
فیض سے لاکھوں گمراہ انسانوں نے راہ مستقیم پائی
جس کی پوری زندگی تبلیغ دین میں گزری۔ جس کی زندگی
کا ایک ایک لمحہ یاد الٰہی اور مخلوق خدا کی خدمت
میں گزرا۔ جس نے زندگی بھر اپنے والد ماجد کی
طرح عشق رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبے
کو اپنے سینے سے لگائے رکھا جو دشمنان دین
کے لئے ایک ننگی تلوار تھا اور عاشقان رسول صلی اللہ
علیہ وسلم، محبان دین حق کے لئے ایک شفیق باپ۔
آپ نے تیرہ سال کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا
جو کہ رضاعت کے مسئلہ پر تھا۔ اصلاح کے لئے
امام احمد رضا قدس سرہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا صحت
جواب پر آپ کے والد ماجد بہت خوش ہوئے
اور صح الجواب بعون اللہ العزیز الوہاب لکھ کر
دستخط ثبت فرمائے اور ابو البرکات محی الدین
جیلانی آل رحمٰن محمد عرف مصطفےٰ خاں کی مہر
بنوا کر عطا فرمائی۔
آپ نے اٹھارہ سال کی عمر سے باقاعدہ
فتاویٰ نویسی شروع کی۔ آپ کو صرف، نحو، تجوید
قراۃ، بلاغت، بدائع، قوافی، عروض، تنقیدات،
لغت، تصوف، فضائل، سیر، تاریخ، منطق،
عقائد، الکلام، معنی بیان، فقہ، حدیث، تفسیر،
تکسیر، توقیت، ریاضی، علم جفر اور
پر مکمل دسترس حاصل تھی۔
آپ علم و شرافت کا پیکر تھے۔
عبادت و ریاضت میں آپ کا کوئی ثانی
والد ماجد کی طرح ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ
وسلم تھے۔ ہمہ وقت آپ کی مجلس میں نعت
اور درود و سلام ہوتا رہتا۔
آپ شریعت مطہرہ کے پابند اور
تھے طبیعت کی نرمی کا یہ حال تھا کہ کسی سے
فرماتے تو یوں معلوم ہوتا کہ بجائے الفاظ کے
سے پھول جھڑ رہے ہیں۔ آپ خود تو شریعت
کے عامل تھے ہی مگر دوسروں کی بھی خلاف شرع
بات برداشت نہ فرماتے۔ یہاں تک کہ کسی
سر بغیر ٹوپی دیکھ کر بھی غصہ فرماتے۔
اہلیان بریلی شریف کو آپ سے
تھا اس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی کوئی تخصیص
غیر مسلم بھی نہایت احترام کیا کرتے تھے۔ اس
کوئی شک نہیں کہ آپ مظہر اعلیٰ حضرت تھے۔
عبد النعیم عزیزی بلرامپوری علیگ (ہندوستان)
فرماتے ہیں کہ:۔
"ایک مرتبہ میں اور حضور مفتی اعظم
ہند کے جانشین و خلیفہ اور نواسے
حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں الازہری
مدظلہ کلکتہ کے سفر پر جا رہے تھے
حضرت علامہ الازہری مدظلہ نے ٹرین
ہی میں اپنا خواب سنایا کہ ابھی انھوں
نے اعلیٰ حضرت کو دیکھا ہے۔ اتفاق
سے اسی وقت میں بھی بیدار ہوا تھا
اور میں نے بھی خواب دیکھا تھا کہ
لوگ کہہ رہے ہیں "اعلیٰ حضرت
آ رہے ہیں"۔ مگر پا نزدیک آئے

تو مفتی اعظم ہند نظر آنے لگے۔ میں نے بھی اپنا خواب علامہ موصوف کو سنایا تو حضرت علامہ ازہری فرمانے لگے۔ "اکثر لوگوں کے ساتھ ایسا ہوا، بے شک مفتی اعظم ہند مظہر اعلیٰ حضرت ہیں"۔

تاجدار اہل سنت فرزند امام اہل سنت قدس سرہم نے دنیا کو تہذیب اور اخلاق کا درس دیا اور کیوں نہ دیتے۔ آپ تو اس خانوادے کے چشم و چراغ اور اس عظیم مصلح و مجدد کے شہزادے تھے جس نے زمانے بھر کو تہذیب و اخلاق، رواداری و دوستی، اخوت اور مساوات کا درس دیا۔

آپ اخلاص و محبت کے پیکر تھے۔ آپ کی طبیعت میں عجز و انکساری تو گویا کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ تکبر و غرور نام کو نہ تھا۔ لوگوں سے شفقت و محبت سے پیش آتے۔ مریضوں کی عیادت فرماتے، غرباء و مساکین کا بے حد خیال رکھتے۔ لوگوں (خاص و عام) کو سلام کرنے میں سبقت فرماتے اور مصافحہ کیلئے خود پہلے ہاتھ بڑھاتے۔ آپ کی ذات میں تواضع و انکساری کا عنصر سب سے زیادہ تھا جو کہ تمام طاقتوں کی اصل اور کمال تقویٰ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے والد ماجد کی طرح آپ بھی وقت کے قطب اقطاب، امام الفقہاء اور پیر بے نظیر تھے۔

کون نہیں جانتا کہ آپ کا تعلق اس خاندان سے تھا کہ خود علم جس کے آستانے کا پہریدار رہے دنیائے اسلام میں آپ کے فیصلے کو حرف آخر تصور کیا جاتا تھا۔ کوئی کتنا ہی دقیق و پیچیدہ مسئلہ ہو اپنے والد ماجد کی طرح پل میں حل فرما دیتے۔ عالم اسلام کو جب کوئی دقیق و اہم مسئلہ درپیش ہوتا تمام مفتیان کرام اور علماء و فضلاء کی نظریں آپ ہی کی جانب اٹھتیں۔ حق گوئی اور بے باکی میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا۔

پاکستان میں جنرل ایوب خاں کے دور حکومت میں ایک "رویت ہلال کمیٹی" قائم کی گئی تھی جس کے ذمہ عیدین و دیگر موقعوں پر ابر وغیرہ کی صورت میں ہوائی جہاز کے ذریعے چاند دیکھنا ہوتا تھا اور حکومت اس کمیٹی کی تصدیق پر ملک میں رویت کا اعلان کر دیتی تھی۔

ایک دفعہ عید الفطر کے موقع پر ۲۹ رمضان المبارک کو اس کمیٹی کے افراد ہوائی جہاز کے ذریعے چاند دیکھنے گئے۔ بنگلہ دیش سے گزرتے ہوئے ان کو چاند نظر آگیا تو انھوں نے اس کی اطلاع حکومت وقت کو دیدی۔ حکومت نے ملک بھر میں اعلان کر دیا کہ کل عید ہے۔ مگر حکومت کے اعلان کے باوجود اس سال پاکستان میں عید دوسرے دن منائی گئی۔

اس پر تمام عالم اسلام (مصر، شام، اردن، عرب وغیرہم) کے علاوہ ہندوستان کے مفتیان کرام سے فتویٰ مانگا گیا۔ تقریباً سبھوں نے حکومت کے حق میں فیصلہ دیا مگر...... شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت مفتی اعظم نے اسے نہ مانا اور اپنا فتویٰ صادر فرمایا کہ:

چاند کو زمین سے دیکھ کر روزہ رکھنے اور عید کرنے کا شرعی حکم ہے اور جہاں چاند نظر نہ آئے وہاں شرعی شہادت پر قاضی شہر حکم دے گا چاند کو سطح زمین یا ایسی جگہ سے جو زمین سے ملی ہوئی ہو دیکھنا چاہئیے، رہا جہاز سے چاند دیکھنا تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ چاند غروب ہوتا ہے فنا نہیں ہوتا۔ اس لئے کہیں چاند ۲۹ کو اور کہیں ۳۰ کو نظر آتا ہے اور اگر جہاز سے چاند دیکھ کر رویت کا اعلان درست ہوتا تو مزید بلندیوں

پر جانے کے بعد چاند ۲۸ر اور ۲۷ر
کو بھی نظر آ سکتا ہے تو کیا ۲۸ر تاریخ
کو چاند دیکھ کر یہ حکم دیا جا سکتا ہے
کہ اگلے روز عید یا بقر عید جائز ہے؟
اسی طرح جہاز سے چاند دیکھ کر
فتویٰ صادر کرنا کہ ۲۹ر کا چاند دیکھنا
معتبر ہے بھلا کس طرح صحیح ہوگا۔"

آپ کے اس تاریخی حیثیت کے حامل فتوے
کو پاکستان اور دوسرے ممالک کے اخبارات نے جلی
سرخیوں میں شائع کیا اب کیا ہوا۔ فتویٰ آنے
کے بعد حکومت پاکستان اگلے ماہ ۲۷ر تاریخ کو ہوائی
جہاز کے ذریعے اس بات کی تصدیق کرائی تو ہوا وہی
جو کہ حق و صداقت کے علمبردار نے فرمایا تھا۔ بلندی
پر جانے سے ۲۷ر تاریخ کو چاند نظر آگیا۔ تب حکومت
پاکستان نے آپ کے فتوے کو تسلیم کر لیا اور...
رویت ہلال کمیٹی توڑ دی۔ نہ صرف یہ کہ حکومت
پاکستان بلکہ دنیا بھر کے مفتیان کرام نے آپ کے
علم و فضل کے سامنے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ اب
ملک کے بعد جہاز کے ذریعے چاند دیکھنے کا سلسلہ
منسوخ کر دیا گیا۔

آپ نے اپنی عمر شریف میں تقریباً ۵۰ ہزار فتاوے
صادر فرمائے۔ آپ کی حقانیت کو بڑے بڑے
علمائے کرام نے تسلیم کیا اور آپ کی "عبقری شخصیت"
کا اعتراف کیا۔ چنانچہ شمس العلماء حضرت مولانا
شمس الدین جعفری جونپوری علیہ الرحمہ (م ۱۴۰۲ھ/
۱۹۸۱ء) فرماتے ہیں کہ:
"فقہ کا اتنا بڑا ماہر اس زمانے میں
کوئی دوسرا نہیں ہے۔ میں ان (مفتی
اعظم ہند) کی خدمت میں جب حاضر
ہوتا ہوں تو سر جھکا کر بیٹھا رہتا ہوں
اور خاموشی کے ساتھ ان کی باتیں سنتا
ہوں۔ ان سے زیادہ وہ بات کرنے
کی ہمت نہیں پڑتی۔"

آپ کی ذات والا صفات ایک عالم سے
بڑھ کر فاضل اور فاضل سے بڑھ کر ولی کامل کے درجہ
پر فائز تھی۔ آپ کی ذات روحانی طاقت کا سرچشمہ
تھی۔ آپ کی غذا نہ ہونے کے برابر تھی۔ صبح و شام
میں تھوڑا سا شوربہ نوش جان فرماتے۔

بروایۃ امام اہل سنت حضرت علامہ قاری محمد
مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمۃ حضور مفتی اعظم ہند
علیہ الرحمہ کے آخری ایام حیات میں بریلی شریف حاضر
ہوئے۔ کراچی واپسی پر فرمانے لگے کہ:
"دنیاوی نقطۂ نظر سے اس عمر میں
ایک نحیف و نزار جسم جو ماکولات
و مشروبات سے بے نیاز اور کام
و دہن کی لذت سے نا آشنا
ہو اس قابل نہیں ہوتا کہ حرکت کر سکے۔
لیکن یہ آپ (مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ) کی زندہ
کرامت اور روحانی طاقت کی بین دلیل
ہے کہ آپ تین وقت کی نماز ظہر،
عصر اور مغرب مسجد میں کھڑے
ہو کر ادا کرتے اور دیکھنے والے حیرت
کیا کرتے۔ خاص کر اس وقت لوگوں
کو بڑی حیرت ہوتی جب آپ اذان
کی آواز سن کر اپنے پلنگ سے کھڑے
ہو جاتے۔ مسجد پیدل چل کر تشریف
لے جاتے۔ چونکہ لوگوں کو آپ کے
گھر سے نکلنے کا وقت معلوم تھا لہٰذا
مشتاقان دیدار گھر اور مسجد کے درمیان
گلی میں آپ کی ایک جھلک دیکھنے
کے لئے جوق در جوق جمع ہو جایا کرتے۔"

۱۔ بریلی شریف کے محلہ سوداگران میں

ہندوؤں کی کافی تعداد میں آبادی تھی چنانچہ قاری موصوف فرماتے ہیں کہ:

"میں نے خود ہندوؤں کو ان (مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ) کے انتظار میں کھڑا دیکھا۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دیدار کی ایک جھلک پر ان کے سر عقیدت و احترام سے جھکے ہوئے دیکھے۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا یہ معمول تھا کہ وضو مسجد میں فرمایا کرتے۔ آپ کے وضو فرمانے کی ایک مخصوص جگہ تھی۔ جس در میں تشریف فرما ہو کر آپ وضو فرماتے اس کا رخ گلی کی جانب تھا۔ لوگ گلی میں آپ کے سامنے جمع ہو جاتے اور جوں جوں وضو کا پانی گرتا لوگ بڑھ بڑھ کر اسے اپنے ہاتھوں میں لیتے۔ اپنے منہ پر ملتے، کوئی جسم پر ملتا اور کوئی کپڑوں پر چھڑک لیتا۔"

تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے اپنی زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ سفر میں گزارا۔ آپ ہندوستان کے گوشے گوشے میں دین متین کی تبلیغ کئے جاتے۔ آخری ایام حیات میں بھی آپ باوجود کمزوری سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں میل کا سفر طے کرکے ہر دعوت دینے والے کی دلجوئی کی خاطر دعوت میں شریک ہوتے۔ آپ کا زیادہ تر سفر میں رہنے کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا کہ آپ کی ذات والاصفات سے زیادہ سے زیادہ لوگ فیضیاب ہو سکیں اور دوسری بات یہ کہ آپ خود بہ نفس نفیس، وطن، اعزہ و اقارب اور اہل و عیال سے دور رہ کر جدائی کی تلخیوں کو سہیں اور صبر کریں۔

آپ نے اپنے آرام سے زیادہ خدمت خلق اور دین کی تبلیغ کے فریضہ کو مقدم جانا۔

آپ دین کی تبلیغ اور رشد و ہدایت کیلئے پاکستان آنے کا ارادہ رکھتے تھے مگر چونکہ آپ اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر تھے اور سچے جانشین تھے۔ پابند شریعت و سنت تھے۔ اس وجہ سے حکومت وقت کی پاسپورٹ و ویزا پر تصویر لگانے کے قانون کی وجہ سے دورۂ پاکستان ترک فرما دیا۔ پاکستان میں آپ کے مریدین و خلفاء اور تلامذہ کی خاصی تعداد ہے۔

آپ نے تین مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی مگر کبھی تصویر نہ بنوائی بلکہ ہر دفعہ بغیر تصویر کے پاسپورٹ سے حج پر تشریف لے گئے۔ تیسری مرتبہ حج پر تشریف لے جانے میں حکومت کی جانب سے تصویر لگانے کا قانون لازمی ہو گیا تھا جب آپ سے تصویر کیلئے کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ:-

"مجھ پر جو حج فرض تھا وہ میں نے کر لیا اب نفل حج کے لئے اتنا بڑا ناجائز کام کرکے دربار مصطفوی میں کیسے حاضر ہو سکتا ہوں میں تصویر ہرگز نہیں کھنچواؤں گا۔ جب اس سے قبل گیا تھا اس وقت تصویر کی پابندی نہیں تھی۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جس رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ میں تصویر کھنچوانا، رکھنا، بنانا سب حرام ہے۔ میں اس رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تصویر کھنچوا کر جاؤں؟ یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔"

بعد میں حکومت ہند اور سعودی عربیہ نے آپ کو نہ صرف خصوصی اجازت دی بلکہ ہندوستانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إن الله اشترى من المؤمنين أنفسهم وأموالهم بأن لهم الجنة يقاتلون في سبيل الله فيقتلون ويقتلون وعدا عليه حقا في التوراة والإنجيل والقرآن ومن أوفى بعهده من الله فاستبشروا ببيعكم الذي بايعتم به وذلك هو الفوز العظيم

سفارت خانے کے افسران نے جدہ میں آپ کا شاندار استقبال کیا اور آپ کے اعزاز میں ایک پروقار ظہرانہ بھی دیا۔

اسی روز حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے مدنی خلیفہ شیخ عرب وعجم حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ بھی اپنے اہل وعیال کے ساتھ آپ کے استقبال کے لئے مدینہ منورہ سے جدہ پہنچے آپ کا یہ شاندار استقبال وغیرہ سب اس لئے تھا کہ آپ ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور پابند شریعت وسنت تھے اور آپ کو یہ دولت اپنے والد ماجد سے ورثے میں ملی تھی۔ جب آپ دیار حبیب، مریضوں کے طبیب، شہر نور، شہر سرور مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو برہنہ پا اور بے دل تھے آنکھوں سے آنسو موتیوں کی لڑی کی مانند گر رہے تھے اور جسم پر رقت طاری تھا۔

ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے
اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاکِ پاک
حسرت ملائکہ کو جہاں وضعِ سر کی ہے
عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو!
مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر و شر کی ہے

بڑا پرکیف وایمان افروز منظر تھا آپ عشقِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار نعتیں کہا کرتے تھے۔ نعتیں کیا یہ آپ کے دل کی آواز ہوا کرتی تھی جو کہ آپ اشعار کی صورت میں رقم فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا نعتیہ دیوان "سامان بخشش" پڑھنے سننے اور سمجھنے سے تعلق رکھتا ہے ایک ایک شعر سے گویا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دریا امڈ پڑا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق آپ کے مریدین کی تعداد تقریباً ایک کروڑ سے بھی متجاوز ہے جو کہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں اور ملک وبیرون ملک (پاک وہند و دیگر ممالک) میں خلفاء کی تعداد اتنی کہ بڑے بڑے مشائخ وپیروں کے مریدوں کی نہیں۔ آپ نے اپنے وصال شریف سے تقریباً چار گھنٹے قبل بعد نماز عشاء فرمایا تھا کہ:۔

میں اپنے مریدوں کو سیدنا غوث

الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، میں نے اپنے تمام مریدوں کو بارگاہ غوثیت میں دیا اور ان تمام معتقدین کو مرید کیا جو مجھ سے مرید ہونا چاہتے تھے۔"

دن آرہے ہیں جارہے ہیں، راتیں آرہی ہیں جارہی ہیں، ہفتے گزرے، مہینے گزرے، سال گزر رہے ہیں ۱۴۰۲ھ ہے ۱۲ محرم الحرام ہے ۱۱ر نومبر ہے، ۱۹۸۱ء ہے۔ دنیائے اسلام کے محسن تاجدار اہل سنت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ گویا ہوتے ہیں۔" جس جس نے مجھ سے دعا کرنے کیلئے کہا تھا میں ان سب کے جائز مقاصد کے پورے ہونے کے لئے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین۔"

پھر دریافت فرمایا "آج کون سا دن ہے؟ حاضرین نے عرض کی۔" حضور آج منگل کا دن ہے اور محرم کی ۱۲ر تاریخ ہے۔ جواب سن کر خاموش رہے۔

ایک دن اور گزر گیا۔ آج بدھ ہے۔ ۱۳ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ، ۱۱ر نومبر ۱۹۸۱ء خاندان کے افراد اور چند خاص مریدین و معتقدین حاضر خدمت ہیں۔ صبح کے دس بجے ہیں۔ دریافت فرمایا۔ آج کون سا دن ہے؟ عرض کی گئی۔ حضرت آج چہار شنبہ اور محرم کی ۱۳ر تاریخ ہے۔ فرمایا: نماز "نو محلہ مسجد" میں ہوگی۔ حاضرین اس کا مطلب نہ جان سکے مگر ادبًا کوئی سوال نہیں کرتا۔ کچھ دیر بعد پھر فرمایا: کیا کسی نے نماز کے لئے کہہ دیا؟ جمعہ کی نماز نو محلہ میں پڑھوں گا۔ کچھ دیر وقفہ فرما کر پھر فرمایا: کیا کسی نے فاتحہ کیلئے کہا ---؟ حاضرین ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے پھر خاموش رہے۔ ایک دن اور گزر گیا۔ ۱۴ر محرم الحرام ۱۴۰۲ھ ۱۲ر نومبر ۱۹۸۱ء

شب جمعرات، رات کا تقریبًا ایک بجا ہے۔ گھر والوں کو وصیت فرمائی کہ:-

"سنتِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مضبوطی سے پکڑے رہنا، اسی میں دین اور دنیا کی بھلائی ہے۔ سنتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے انحراف نہ کرنا۔ "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل" ہر مصیبت کے وقت پڑھا کرنا۔"

رات کا ایک بجا تھا اور مزید چالیس منٹ زائد ہوگئے یعنی ایک بجکر ۴۰ منٹ۔ سورہ ملک شریف اور آیۃ الکرسی تلاوت فرمائی۔ کلمہ شریف پڑھتے پڑھتے دنیائے اسلام کا ایک عظیم انسان جس نے اپنے ناموس کو ناموس اسلام او ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا۔ ہاں یہ عظیم انسان فریضۂ تبلیغ دین ادا فرمانے بعد اپنے رب کے حضور حاضر ہوگیا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن

چاند کی ۱۴ تاریخ تھی۔ آسمان پر چودھو چاند جلوہ ریزی کر رہا تھا مگر ___ آہ!

علم و فضل کا چاند، عقیدت و محبت کا چا ولایت کا چاند، کرامت کا چاند، سنیت کا چا آستانِ رضا کا چاند، نوریوں کا چاند، قادر کا چاند، ماہِ تاباں چھپ گیا۔ مگر ..... مگر نہیں

اے نوریو! اے رضویو! اے سنیو اے شمع رسالت کے پروانو! اے غلامِ غلامانِ (صلی اللہ علیہ وسلم) اے سگانِ طیبہ! اے سگا جیلاں! اے سگانِ بریلی! خبردار!

؎ ان کی رحلت کو نہ سمجھو اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی، صبحِ دوامِ زندگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

کلمۂ طیب کی فضیلت

فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ جو صدق دل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھے داخل جنت ہو۔ (محکم الفقراء)

کلمۂ شہادت کی فضیلت

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس پر آٹھ دروازے جنت کے کھول دے گا جس سے چاہے داخل ہووے اور فرمایا کہ جو خلوص دل سے کلمۂ شہادت کہے خدا تعالیٰ اس پر دوزخ حرام کر دے گا۔ (محکم الفقراء)

روایت ہے کہ ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ دنیا نے مجھے تنگدست کر دیا ہے، درویش و عاجز ہوگیا ہوں۔ میری تدبیر کیا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے تجھے خبر نہیں صلوٰۃ ملائک اور تسبیح خلق کی جس سے وہ روزی پاتے ہیں۔ بولا کیا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ سو بار پڑھا کرو روزانہ نماز صبح کے آگے یا صبح کے بعد تاکہ دنیا تیری طرف متوجہ ہو، اگر تو چاہے یا نہ چاہے اور حق تعالیٰ ہر کلمہ سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک تسبیح کرے اور اس کا ثواب تجھے حاصل ہوگا۔

(کیمیائے سعادت ——— صفحہ ۱۱۶)

(۱) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باقیات صالحات سے یہ کلمات ہیں: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَكْبَرُ اور فرمایا کہ ان کلمات کو کہنا مجھے پسندیدہ تر ہے ہر ایک چیز سے جو گردش آفتاب کے نیچے ہے اور فرمایا کہ دوست ترین کلمات خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ چار کلمے ہیں۔ (کیمیائے سعادت ص ۱۱۶)

(۲) فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کلمے ہیں جو زبان پر آسان، میزان میں بھاری اور رحمٰن کے پاس محبوب سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِيْمِ۔ (کیمیائے سعادت ص ۱۱۶) روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ اس تسبیح کو نماز فجر کی سنت اور فرض نماز کے درمیان سو بار پڑھے، اول و آخر درود شریف پڑھے۔ کشائشِ رزق کیلئے مفید ہے۔

عرض گزار صوفی محمد جمیل اختر صدیقی قادری رضوی
ٹارٹر شاپ ۱۵۸ اے گرا ے روڈ کلکتہ ۱۷
موضع کربنیا بزرگ ڈاکخانہ مہوا ضلع ویشالی بہار

انجمن یادگار چشتیہ شیخ زادگان

شیخ زادگان حضرت خواجہ غریب نواز کے خلیفہ حضرت شیخ المشائخ سید محمد یادگار د سلطان سبزوار کی اولاد ہیں جن کا مزار مبارک درگاہ شریف میں صندل خانہ کی مسجد اور احاطہ نور کے نزدیک ہے جو بطریقۂ صوفیہ بمصداق "ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد"، اپنے آپکو خادم خواجہ کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ ان ہی خدام کی انجمن یادگار چشتیہ شیخ زادگان آستانہ عالیہ میں رفاہ عام و خدمت خلق کا کام انجام دیتی آرہی ہے۔ انجمن ہذا سوسائٹیز ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ انجمن کی مجلس انتظامیہ ۱۱ ممبروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ مجلس انتظامیہ کا انتخاب ہر تین سال کیلئے کیا جاتا ہے جس میں ہر بالغ کو رائے دینے کا حق حاصل ہے ان ہی خدام کی رائے سے مجلس انتظامیہ منتخب کی جاتی ہے ان کا دفتر درگاہ شریف کے نزدیک ہی ہے۔ موجودہ ممبروں کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں!۔

● شیخ زادہ ریاض محمد چشتی (صدر) ● شیخ زادہ باقر محمد چشتی (نائب صدر) ● شیخ زادہ ضمیر الدین چشتی (سکریٹری) ● شیخ زادہ محمد عارف چشتی (جوائنٹ سکریٹری) ● شیخ زادہ عبدالبر چشتی (خزانچی) ● شیخ زادہ حاجی اختر محمد چشتی (ممبر) ● شیخ زادہ شہنشاہ محمد چشتی (ممبر) ● شیخ زادہ سمیع الدین چشتی (ممبر) ● شیخ زادہ امداد حسین چشتی (ممبر) ● شیخ زادہ عبدالواسع چشتی (ممبر) ● شیخ زادہ محمد سبحان چشتی (ممبر)

انجمن ہذا کی وقف جائداد و نذورات سے ہونیوالی آمدنی زیادہ تر رفاہ عام، اعراس و فاتحہ بزرگان دین، تعلیم، اشاعت مشن سرکار غریب نواز، بطریقۂ چشتیہ پر ہی خرچ کی جاتی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے

رفاہِ عام، مذہبی تقاریب وگیسٹ ہاؤس برائے قیام زائرین

زائرین حضرات کے قیام کیلئے انجمن ہذا نے دو گیسٹ ہاؤس نزد درگاہ شریف تعمیر کئے ہیں جن میں ہر سہولت و آرام کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ یہاں ملک و بیرون ملک کے ہر قوم و ملت کے زائرین ٹھہرتے ہیں۔ گزشتہ سال ۹۱-۱۹۹۰ء انجمن ہذا کی جانب سے مختلف مدات میں خرچ کی جانیوالی منظور شدہ رقومات کی تفصیل درج ذیل ہے

(۱) تعلیم، امداد، وظائف بیوگان و نابینا وغیرہ	۱٫۷۷٫۵۰۰/۰۰
(۲) تعمیرات گیسٹ ہاؤس و خرید و مرمت وغیرہ	۵٫۰۵٫۰۰۰/۰۰
(۳) اعراس فاتحہ بزرگان دین و تقسیم لنگر وغیرہ	۶۰٫۰۰۰/۰۰
(۴) اخراجات پبلیکیشن و اشتہارات و طباعت وغیرہ	۲۰٫۰۰۰/۰۰
(۵) تعمیم برائے امداد وغیرہ	۵٫۰۵٫۰۰۰/۰۰
(۶) خرید سامان انجمن وغیرہ	۲۵٫۰۰۰/۰۰
(۷) ٹیلیفون و پوسٹیج وغیرہ	۵٫۰۰۰/۰۰
	۱۲٫۹۷٫۵۰۰/۰۰

حضور مفتی اعظم

غفران احمد رضوی

مکرمی!
اڈیٹر صاحب ... یٰسٓ ...
ہدیہ سلام ورحمت

ماہنامہ "یٰسٓ" نظر نواز ہوا۔ اہل سنت کا ...
معیاری ماہنامہ دیکھ کر دل شاد شاد ہو گیا۔ مبارکباد
... الله پاک اس معیاری ماہنامہ کو بے پناہ
... سے نوازے۔ آمین! جملہ اراکین "یٰسٓ" کو خلوص
... سلام۔ اگلا نمبر خراج عقیدت کے طور پر حضور مفتی اعظم
... نام ہوگا۔ یہ جان کر ازحد خوشی ہوئی۔ الله پاک آپکو
... کے نیک ارادوں میں کامیابی وکامرانی عطا فرمائے
... یوں تو حضور مفتی اعظم ہند کی شخصیت عالمگیر ہے
... کے بارے میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے
... مترادف ہوگا۔ پھر بھی ہر ایک اپنی حیثیت کے مطابق
... بزرگان دین کے متعلق اظہار عقیدت کرتا ہی ہے اس
... خصوصی شمارے کیلئے ایک مضمون بعنوان "مفتی اعظم
... شخصیت تمام" ارسال خدمت ہے شامل اشاعت
... کر حضور مفتی اعظم ہند کو خراج عقیدت پیش کرنے
... کا موقع دیں۔ والسلام۔

ناچیز: غفران احمد رضوی بازار کھری ٹاؤن (یوپی)

فارسی کے مشہور شاعر عرفی کا شعر ہے ؎

عرفی مشتاب این رہ نعت است نہ صحراست
آہستہ کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

"اے عرفی جلدبازی مت کر یہ رسول پاک
کی تعریف کا مقام ہے یہ عام قصیدہ خوانی کا صحرا نہیں
کوچۂ نعت میں قدم رکھنا اسی طرح ہے جس طرح تلوار
کی دھار پر قدم رکھنا۔ عرفی کے اس شعر سے نعت کی
اہمیت اور قابل قدر مقام کا پتہ چلتا ہے۔ نعت
اصناف شاعری میں سب سے مشکل ترین صنف ہے
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اشعار کہنے
کے لئے جن آداب کی ضرورت ہے اگر ان کو ساتھ
نہ رکھا تو ایک شعر کہنا بھی مشکل ہو جائے گا۔ رسول
اکرم کی شان اقدس میں تعریف کرتے وقت اس بات
کا خاص دھیان رکھا جاتا ہے کہ نبی کی عظمت بھی برقرار
رہے اور تعریف میں اللہ پاک سے بڑھ کر نہ ہو جائے
فن نعت گوئی عموماً کم ہی شاعروں میں دیکھنے
کو ملتا ہے کیوں کہ تلوار کی دھار پر چل کر راستہ پار
کرنا ہر ایک کی بس کی بات نہیں، پھر بھی مختلف
اوقات میں مختلف شعرائے کرام نے اس فن میں طبع
آزمائی کی ہے اور مختلف طریقوں سے رسول مقبول
کی بارگاہ میں اپنے عقیدت کے پھول نچھاور کئے ہیں
نعت گوئی تو اس وقت سے ہی ہے جب
کائنات بھی وجود میں نہ آئی تھی۔ "محمد رسول اللہ"
نعت کا وہ مصرعۂ ثانی ہے جس کا مصرعہ اولی اللہ
پاک کی ثنا روشنا بیان کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ حضور اکرم
کی اس دنیا میں تشریف آوری کے بعد حضرت حسان
حضرت غوث پاک، حضرت غریب نواز، حضرت
جامی، حضرت سعدی، مولانا روم و حضرت امیر
خسرو جیسے جید بزرگان دین کے علاوہ عربی، فارسی
اردو اور دوسری زبانوں کے ہزاروں شعرائے کرام
نے سرکار دو عالم کی بارگاہ میں اپنی عقیدت ومحبت

کو خراج پیش کیا ہے۔ امراء و ادبا کی محفلوں سے
نکل کر عام آدمی تک جا پہونچی ہے۔ ایسے دور میں بھی
ہمارے بیشتر شعراء کرام اردو ادب کی خدمت کرتے
ہوئے شاعری کی روایتوں کو برقرار رکھے ہوئے ہیں
یوں تو اردو ادب نظم و نثر کی مختلف اصناف سے
مزین و آراستہ ہے آج کے شعراء نے جہاں نئے نئے
افکار و خیالات کو جنم دیکر اردو شاعری کو ایک نئی
جہت دی ہے ایک نئی راہ دکھائی ہے وہیں
دوسری طرف اردو ادب تنگ دامنی کا شکار
نظر آتا ہے۔ نعت اردو شاعری کی سب سے قدیم
سب سے مبارک اور سب سے مشکل ترین صنف ہے
اردو ادب اسے وہ مقام نہ دے سکا جس کی وہ مستحق
ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو خاص نعت کے شاعر ہیں ان کا
اردو ادب میں دور دور تک پتہ نہیں ہے اس کے
برعکس دیگر اصناف پر طبع آزمائی کرنے والے شعراء آج بھی
اردو ادب کے آسمان پر روشن ہیں۔

نعتیہ شعر و ادب کی خدمت آفاقی ہے۔
عربی فارسی اور اردو نعتیہ شاعری کا احاطہ کرنا دشوار
ہوگا۔ اردو شعر و ادب میں سب سے زیادہ ذخیرہ
نعت پاک کا ہی ہے۔ مسلمان شعراء کے علاوہ غیر مسلم
شعراء کا بھی نعتیہ کلام اردو ادب میں کثیر تعداد میں
موجود ہے۔ ان باتوں کے باوجود ایسی عظیم صنف
شاعری کو نصابی کورس تک میں شامل نہیں کیا گیا ہے
اور نعت گو شعراء کرام کے ساتھ انتہائی متعصبانہ رویہ
برتا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شاعر جنھوں نے شاعری کی
اقدار کو برقرار رکھتے ہوئے اور لغویات سے پاک
ہو کر مداح رسول بننے کا شرف حاصل کیا وہ اردو ناقدین
کی متعصبانہ نگاہوں کا نشانہ بن کر رہ گئے اور اردو ادب
اس انمول خزانے سے محروم رہ گیا۔
ایسے ہی نعت گو شعراء کرام میں ایک عظیم ترین

شخصیت امام اہل سنت سرکار اعلیٰ
رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی
خالص عشق رسول کی چاشنی میں ڈوبی
اردو نعتیہ شاعری اس ہستی پر ناز کرتی
اعلیٰ حضرت ہی کی براہ راست شفقت اور
کرم سے مالا مال حضرت مرشد گرامی
محمد مصطفےٰ رضا خاں مفتی اعظم ہند کی شخصیت
حضور مفتی اعظم ہند ایک بلند پایہ
مجدد اور ولی کامل ہونے کے ساتھ ساتھ
اعلیٰ درجہ کے شاعر بھی ہیں۔ آپ کی پیدائش
شریف کے محلہ سوداگران میں ۱۸۹۲ء
۱۳۱۰ھ کو ہوئی۔ سرکار اعلیٰ حضرت نے
نام تجویز کیا۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت
ابو الحسین احمد نوری نے ابو البرکات محی
سرفراز کیا۔ عقیقہ کے وقت "محمد" اور
مصطفےٰ رضا خاں کہا گیا۔ ویسے عقیدت
کو مفتی اعظم کے نام سے پکارتے ہیں۔
سرکار اعلیٰ حضرت جیسی باوقار شخصیت
علاوہ آپ نے حضرت مولانا بشیر احمد
حضرت علامہ شاہ رحم علی صاحب
حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم
حاصل کی۔

اعلیٰ حضرت جیسے عظیم و بے مثال
و تربیت کا اثر اور رسول پاک سے بے پناہ
حضور مفتی اعظم ہند کو ایک عظیم ترین شاعر
بھی آپ کو شاعرانہ مزاج ورثہ میں ملا تھا۔
چچا حضرت حسن بریلوی نے جو کہ مایہ ناز
کی تربیت فرمائی۔ اپنے والد بزرگوار اور چچا
شاعرانہ اکتساب کرتے ہوئے آپ
کے میدان میں قدم رکھا۔ انتہائی مصروفیت
حضور مفتی اعظم نے روایتی شاعری و روایتی

...ک زبان کو نہایت عمدہ شیریں اور سلیس زبان
نعت پاک کہیں۔ نعت کے علاوہ حمد، اور
...ت کہنے میں بھی کمال حاصل کیا۔ ندرتِ خیال کا
...عمال کرتے ہوئے بے حد سلیس لہجہ میں اللہ تبارک
...الے کی شان میں فرماتے ہیں ؎

سوتا پیتا کھاتا نہیں
اس کا رشتہ ناتا نہیں
اس کے پتا دادا نہیں
اس کے جورو جاتا نہیں

لا الٰہ الا اللہ
آمنا برسول اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے عین مطابق
...تے ہیں ؎

رافع تم ہو، دافع تم ہو، نافع تم ہو، شافع تم ہو
رنج و غم کا پھر کیا کھٹکا صلی اللہ علیہ وسلم

سرکار غوث پاک کی شان میں آپ نے جس
...ت و محبت کا اظہار کیا ہے اس سے آپ کی
...ت پر ذرہ برابر بھی شک کی گنجائش نہیں رہتی ؎

یہ دل یہ جگر ہے یہ سر ہے یہ آنکھیں
جہاں چاہو رکھو قدم غوث اعظم

نعت پاک میں جب مقامی اور ہندی لہجہ
...ں استعمال ہوتی ہے تو ایک نیا رنگ پیدا ہو جاتا
...ور نعت کی چاشنی بڑھ جاتی ہے۔ مفتی اعظم نے
...ی رنگ استعمال کرتے ہوئے کئی نعت پاک کہی
...ے ؎

ڈگ مگ نیا ہالے جیرا کانپے کون سنبھالے
آؤ دہائی کملی والے تم پہ لاکھوں سلام تم پہ لاکھوں سلام

حضرت صابر پیا کلیر شریف کی شان میں ترِ زبان
چند اشعار ملاحظہ ہوں ؎

کیسے کاٹوں رتیاں صابر
تارے گنت ہوں سیّاں صابر
ڈولے موری نیا بھنور میں
بلما پکڑے بہیّاں صابر
تورے دوارے سیس نواؤں
تیری کالے لوں بلیاں صابر

ایک ہی لفظ کا کئی معنوں میں استعمال بھی مفتی
اعظم نے خوب کیا ہے ؎

دم نزع سرہانے آجاؤ پیارے
تمہیں دیکھ کر نکلے دم غوثِ اعظم
کوئی دم کے مہمان ہیں آجاؤ اس دم
کہ سینے میں اٹکا ہے دم غوثِ اعظم
دمِ نزع آؤ کہ دم آئے دم میں
کرو ہم پہ لِلّٰہ دم غوثِ اعظم

اشعار میں ادب کے ساتھ شاعرانہ تعلّی بھی
ملاحظہ کیجئے ؎

نچھ سے ہو جائے نہ عالم میں کہیں طوفانِ نوح
لو ابلتا ہے سمندر اپنی چشمِ زار کا

نعت میں رنگ تغزل، ترنم، کنایہ، شوخی پن
کا استعمال رکھتا ہے۔ مفتی اعظم نے رنگ تغزل میں
ڈوب کر بھی نعتیں کہی ہیں ؎

جانِ ایماں ہے محبت تری جانِ جاناں
جس کے دل میں یہ نہیں خاک مسلماں ہوگا
دل گیا اچھا ہوا اس کا نہیں غم ہے یہ
لے گیا پہلو سے جو وہ دلربا ملتا نہیں

آپ نے اپنے اشعار میں تشبیہ و استعارے
کا بہت خوبی سے استعمال کیا ہے ؎

نصیب تیرا چمک اٹھا دیکھ تو نوری
عرب کے چاند لحد کے سرہانے آئے ہیں

سرکار دو عالم سے بے پناہ عشق کا اظہار فرماتے
ہوئے آپ نے بدعقیدہ لوگوں پر وار کیا ہے ؎

سنگِ درِ جاناں پر کرتا ہوں جبیں سائی
سجدہ نہ سمجھ نجدی دل دیتا ہوں نذرانہ

مرکز انوار حضور اعلیٰ حضرت و رضا مسجد کے دلکش منظر

آپ نے مختلف اصناف شاعری کو رسول اکرم کی تعریف کا ذریعہ بنایا ہے۔ ایک نعتیہ رباعی کے ذریعے نہایت خوبی سے عجز و انکساری کا اظہار کیا ہے۔

دنیا تو یہ کہتی ہے سخنور ہوں میں
سارے شعراء کا آج سرور ہوں میں
میں یہ کہتا ہوں یہ غلط ہے سو بار غلط
سچ تو ہے یہی کہ سب سے احقر ہوں میں

یوں تو آپ کی شاعری، آپ کے کلام پر روشنی ڈالنے کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے۔ آپ کا مجموعہ کلام "سامانِ بخشش" کے نام سے چھپ کر اہل نظر سے خراج تحسین وصول کر رہا ہے۔ مضمون کی طوالت کے پیش نظر بات کو یہیں اس دعا کے ساتھ ختم کر رہا ہوں کہ ..... یہ چھوٹا سا نذرانہ حضور مفتیٔ اعظم ہند کے حضور قبول ہو جائے اور میری عاقبت سنور جائے آمین ثم آمین۔

خاکی و نوری نہاد و بندۂ مولا صفات
نرم دم گفتگو گرم دم جستجو
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
رزم ہو یا بزم ہو پاک دل پاکباز
(اقبال)

منقبت

بحضور سرکار مفتیٔ اعظم ...
(نتیجۂ فکر: مولانا صابر القادری ...
جامعہ حمیدیہ نوریہ شکر تالاب ...)

گدائے کوچۂ نوری بنا لو مفتیٔ ...
خدارا گرنے والے کو سنبھالو مفتیٔ ...
پلا دو چشم میگوں سے کہ میں سرشار ...
کرم سے ساغر نوری اچھالو مفتیٔ ...
گھرا ہوں بحر غم میں ڈوبنے کو ہے ...
مجھے طوفان کی زد سے نکالو مفتیٔ ...
تمہاری یاد میں کھویا ہوں کیف عشق ...
مجھے بھی اپنا دیوانہ بنا لو مفتیٔ ...
تڑپتا ہے دلِ مضطر تمہاری یاد ...
مجھے اب اپنے روضہ پہ بلا لو مفتیٔ ...
ہمیشہ شاہ سبحانی میاں کا بول بالا ...
سدا کام ان سے اپنے دین کا ...
بنا لو اپنے صابر کو بھی کتا اپنی ڈیوڑھی ...
اسے در در کی ٹھوکر سے بچا لو مفتیٔ ...

ارشاد گرامی

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
یا کہ اہل طریقت کیلئے دس
لازمی ہیں
ت میں کمال (۲) طلب مرشد (۳) ادب
(۵) محبت و ترک فضول (۶) تقویٰ
استقامت (۸) کم کھانا اور کم سونا
نی اور (۱۰) نماز و روزہ کی پابندی

دعا

یا اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت خواجہ کے ان اقوال نوری
کے صدقہ و طفیل میں ہمیں اہل طریقت کا شیدائی بنا اور اُن کے اعمال
د و اشغال حسنہ کے فیوض و برکات سے پوری طرح مالا مال فرما آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جشن صد سالہ مبارک
مفتیٔ اعظم ہند نمبر
حدیث شریف
"اپنے آپ کو قرآن کریم کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کا پابند بنالے، خداوند کریم آسمانوں کی فضاؤں میں تیرا نام بلند کرے گا۔ اور زمین کی تاریکیوں میں تجھے نور عطا کرے گا"
(مشکوٰۃ شریف)
دعا
یا خدائے پاک رحمٰن و رحیم! اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان پیاری پیاری باتوں کے صدقے میں مجھے اور میرے اہل و عیال کو ہر وقت اپنے حفظ و امان میں رکھ کر دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرما اور ہمارے کاروبار میں ترقی اور برکت عطا کر (آمین)
راپڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن
بمبئی نمبر ۳
RAPID
TRANSPORT CORPN.
CONTRACTORS TO LEADING INDUSTRIAL & OIL CONCERNS
ITS FASTER AND SAFER BY RAPID
HOUSE, 36/38, NARAYAN DHURU STREET, BOMBAY-400 003.
RAPIDSPEED
76281 RTC IN
Phones : 324535, 341165, 341183, 345786, 345787.
ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ۔ مفتیٔ اعظم نمبر ۱۱۴

حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ

مولانا سید اشرف فی الجیلانی

حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کا مزار مبارک کچھوچھہ شریف۔

١٤ محرم الحرام ١٤٠٢ھ مطابق ١٢ نومبر ١٩٨١ء پنجشنبہ

وہ دلدوز و روح فرسا دن مجھے اچھی طرح یاد ہے جب میں جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف کی علمی، روحانی درسگاہ میں زیر تعلیم تھا اس وقت جامع اشرف میں جلالۃ العلم استاد الاساتذہ فقیہ العصر حضرت علامہ مفتی عبد الجلیل صاحب قبلہ اشرفی مدظلہ العالی شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے حضرت موصوف کی نگرانی میں جامع اشرف کا تعلیمی نظام پورے آب و تاب کے ساتھ نکھار پیدا کر رہا تھا۔ تمام اساتذہ اپنی درسگاہوں میں مصروف تدریس تھے، اچانک یہ خبر موصول ہوئی کہ شہزادۂ اعلیٰحضرت امام اہل سنت، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا ابو البرکات محی الدین جیلانی محمد مصطفےٰ رضا علیہ الرحمہ کی روح پر فتوح قفص عنصری سے پرواز کر گئی۔ فوراً تمام درسگاہوں پر سکتہ طاری ہوگیا۔ کچھ دیر تک ایک دوسرے کو حیرت واستعجاب کے عالم میں دیکھتے رہے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ در و دیوار تک سوگوار ہیں۔ آنکھیں پر نم ہیں، زبان خاموش ہے۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے فرمایا! بریلی شریف کے عاشق رسول اپنے رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کی شرف ملاقات سے سرشار ہوگئے ——— آہ! دنیائے سنیت میں ایک عظیم خلا پیدا ہو گیا جس کی تلافی بظاہر مشکل ہے۔ اسی وقت جامع اشرف میں تین یوم کی رخصت دیدی گئی اور تمام مدرسین و طلباء نے قرآن خوانی کا اہتمام کیا اور مسلسل تین روز تک قرآن خوانی کرنے کا اعلان صادر فرمایا گیا۔

مخدوم المشائخ، شہزادۂ غوث العالم حضرت علامہ مفتی سید شاہ مختار اشرف اشرفی الجیلانی صاحب سجادہ سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ اسی وقت جامع اشرف پہونچے اور فرمایا حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال کی خبر موصول ہوئی ہے۔ میں ابھی بریلی شریف جا رہا ہوں۔ حضرت ممدوح کے ہمراہ چند مدرسین و طلباء بھی ہو گئے اور یہ قافلہ بریلی شریف کے لئے حضرت صاحب سجادہ کی سرپرستی میں روانہ ہوگیا۔ جب حضرت صاحب سجادہ بریلی شریف پہونچے تو معلوم ہوا کہ جنازہ اسلامیہ کالج کے لئے چل چکا ہے جہاں نماز جنازہ ادا کی جائیگا۔ بریلی شریف میں عقیدتمندوں، نیاز کیشوں، نماز جنازہ میں شرکت کرنیوالوں کا ایک زبردست ہجوم تھا جس طرف نگاہ اٹھتی بنی نوع انسان کا ایک عظیم مجمع ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آرہا تھا۔ اسی میں بھیڑ کو چیر کر کسی طرح اس مقام تک پہونچے جہاں آخری صف تھی۔ حضرت بھی صف میں آگئے۔ یکایک کیا دیکھا کہ اگلی صف کشادہ ہوتی چلی جا رہی ہے اور حضرت کی آمد کے لئے راستہ خالی کیا جا رہا ہے۔ حضرت صاحب سجادہ آگے بڑھتے گئے یہاں تک کہ جنازہ سے بالکل قریب آگئے۔ جنازہ کے متصل بہت سے علماء کرام نیز خانوادۂ رضویہ کے نامور حضرات موجود تھے۔ حضرت صاحب سجادہ

سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ کو دیکھتے ہی مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا ریحان رضا خاں سجادہ نشین آستانہ رضویہ کے ایماء پر تین بج کر کچھ منٹ پر شیخ المشائخ حضرت علامہ مولانا مفتی سید شاہ مختار اشرف اشرفی الجیلانی، مدظلہ العالی زیب سجادہ سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ کی صدائے تکبیر گونجی تو فضا کی لرزش چھین لی مگر مجمع اتنا عظیم تھا کہ پھر بھی مکمل طور پر سکوت قائم نہ ہو سکا۔ نماز ختم ہوتے ہی کاندھا دینے والوں کا اتنا شدید حملہ ہوا کہ رضا کاروں کی جان پر بن آئی۔ چند گھنٹوں بعد حضرت صاحب سجادہ نے دیکھا کہ اژدھام میں کمی ہوئی تو قبر کے پاس تشریف لے گئے اور مٹی ڈال کر فاتحہ پڑھا۔ بعدہٗ بریلی شریف میں ۱۷/ نومبر ۱۹۸۱ء کو حضرت صاحب سجادہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف کی صدارت میں تعزیتی جلسہ کا انعقاد ہوا جس میں اکابر علمائے کرام نے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات و خدمات پر رقت انگیز تقریریں فرمائیں اور حضرت صاحب سجادہ کی دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس موقع پر بعض ناعاقبت اندیش لوگوں نے عجیب عجیب احمقانہ باتیں کہیں جن کا بیان ...... لوگوں کو شاید یہ نہیں معلوم کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ ...... کس قدر عظیم ہے۔ آپ کا تقویٰ و طہارت ...... آپ کا اسلامی مزاج، آپ کا تفقہ فی الدین ...... آپکی آلِ رسول سے کمال وارفتگی مثالی حیثیت رکھتی ...... مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی خود دلی خواہش تھی کہ ...... جنازہ کوئی آلِ رسول پڑھائے۔ چنانچہ حضرت علامہ ...... رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے حضرت صاحب ...... عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کے نام ایک مکتوب ...... تھا جس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ رسول و آلِ رسول ...... بے پناہ عشق و محبت رضوی گھرانے کا عظیم سرمایہ ...... ملاحظہ ہو ....!

"محترم المقام تقدس مآب حضرت شہزادہ غوث الثقلین سجادہ نشین دامت برکاتہم العالیہ بعد تسلیم مؤدبانہ قدم بوسی عرض ہے کہ حضور والا نے خانوادۂ رضویہ پر کرم فرمایا کہ حضرت جد امجد مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے جنازے میں شرکت فرما کر نماز جنازہ پڑھائی۔ احترام سادات و اولادِ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ خانوادۂ رضویہ کا طرۂ امتیاز رہا اور حضور مفتی اعظم ہند کی خواہش بھی یہی تھی کہ انکی نماز جنازہ کوئی آلِ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ادا فرمانے کی زحمت گوارہ فرمائے۔ حضور مفتی اعظم ہند کی نماز جنازہ نہ صرف آلِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلکہ شہزادۂ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے ادا فرمائی۔ خانوادۂ رضویہ اس کے لئے حضور والا کا بیحد ممنون ہے۔ جس طرح حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ آلِ رسول کی تعظیم و تکریم فرماتے ہیں اسی طرح آلِ رسول بھی حضور مفتی ......

ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی بلند پایہ شخصیت، انکی عظیم شان و شوکت، تقویٰ و طہارت، علمی بصیرت، فقہی استقامت کو جانتے مانتے ہیں۔ چنانچہ جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت مولانا مفتی شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے انتقال پر ملال پر ہونیوالے جلسہ تعزیت میں سیدی و مرشدی شیخ الاسلام والمسلمین رئیس المحققین حضرت علامہ مولانا مفتی سید شاہ محمد مدنی اشرفی اشرفی الجیلانی جانشین محدث اعظم ہند نے ارشاد فرمایا تھا۔

"وہ اسلام کا بطل جلیل اور استقامت کا ایسا جبل عظیم تھا کہ نازک سے نازک وقت میں بھی اس کے پیروں میں لغزش نہ آسکی۔ حضور مفتی اعظم ہند کے ایک فتویٰ کی تصدیق فرماتے ہوئے ایک مرتبہ مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے صرف ایک جملہ تحریر فرمایا تھا اور وہ یہ ہے

"ھذا حکم [illegible] الا الاتباع"

یہ ایک عالم مطاع کا حکم ہے اور ہمارے لئے اتباع کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ کلام کی عظمت متکلم کی عظمت سے پہچانی جاتی ہے۔ اگر یہ کسی ایسے ویسے کا کلام ہوتا تو اس لائق نہ ہوتا کہ اس پر کسی کلام کی بنیاد رکھی جائے مگر یہ اس کا کلام ہے جو صرف یہی نہیں کہ سید المتکلمین، سند المحققین، سرتاج علماء و صوفیاء، سراج خانوادۂ اشرفیہ تھا بلکہ خود حضور مفتی اعظم ہند کی بے پناہ عقیدت و محبت اور لازوال نیازمندیوں کا قبلہ و کعبہ تھا۔ میرا خیال ہے کہ آج تک حضور مفتی اعظم ہند کا تعارف کراتے ہوئے جو کچھ لکھا گیا ہے اور آئندہ جو کچھ لکھا جائے گا ان سب کو اگر ایک پلڑے پر اور حضور محدث اعظم ہند کے قلم سے نکلے ہوئے اس فقرے کو دوسرے پلڑے پر رکھ دیا جائے تو اس کا وزن زیادہ ہوگا۔ ہم اس عظیم فرد کے فضل و کمال کا کیا تعارف کرا سکیں گے جسے محدث اعظم ہند جیسی شخصیت کی زبان بھی عالم مطاع واجب الاتباع قرار دے"۔ ان باتوں سے کچھوچھہ شریف اور بریلی شریف کے درمیان اٹوٹ رشتہ اور عظیم رابطہ کا بھی اظہار ہوتا ہے جو دونوں خانوادوں سے وابستہ ہر فرد کے لئے قابل فخر ہے۔

حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا جشن صد سالہ مبارک
حدیث شریف
تمہارے حق میں بہتر ہیں (ابوداؤد شریف)
دُعا
خدائے پاک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے مبارک اقوال کے ایک ایک حرف کا
صدقہ میں ہمیں اور ہمارے اہل وعیال کو
اپنی رحمتوں سے نواز، ہمیں صحت وعافیت سے
رکھ کر زیادہ سے زیادہ خیرات وحسنات کی توفیق
عطا فرما۔ آمین
طالبانِ کرم ورحمت
مالکان
سپر انٹرنیشنل
۱۵/۳۰۲ سول لائن
کانپور
۱۱۸ مفتی اعظم نمبر

دہلی میں اہلسنت کی کتابوں کا واحد مرکز
ہماری نئی مطبوعات
جامع کرامات اولیاء علامہ یوسف نبہانی ۸۰-۰۰
مقالات کاظمی اول علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی ۴۲-۰۰
آئینۂ اسلام، بچوں کیلئے نہایت آسان اور مکمل دینی نصاب
درود تاج پر اعتراضات کے جوابات " ۱۲-۰۰
انوار احمدی علامہ شاہ انوار اللہ حیدر آبادی (تلخیص) علامہ ارشد القادری ۲۵/-
نمازیں اور دعائیں مفتی محمد خلیل خاں برکاتی
اسلام میں پردہ " ۳۰-۰۰
شریعت و طریقت " ۲۵-۰۰
عقیدۂ اسلام " ۲۵-۰۰
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۲۰-۰۰
غوث الوریٰ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۵-۰۰
لسان الفردوس تصنیف علامہ ارشد القادری۔ عربی زبان میں دینی تعلیم کا جدید نصاب کئی حصوں میں (دروس اللغۃ العربیۃ کی تکمیل و تسہیل)
زلزلہ ۱۶-۰۰
زیر و زبر ۲۷-۰۰
لالہ زار ۲۳-۰۰
تبلیغی جماعت ۲۵-۰۰
نورات قلم ۱۰-۰۰
جماعت اسلامی ۱۲-۰۰
نقش کربلا ۱۲-۰۰
نقش خاتم ۴-۰۰
سرکار کا جسم بے سایہ ۳-۵۰
آیئے حج کریں ۳-۵۰
جلوۂ حق ۲-۵۰
پانچ تقریریں ۲۰-۰۰
محمد رسول اللہ قرآن میں ۳-۵۰
شریعت ۶-۰۰
رسول کی امداد ۳-۵۰
احکام شریعت ۲۵-۰۰
دلائل الخیرات شریف ۳۲-۰۰
فضائل درود ۱۸-۰۰
تقریریں ۲۰-۰۰
کرامات صحابہ ۱۰-۰۰
نماز کی تعلیم ۶-۰۰
ایمان کی حفاظت ۵-۰۰
رسول کریم ۸-۰۰
۲-۰۰
وظیفۂ الکریمہ ۱-۵۰
تبلیغی جماعت کا فریب ۲-۰۰
زیارت قبور ۲-۰۰
طریقۂ فاتحہ ۲-۰۰
دور حاضر میں منکرین رسالت ۳-۵۰
ایک سفر دہلی سے سہارنپور تک ۳-۰۰
انوار حدیث اردو ۳۶-۰۰
فقہی پہیلیاں ۲۲-۰۰
خطبات محرم ۴۰-۰۰
انوار الحدیث ہندی ۲۴-۰۰
انوار شریعت اردو، ہندی ۶-۰۰
محققانہ فیصلہ " ۳-۰۰
مکاشفۃ القلوب ۵۵-۰۰
کشف المحجوب ۵۰-۰۰
سبع سنابل شریف ۴۲-۰۰
سنی بہشتی زیور کامل ۴۰-۰۰
عمل الیوم واللیل ۲۰-۰۰
سوانح کربلا ۸-۰۰
سچی نماز ۸-۰۰
دعوت فکر ۱۲-۰۰
خطبات ربانی اول و دوم ۲۰-۰۰
شمع شبستان رضا مکمل ۴۰-۰۰
حدائق بخشش ۲۸-۰۰
حق و باطل کی جنگ ۸-۰۰
عورتوں کی نماز ۲-۰۰
انتخاب اول ۳-۰۰
بجلی " ۲-۰۰
بارش رحمت ۲-۰۰
میلاد مصطفیٰ ۸-۰۰
ارشادات اعلیٰحضرت ۱۲-۰۰
نقش سلیمانی ۲۵-۰۰
تذکرۂ اولیاء ۴۵-۰۰
بہار شریعت (کامل) ۱۸۰-۰۰
میلاد اکبر ۶-۰۰
وظائف رضویہ ۱۵-۰۰
قصص الانبیاء (کلاں) ۳۵-۰۰
جنتی زیور ۴۰-۰۰
سیرۃ المصطفیٰ ۴۵-۰۰
سامان آخرت ۴۰-۰۰
نورانی تقریریں ۱۴-۰۰
فیوض یزدانی ۸۵-۰۰
غنیۃ الطالبین ۷۰-۰۰
عرفانی تقریریں ۱۶-۰۰
قرآنی تقریریں ۱۸-۰۰
آئینۂ عبرت ۱۰-۰۰
تاریخ الخلفاء ۵۵-۰۰
جاء الحق ۵۰-۰۰
عورتوں کی حکایات ۲۷-۰۰
سچی حکایات (کامل) ۹۰-۰۰
شان حبیب الرحمٰن ۲۰-۰۰
خطبات (کامل) ۵۰-۰۰
شواہد النبوۃ ۴۰-۰۰
کیمیائے سعادت ۱۲۵-۰۰
سرور کونین کی فصاحت ۴۰
رسائل نعیمیہ ۴۵-۰۰
ہمارا اسلام ۴-۰۰
خطبات ربانی مکمل ۲۰-۰۰
شان خطابت ۱۲-۰۰
مجموعۂ اعمال رضا ۳۰-۰۰
مزارات پر عورتوں کی حاضری ۳-۵۰
اذان قبر ۲-۵۰
قانون شریعت کامل ۴۵-۰۰
فتاویٰ رضویہ اول تا نہم ۱۶۰-۰۰
نظام شریعت ۲۵-۰۰
جان جاناں ۲۵-۰۰
وسیلے کی شرعی حیثیت ۶-۰۰
حیاۃ النبی ۳-۰۰
خطبات برطانیہ ۲۵-۰۰
نعیمی خطبات کامل ۸۷-۰۰
شہید ابن شہید ۱۵-۰۰
نفحات الانس ۱۲۵-۰۰
شمس المعارف الکبریٰ ۹۵-۰۰
فیصلۂ ہفت مسئلہ ۳۵-۰۰
المعجزات ۳۰-۰۰
سیرت غوث اعظم ۲۸-۰۰
سلطنت مصطفیٰ ۵-۰۰
میلاد رحمۃ للعالمین اردو ۱۰-۰۰
اسلامی زندگی ۱۰-۰۰
مدارج النبوۃ ۲۲۵-۰۰
محاسن شریعت ۲۰-۰۰
نوٹ:۔ اپنی مطبوعات کے علاوہ دیگر اداروں کی مطبوعات بھی کرتے ہیں فہرست کتب مفت طلب فرمائیں۔
مکتبہ جام نور ۱۸۱/۲۲۴۱ کوچہ چیلان دریا گنج نئی دہلی

یہ کرم نہیں تو کیا ہے

شہنشاہ ترنم حضرت قمر انجم کراچی پاکستان

مجھے آپ نے بلایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے
میرا مرتبہ بڑھایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مجھے جب بھی غم نے گھیرا مرا ساتھ سب نے چھوڑا
تو میری مدد کو آیا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

میری زندگی کے دامن پہ برس پڑی نگاہیں
ترے درد نے رلایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

کبھی موج کے بھنور سے کبھی موجِ پُر خطر سے
میری ناؤ کو بچایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مجھے وقف ذکر کر کے میری لوح میں اتر کے
میرے دل کو دل بنایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

جہاں چھٹ گئے کنارے وہیں چھن گئے سہارے
تجھے اپنے پاس پایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مجھے حوصلے وہ بخشے ترے قرب کے یقیں نے
میں غموں میں مسکرایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

میری لغزشوں کو پیہم ملے آپ کے سہارے
میں گرا تو تو اٹھایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

یہ شرف بڑا شرف ہے مرا رخ تری طرف ہے
مجھے نعت گو بنایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

درِ مصطفےٰ سے انجم میں خود آ گیا، مگر دل
کبھی لوٹ کر نہ آیا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

اِتّباعِ رسول کا نمونہ

حضورِ مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا غلام یحییٰ انجم مصباحی

مثل مشہور ہے کہ درخت اپنے پھل، استاد اپنے شاگرد، پیر اپنے مرید، مصنف اپنی کتاب اور انسان اپنے کردار سے پہچانا جاتا ہے۔ کسی انسان کی عظمت کو سمجھنے کے لئے اس کے کردار کو آلہ بنانا بے حد ضروری ہے۔ یوں تو دنیا میں نہ جانے کتنے انسان آئے اور راہیٔ ملک عدم ہوگئے۔ قومیں تباہ ہوگئیں، خاندان تہس نہس ہوگئے۔ آج صفحۂ ہستی پر ان کا کوئی نام و نشان نہ رہا برخلاف اس کے جو انسان کردار کا دھنی ہوتا ہے۔ زندگی کے کسی گوشہ میں اس کی فوقیت و برتری مسلم رہتی ہے تو اس کا نام انسانوں کی بستی میں سکۂ رائج الوقت کی طرح ہمیشہ چلتا رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی شخصیتیں نادر و کمیاب ہوتی ہیں کہ کسی شہرت کی خاطر نہیں بلکہ بے لوث وہ اپنے عمل میں مصروف رہتے ہیں۔ جن لوگوں نے دنیاوی شہرت کو پس پشت ڈال کر مرضیٔ مولیٰ کے مطابق زندگی کا ہر لمحہ بسر کیا ان میں شہزادۂ اعلیٰحضرت مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات ستودہ صفات بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

یوں تو ان کے خاندان کا ہر فرد اتباعِ رسول کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا مگر کچھ ذاتی خوبیوں کے سبب والد ماجد اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کے بعد قوم نے جس اعزاز سے آپکو نوازا، وہ کسی اور کے حصہ میں نہ آیا۔ میرا اپنا ذاتی مشاہدہ ہے ــ یہ کوئی ۱۹۷۱ء کی بات ہے، جن دنوں میں ضلع بستی کے ایک ادارہ میں مولوی درجات کا طالب علم تھا۔ ۱۵۰ کلو میٹر کی دوری پر ایک بستی میں حضور مفتیٔ اعظم کی آمد ہوئی۔ آپ یہ تشریف آوری سیرت النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ایک جلسہ میں ہوئی تھی۔ میں اور میرے کچھ احباب جنھیں مفتیٔ اعظم ہند کی زیارت کا شوق عرصہ سے دامنگیر تھا، گئے۔ مئی جون کا زمانہ گرمی کی تمازت الامان والحفیظ وارفتگیٔ شوق میں دس میل کی مسافت پیدل طے کر کے گئے۔ وہاں کڑی دھوپ میں اس وقت پہونچے جب مفتیٔ اعظم ہند وضو فرما رہے تھے نحیف و ناتواں جسم، نورانی شکل و صورت، کشادہ پیشانی دستار پر وقار، جھکتی نگاہیں کسی ایسے باکمال اہل اللہ کو میری نگاہوں نے پہلی بار دیکھا تھا۔ پہلی زیارت کیا ہوئی میں ہمیشہ کے لئے انھیں کا ہوگیا۔ جب بھی آپ اس علاقہ و نواح میں تشریف لاتے ضرور میں زیارت کر کے تسکین نظر حاصل کرتا اور روح ایمان کو بالیدگی بخشتا۔

ان دنوں کی میری زیارت کسی عام انسان سے زیادہ نہیں ہوتی۔ جوں جوں علمی ترقی ہوتی رہی اور نگاہوں میں تجسس کا ملکہ پیدا ہوتا رہا تو وہ پہلی ملاقات جس میں میں نے مفتیٔ اعظم ہند کو نورانی شکل و صورت کا صرف ایک بزرگ انسان دیکھا تھا نصف سال رحلت سے قبل بریلی شریف میں میری آخری ملاقات اس وقت ہوئی جب میں دانش گاہ علم و فن مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں پہونچ چکا تھا۔ اس وقت میری نگاہوں نے دیکھا کہ مفتیٔ اعظم ہند صرف سادہ لوح بزرگ انسان ہی نہیں بلکہ علوم و فنون کے بحر ذخار، عابد شب زندہ دار، متقی و پرہیزگار اور مسلک سنیت کے علمبردار ہونیکے ساتھ ساتھ اہلسنت کے تاجدار بھی ہیں۔

مفتیٔ اعظم ہند کی تاجداری کا ثبوت اس سے بھی ملتا
ہے کہ انکی ذات بابرکت ان تمام معاملات میں جن کے
سبب کسی مذہب کی فلاح و بقا اور نیک نامی کا انحصار
ہوتا ہے یگانہ تھی۔ علم و فضل، زہد و تقویٰ، ارشد و ہدایت
سیاسی شعور، وابستگی، صداقت شعاری، راست بازی
اور اتباع سنت مصطفوی میں بلاشبہ وہ اپنی مثال آپ
تھے۔ ہر فن میں آپکی ریاست اور تاجداری مسلم تھی۔ تصنیف
وتالیف میں انھوں نے جو علم و فن کے جوہر دکھائے ہیں اس
سے بھی دینی علوم و فن میں تاجداری کا پتہ چلتا ہے۔ رشد و
ہدایت میں آپکی زندگی کا بیشتر لمحہ صرف ہوا ہے۔ پھر بھی ایک
درجن سے زائد کتابیں آپکی علمی عبقریت پر شاہد عدل ہیں۔
بقول کسے:۔

"انکی تحریر میں ان کے والد ماجد امام احمد
رضا قدس سرہ کے اسلوب کی جھلک
اور ژرف نگاہی نظر آتی ہے۔ تحقیق کا
کمال اور تدقیق کا جمال بھی فتاوی کی جزئیات
پر عبور کا جلوہ بھی نظر آتا ہے اور علامہ شامی
کے نقطۂ نظر کا انداز بھی۔"

جس کے انداز تصنیف میں امام احمد رضا جیسے زود
ذکی قلم کا رنگ جھلکتا ہو انکی تصنیف و تالیف کا انداز کیا
ہوگا۔ والد جلیل ہی کی طرح آپ نے بھی اصلاح عقائد اور
فتوی نویسی سے متعلق فیصلے صادر کئے جو بجائے خود بڑی اہمیت
کے حامل ہیں جس کے سبب آپکو "مفتیٔ اعظم ہند" جیسے عظیم
الشان لقب سے نوازا گیا۔ اس سے بڑھ کر عجیب بات یہ
ہے کہ جو واقعی تاجدار ہوتا ہے وہ کسی کافرانہ حکومت کے
گرد و غبار میں الجھا نہیں جاتا۔ انکی زندگی دنیا کی آلائشوں
سے بے غبار ہوتی ہے۔ اس کی زندگی کا ہر لمحہ اعلائے کلمۂ حق
کے لئے ہمہ تن تیار رہتا ہے۔

نسبندی کے رستاخیز زمانے میں بریلوی دارالافتاء
سے جو فتوی صادر ہوا تھا وہ ملک و ملت کی فلاح و بہبود
کا ضامن تھا۔ قوم کی تباہی کا سبب ہر زمانے میں کچھ علماء ہی
رہے ہیں۔ اس دور میں بھی کچھ نام نہاد علماء
سے متعلق جو اپنا موقف صادر کیا وہ ملت اسلامیہ
و بے چینی کا سبب بنا۔ بعض دین فروش مفتیوں
ہند کے من پسند جو گول مول فتوی صادر کیا۔
کی نشریات نے بڑے خوبصورت انداز میں ملک کے
گوشے میں مختلف ذرائع ابلاغ سے پہونچا دیا جو
خیال پر مشتمل تھا:۔

"میں علمائے کرام سے درخواست کروں گا
کہ اب تک منفی پہلو پر غور فرمایا ہے اب
مثبت پہلو پر بھی غور فرمائیں۔ یہ مسئلہ
اجتہادی ہے۔"

اس کے برخلاف رضوی دارالافتاء بریلی
جو فتوی صادر ہوا وہ شریعت مطہرہ کے عین مطابق
حکومت ہند کے عمائدین نے لاکھ کوششیں کیں کہ
کی تائید میں فتوی جاری کرالے۔ مگر قربان جائیے
رضویہ پر اس طوفان حوادث میں جبل مستقیم نے
کہا حق کہا حق کے علاوہ کچھ نہیں کہا۔ واضح لفظوں میں
کر دیا "نسبندی حرام ہے۔ حرام ہے۔ حرام ہے" اور
لکھ کر شائع بھی کیا۔ حکومت ہند کو اس سے عجیب
لگی اور اسکی ساری فیملی پلاننگ نذر خس و خاشاک ہو
اس فتوی سے حکومت ہند کے ایوان میں بے چینی پھیل
مفتیٔ اعظم ہند کو گرفتار کرنیکا فیصلہ ہوا مگر وہ
اہل سنت کے تھے کس کی مجال تھی کہ ان کے ہاتھوں میں
ڈالتا۔ پوری جمعیۃ اہل سنت میدان میں آجاتی۔ اور
پورا ہندوستان خون میں ڈوب جاتا۔ جیسے ہی حکومت
اس قسم کا خطرہ لاحق ہوا مفتیٔ اعظم ہند کے خلاف
منصوبے کالعدم قرار دیدیئے اور پھر ایک جملہ بھی
ان کے بارے میں استعمال نہ ہو سکا۔

مفتیٔ اعظم ہند کی زندگی کا ہر لمحہ شریعت
کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔ شریعت کے برخلاف انھوں
اپنی دانست میں بچپن سے لے کر تا دم حیات کوئی کام

کیا۔ اس کے لئے انھیں کیا کچھ نہیں کرنا پڑا مگر وہ اپنے ارادے پر اٹل رہے۔ اگر یہ فیصلہ کر لیا کہ جس رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت میں تصویر کھینچنا، رکھنا بنانا سب حرام ہے اس رسول محترم کی بارگاہ میں تصویر کھنچا کر جاؤں یہ اتباع شریعت مصطفوی کے خلاف ہے۔

تاجدار اہل سنت کا یہ فیصلہ اتنا اٹل اور مستحکم تھا کہ اس فیصلے کے سامنے حکومت ہند نے بھی گھٹنے ٹیک دیئے اور خود اپنے ہاتھوں اپنے قانون کا گلا گھونٹتے ہوئے اس نے بلا فوٹو آپ اور آپکی اہلیہ محترمہ کا پاسپورٹ بنانے کا حکم صادر فرما دیا۔ اس طرح بغیر کسی گناہ کا ارتکاب کئے ہوئے زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوگئے۔ یہ آپکے تیسرے حج کا واقعہ ہے۔ دو بار آپ نے حج اس وقت ادا فرمائے جب فوٹو کی شرط نہیں تھی۔

تاجدار اہل سنت مفتیٔ اعظم ہند نہ تو خود خلاف شریعت کوئی عمل کرتے اور نہ ہی کسی شخص کو کرتا ہوا دیکھنا چاہتے۔ کوئی بھی شخص خواہ ہندو ہو یا مسلمان اگر فرمان خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کر رہا ہے تو اسے بھی ٹوک دیتے اور صرف ٹوکتے ہی نہیں بلکہ ہر ممکن طور پر اسے اس برے عمل سے روکنے کی کوشش کرتے۔ آج اس پر فتن دور میں کسی بدکردار شخص کو اس کی بدکرداری سے روکنا کس قدر جرأت اور بے باکی کا کام ہے اس کی وضاحت کی یہاں چنداں ضرورت نہیں۔ حضرت کے پرانے خادم ناصر میاں کا بیان ہے کہ:-

"ایک بار حضرت ٹرین میں سفر کر رہے تھے اتفاق سے اس ڈبے میں ملٹری کے لوگ تھے جو شراب پی رہے تھے۔ حضرت اپنے برتھ سے سو کر اٹھے تو دیکھا اور منع کیا وہ نہیں مانے تو جوان کا ہیڈ تھا اسے بڑے زور سے ڈانٹا اور ایسا زناٹے دار تھپڑ رسید کیا کہ شراب کی بوتل دور جا گری اور اس کا منہ گھوم گیا۔ یہ منظر دیکھ کر سب گھبرا گئے۔"

مفتیٔ اعظم ہند یقیناً تاجدار اہل سنت تھے۔ ان کی زندگی کا یہی معمول تھا ؎

ٹوک دو گر غلط کہے کوئی
روک دو گر غلط کرے کوئی

شراب یقیناً ام الخبائث ہے۔ ہر مذہب میں اسکی برائیاں موجود ہیں۔ کوئی بھی شریف انسان اسے پینے کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ اس سے جو شر و فساد رونما ہوتے ہیں وہ اہل علم پر مخفی نہیں۔ مفتیٔ اعظم ہند کی یہ وہ خوبی ہے جو دوسرے ہمعصروں میں نہیں پائی جاتی۔ قدم قدم پر لوگوں کو برائی سے باز رکھنا، نیکی کی تلقین کرنا اور بلا جھجک غیر شرعی حرکت پر روک دینا۔ ان امور سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس تاجدار کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں کیا مقام تھا

تاجدار اہل سنت کی فقہی بصیرت مسلمات میں سے ہے۔ شریعت مصطفےٰ کے خلاف انھوں نے کبھی کوئی حکم صادر نہیں فرمایا۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ:-

پوری دنیائے اسلام کے مفتیان کرام کسی ایک مسئلہ پر متفق تھے مگر آپ کا فتویٰ سب کے برعکس تھا۔ پاکستان رویت ہلال کمیٹی کے افراد عید و بقرعید کا چاند مشرقی و مغربی پاکستان میں جہاز میں سوار ہوکر دیکھتے تھے پھر انکی تصدیق پر حکومت کی جانب سے پورے ملک میں رویت کا اعلان کیا جاتا ہے۔ ایک بار اسی طرح ۲۹ر رمضان کو رویت ہلال کمیٹی کے افراد چاند دیکھنے ہوائی جہاز سے اڑے مشرقی پاکستان سے مغربی پاکستان جاتے ہوئے چاند نظر آہی گیا۔ حکومت پاک نے رویت ہلال کا اعلان عام کردیا۔ وہاں کی سنی عوام نے اس فیصلے کو نہ مانا اور انھوں نے تمام اسلامی ملکوں کے مفتیان کرام سے رابطہ قائم کیا۔ مفتی اعظم ہند کے پاس بھی استفتاء آیا۔ تمام اسلامی ممالک کے مفتیوں نے حکومت پاکستان کی رویت ہلال کمیٹی کی تائید کی مگر تاجدار اہل سنت مفتی اعظم ہند نے اس فیصلے کو مسترد کرتے ہوئے اپنا فیصلہ درج ذیل لفظوں میں صادر کیا:۔

"چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور عید کرنے کا شرعی حکم ہے اور جہاں چاند نظر نہ آئے وہاں شرعی شہادت پر قاضی شرعی حکم دے گا چاند کو سطح زمین یا ایسی جگہ سے کہ جو زمین سے ملی ہوئی ہو وہاں دیکھنا چاہئے۔ ہوا جہاز سے چاند دیکھنا یہ غلط ہے کیوں کہ چاند غروب ہوتا ہے فنا نہیں ہوتا ہے اس لئے کہیں ۲۹ر کو اور کہیں ۳۰ر کو نظر

کنگھی محال کانپور میں حضرت سید شاہ بابا اور حضرت پیچھم شاہ بابا کے مزارات

آتا ہے۔ اگر جہاز اڑا کر دیکھنا شرط ہو تو اور بلندی پر جانے کے بعد چاند ۲۷ر اور ۲۸ر کو بھی نظر آسکتا ہے تو کیا ۲۷ر اور ۲۸ر کو بھی چاند کا حکم دیا جائیگا اور نہ ہی کوئی عاقل اس کا اعتبار کرے گا ایسی حالت میں جہاز سے ۲۹ کے چاند کو دیکھنا کب معتبر ہوگا۔" ؎۲

مفتی اعظم ہند کے اس فتویٰ کا اتنا اثر ہوا کہ حکومت نے تصدیق کے طور پر اگلے مہینے کی ۲۷ر اور ۲۸ر تاریخ کو جہاز سے چاند دکھوایا۔ چاند نظر آگیا۔ اس طرح حکومت نے مفتی اعظم کے اس فتویٰ کی روشنی میں رویت ہلال کمیٹی توڑدی اور دنیا کے مفتیان کرام نے مفتی اعظم ہند کے سامنے سر نیاز خم کرکے انکی فقہی عبقریت دل سے تسلیم کرلی۔

اخلاق و کردار میں بھی مفتی اعظم ہند اپنے والد ماجد کا عکس تھے۔ انکی زندگی کا ہر لمحہ سیرت رسول کا آئینہ دار تھا۔ بدفال نکالنے کو منع کرتے۔ قبرستان کی تعظیم اور سادات کا احترام دل سے کرتے۔ غیر اسلامی نام رکھنے اور نام بگاڑ کر بولنے کو منع کرتے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بہت

...دیتے ۔ ایک بار پلیٹ فارم پر مسافروں میں سے
...کو "طوفان آنے والا ہے" مفتی اعظم نے سنتے
...فرمایا اور کہا کہنا ہے تو کہو کہ "فلاں وقت
...جانے والا ہے"۔ [3]

...ایام طفولیت سے لے کر سفر آخرت تک وہ زندگی
...گوشوں میں یہ ثابت کر چکے تھے کہ مفتی اعظم ہند
...تاجدار ہیں جس کی تصدیق عوام و خواص ہر ایک نے اپنے
...پردہ فرمانے کے بعد اکناف عالم سے جوق در جوق
...کی تعداد میں آگئی ۔ اخبار، ریڈیو کی اطلاع کے مطابق:

"جلوسِ جنازہ میں ملکی و غیر ملکی اخبار
...ویژنوں، رپورٹروں کی خاصی تعداد موجود
تھی جنہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار
کرتے ہوئے بتایا کہ دنیا کی تاریخ میں کسی
مذہبی پیشوا کے جلوس جنازہ میں اتنی بڑی
تعداد ریکارڈ نہیں کی گئی۔" [4]

تقویٰ و طہارت میں حزم و احتیاط کا اندازہ اس
...سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک بار آپ نے وضو فرمایا
...چھنگلی کے ناخن میں لگا رہ گیا ۔ آپ نے امامت
...نماز پڑھانے کے بعد ہاتھ کی چھنگلی کو دکھاتے ہوئے
...چھنگلی کے ناخن میں کچھ لگا رہ گیا پھر سے وضو کروں گا
...دوبارہ نماز ہوگی۔

اسی تقویٰ ہی کا نتیجہ تھا جس کے سبب سینکڑوں
...ہزاروں صرف آپکی نورانی شکل و صورت دیکھ کر
...مسلمان ہوگئے ۔ اشاعت دین حق کا جو فریضہ آپ
...مجلس گفتگو اور علم و فضل کے علاوہ اپنی نورانی موہنی
...صورت سے کیا وہ اس دور کے علما اکابر پر جوش اور شعلہ
...تقریر والے نہ کر سکے ۔ اس طرح کی بیشتر مثالیں ہیں
...جنہوں نے نورانی چہرہ دیکھا اور اس میں ایمان کی وہ تابانی
...دیکھی جس سے انکے دل و دماغ منور ہوئے بغیر نہیں رہ
...اور بغیر کسی تمہید کے دست حق پرست پر اسلام
...قبول کرلیا ۔ اتباع شریعت مصطفوی تاجدار اہل سنت کی
زندگی کا نصب العین تھا زندہ رہے تو اسی کی روشنی میں اور
جان جان آفریں کے سپرد کی تو اسی کی تعلیم دی اور مریدین
اور عقیدتمندوں سے یہی فرمایا:

"سنتِ مصطفےٰ کو مضبوطی سے پکڑے
رہنا۔ اس میں دین و دنیا کی بھلائی ہے" [5]

اشاعتِ دین حق کے سلسلے میں یہ تگ و دو
اور بھاگ دوڑ بے لوث تھی اگر اب اس کا صلہ چاہتے
تو آپکی آواز بھی اسٹیج سے بے اثر رہتی جس طرح ان علماء کی
ہوتی اور رہے جنہوں نے اشاعتِ دین حق کو پیشے کے طور پر
اپنایا ہے۔

خدا ہمیں اور آپکو مفتی اعظم ہند کی تعلیمات
پر عمل کرنے اور انکی زندگی کو اپنے لئے نمونہ عمل بنانے کی
توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم صحیح طور سے اسوۂ رسول مقبول
صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر چل کر سعادت دارین سے
مستفیض ہوسکیں۔ (آمین)

---

[1] ماہنامہ استقامت مفتی اعظم ہند نمبر ص ۴۲۹ کانپور ۱۹۸۳ء
[2] ماہنامہ استقامت مفتی اعظم نمبر ص ۲۴۲ کانپور ۱۹۸۳ء
[3] عبدالنعیم عزیزی مفتی اعظم ہند ص ۱۰۶ مطبوعہ ۱۹۸۱ء
[4] ماہنامہ استقامت مفتی اعظم ہند نمبر ص ۲۴۴ کانپور ۱۹۸۳ء
[5] عبدالنعیم عزیزی مفتی اعظم ہند ص ۴۲
[6] ماہنامہ استقامت مفتی اعظم ہند نمبر ص ۱۵۵ کانپور ۱۹۸۳ء
[7] ماہنامہ استقامت مفتی اعظم ہند نمبر ص ۲۸۳ کانپور ۱۹۸۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جشنِ صد سالہ مبارک ہو
اگر کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو تو نماز اور سچائی کو اپنا شعار بنالو۔
(حدیث شریف)
یا خدائے رحمٰن و رحیم!
اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان پیاری پیاری باتوں کے صدقے میں مجھے، میرے اہل وعیال اور عزیز واقارب کو اپنی حفاظت رکھ کر دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرما اور ہمارے کاروبار میں ترقی وبرکت عطا فرما (آمین)
عرض گزار
محمد طارق فاروقی
مینوفیکچرس کاٹن اینڈ پنتھک فیبرس
بھیونڈی ضلع تھانہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی دعائیں

حضور سیدی، سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے اپنی مقدس زندگی کا ایک ایک لمحہ خدا کے نیک بندوں اور رسول کے فدائی امتیوں کی دنیا اور آخرت کی فلاح وبہبود کے لئے صرف کیا قرآن وحدیث کا درس دیا۔ نیک اعمال کی رغبت دلائی نیک لوگوں کی صحبتیں اختیار کرنے کا پیغام دیا اور اپنے پیروؤں کے دلوں میں عشق رسول وآل واصحاب رسول کوٹ کوٹ کر بھر دیا۔

اسی سلسلہ میں امام اہلسنت نے دعاؤں اور وظیفوں کا ایک مجموعہ بھی مرتب فرمایا تھا جو بعد میں الوظیفۃ الکریمہ۔ کے عنوان سے شائع ہوکر گھر گھر پہونچ چکا ہے ہم محض حصول خیر وبرکت کے لئے اور قارئین یٰسٓ کو بیش از بیش استفادہ کی سہولت دینے کی غرض سے آئندہ صفحات میں یہ دعائیں اور وظائف پیش کررہے ہیں۔ امید ہے قارئین کرام ان سے خوب خوب فوائد حاصل کریں گے اور اپنے مخصوص اوقات میں ادارۂ یٰسٓ کی کامیابی اور خوشحالی کے لئے دعا فرمائیں گے۔

ادارہ

مَلٰٓئِکَتَکَ وَجَمِیْعَ خَلْقِکَ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ وَحْدَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ چار چار بار۔ ہر بار چہارم حصہ بدن دوزخ سے آزاد ہو۔ شام کو اَصْبَحْتُ کی جگہ اَمْسَیْتُ کہے۔

⑰ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا دَآئِمًا مَّعَ دَوَامِکَ وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا خَالِدًا مَّعَ خُلُوْدِکَ وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَّا مُنْتَھٰی لَہٗ دُوْنَ مَشِیْئَتِکَ وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا عِنْدَ کُلِّ طَرْفَۃِ عَیْنٍ وَّتَنَفُّسِ کُلِّ نَفَسٍ ایک ایک بار۔ گویا اس نے اس دن رات پوری عبادت کا حق ادا کیا۔

⑱ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ ایک ایک بار۔ غم و الم سے بچے ادائے قرض کے لیے گیارہ گیارہ بار پڑھے۔

⑲ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ فَلَا تَکِلْنِیْٓ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ وَّاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّہٗ۔ ایک ایک بار۔ سب کام بنیں۔

⑳ اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ وَلَا تَکِلْنِیْٓ اِلَی اخْتِیَارِیْ۔ سات سات بار۔ دن رات کے ہر کام کے لیے استخارہ ہے۔

㉑ سید الاستغفار ایک ایک بار یا ۳۔۳ بار۔ گناہ معاف ہوں اور اس دن رات مرے تو شہید۔ وہ یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْٓءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْٓءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ۔ فقیر اس کے بعد اتنا زائد کرتا ہے، وَاغْفِرْ لِکُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَۃٍ۔ اور اپنے جس فعل سے کسی ضرر کا اندیشہ ہوتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے۔

㉒ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ۔ سو سو بار۔ دنیا میں فاقہ نہ ہو۔ قبر میں وحشت نہ ہو۔ حشر میں گھبراہٹ نہ ہو۔

صرف صبح

① بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ ہر کام بنے، شیطان سے محفوظ رہے۔

② سورۂ اخلاص گیارہ بار۔ اگر شیطان مع اپنے لشکر کے کوشش کرے کہ اس سے گناہ کرائے نہ کرا سکے جب تک کہ یہ خود نہ کرے۔

③ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ۔ اکتالیس بار۔ اس کا دل زندہ رہیگا اور خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

④ سُبْحٰنَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ۔ تین تین بار۔ جنون، جذام اور نابینائی سے بچے۔

⑤ تلاوت قرآن عظیم کم از کم ایک پارہ حتی الامکان طلوع شمس سے پہلے اور اگر آفتاب نکل آئے تو ٹھہر جائے اور ذکر اذکار کرے، یہاں تک کہ آفتاب خوب بلند ہو جائے کہ جن تین وقتوں میں نماز ناجائز ہے تلاوت بھی مکروہ ہے۔

⑥ دلائل الخیرات۔ ایک حزب

⑦ شجرہ شریف۔ واؤں وشعر، قبل طلوع ہوں یا بعد طلوع۔

پانچوں نمازوں کے بعد

① آیۃ الکرسی ایک ایک بار۔ موت ہی داخل جنت ہو

② اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ تین تین بار۔ گناہ معاف ہوں، اگرچہ سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں۔

③ تسبیح حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سُبْحٰنَ اللّٰہِ تینتیس بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تینتیس بار، اَللّٰہُ اَکْبَرُ چونتیس بار۔ اخیر میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ ایک بار۔ اس دن تمام جہان میں کسی کا عمل اس کے برابر بلند نہ کیا جائے گا مگر جو اس کے مثل پڑھے۔

④ ماتھے پر دہنا ہاتھ رکھ کر بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الْھَمَّ وَالْحُزْنَ۔ ہر غم و پریشانی سے بچے۔ فقیر اس کے بعد اتنا زائد کرتا ہے وَعَنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ۔

⑤ پنج گنج قادریہ۔ برکات بے شمار ہیں۔

نماز صبح و عصر کے بعد

① بغیر پاؤں بدلے بغیر کلام کیے دس دس بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ ہر بلا و آفت و شیطان و مکروہات سے بچے۔ گناہ معاف ہوں۔ اس کے برابر کسی کی نیکیاں نہ ہوں۔

② اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ۔ سات سات بار۔ واسطے حفاظت کے آگ سے بچا۔

نماز صبح کے بعد

① اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ کُلَّ مُھِمٍّ مِّنْ حَیْثُ شِئْتَ وَمِنْ اَیْنَ شِئْتَ حَسْبِیَ اللّٰہُ لِدِیْنِیْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لِدُنْیَایَ حَسْبِیَ اللّٰہُ لِمَآ اَھَمَّنِیْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لِمَنْ بَغٰی حَسْبِیَ اللّٰہُ لِمَنْ حَسَدَنِیْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لِمَنْ کَادَنِیْ بِسُوْٓءٍ حَسْبِیَ اللّٰہُ عِنْدَ الْمَوْتِ حَسْبِیَ اللّٰہُ عِنْدَ الْمَسْاَلَۃِ فِی الْقَبْرِ حَسْبِیَ اللّٰہُ عِنْدَ الْمِیْزَانِ حَسْبِیَ اللّٰہُ عِنْدَ الصِّرَاطِ حَسْبِیَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ ایک ایک بار یا تین تین بار۔ ہر مشکل آسان ہو۔ سب پریشانیاں دور ہوں، ایمان سلامت رہے، اللہ تعالیٰ ہر جگہ مدد فرمائے۔ دشمن برباد ہوں۔ حاسد اپنی آگ میں جلیں۔ نزع آسان ہو۔ قبر میں شاداں ہو۔ نیکیوں کا پلہ بھاری ہو۔ صراط پر سہل جانا ہو۔

② بعد نماز صبح بغیر پاؤں بدلے بیٹھا ہوا ذکر الٰہی میں مشغول رہے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو یعنی طلوع کنارۂ شمس کو بیس پچیس منٹ گزر جائیں۔ اس وقت دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ پورے حج و عمرہ کا ثواب لے کر پلٹے۔

نماز مغرب

[illegible] کر کے بیٹھی ایک بار نیت سے ہزار [illegible]
[illegible] سُبْحٰنَ [illegible] سے شروع [illegible]
[illegible]
[illegible] کے لیے ضروری ہے۔

شبِ جمعہ

ایسی خوب [illegible] سے [illegible]

① سُوْرَۃُ الْمُلْک عذابِ قبر [illegible] ہے
② سُوْرَۃُ یٰسٓ مغفرت ہے
③ سُوْرَۃُ الْوَاقِعَۃ فاقہ سے امان ہے
④ سُوْرَۃُ الدُّخَان صبح اس حال میں اٹھے کہ ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

بعد نمازِ عشاء

① اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ۔ طاق بار جنابِ نبوت کے
حصولِ زیارتِ اقدس کے لیے اس سے بہتر صیغہ نہیں مگر خاص تعظیمِ شانِ
اقدس کے لیے پڑھے، اس نیت سے ہرگز نہ پڑھے کہ مجھے زیارت عطا ہو۔ آگے
ان کا کرم بے حد و انتہا ہے۔

[illegible] طلب
[illegible]

سر مدینہ طیبہ کی طرف ہو اور دل حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ
وسلم کی طرف، دست بستہ بیٹھے، یہ تصور باندھے کہ روضۂ انور کے حضور حاضر ہوں اور
یقین جانے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اسے دیکھ رہے ہیں،
اس کی آواز سن رہے ہیں، اس کے دل کے خطروں پر مطلع ہیں۔

② اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ، اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ
الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ، اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ
الظّٰلِمِیْنَ۔ صَلِّ سَلِّمْ وَبَارِکْ اَبَدًا عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ
وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا غَوْثُ یَا غَوْثُ
یَا غَوْثُ ۱۰۰ مرتبہ۔ گناہوں کی مغفرت، آفاتِ دنیاوی و اخروی
سے نجات و حفاظت۔

سوتے وقت

① آیۃ الکرسی شریف ایک بار، جب تک سوئے حفاظت کرتی رہے۔

اس کے گھر اور گرد کے گھروں میں چوری سے پناہ ہو، آسیب و جن کا دخل نہ ہو۔

② تسبیحِ حضرت زہرا تسبیحِ فاطمہ پڑھے، اس کے فوائد بے شمار۔
③ الحمد و قل ایک ایک بار
④ ابتدائے سورۂ بقرہ سے مُفْلِحُوْنَ تک اور آخر اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے۔ ان دونوں کے فوائد بے شمار ہیں۔
⑤ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے آخر کہف تک، چار پانچ شب پڑھے، صبح جس وقت جاگنے کی نیت سے پڑھے آنکھ کھلے گی۔
⑥ دونوں کفِ دست پھیلا کر تینوں قل ایک ایک بار پڑھ کر ان پر دم کرے اور سر اور چہرہ اور سینے اور آگے پیچھے جہاں تک ہاتھ پہنچیں سارے بدن پر پھیرے، پھر دوبارہ سہ بارہ اسی طرح۔ ہر بلا سے محفوظ رہے۔
⑦ سورۂ قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پر خاتمہ کرے، اس کے بعد کلام کی حاجت ہو تو بات کر کے پھر پڑھ لے کہ اسی پر خاتمہ ہو گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

سوتے سے اٹھ کر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَحْیَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ،
قیامت میں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ عزوجل کی حمد ہی کرتا اٹھے۔

تنبیہ: اوپر سے یہاں تک جتنی دعائیں لکھی گئیں، ہر ایک کے اول آخر درود شریف ضروری ہے۔

تہجد

فرضِ عشاء پڑھنے کے بعد کچھ دیر سو رہے پھر شب میں طلوعِ صبح سے پہلے جس وقت آنکھ کھلے اگرچہ رات کے نو بجے یا جاڑوں میں جب پونے چھ بجے عشاء پڑھ کر سو رہے اور سات سوا سات بجے آنکھ کھلے وہی وقت تہجد کا ہے۔ وضو کرکے کم از کم دو رکعت پڑھے، تہجد ہو گیا اور سنت آٹھ رکعت ہیں اور معمولِ مشائخ ۱۲۔ قراءت کا اختیار ہے جو چاہے پڑھے اور بہتر یہ کہ جتنا قرآن مجید یاد ہو اس کی تلاوت ان رکعتوں میں کرے۔ اگر کل یاد ہو تو کم سے کم تین رات زیادہ سے زیادہ چالیس رات میں ختم کرے۔ نہ یاد ہو تو ہر رکعت میں تین تین بار سورۂ اخلاص کہ جتنی رکعتیں پڑھے گا اتنے ختمِ قرآن مجید کا ثواب ملے گا۔

ذکرِ جہر چہار ضربی

چار زانو بیٹھے۔ بائیں زانو کی رگ کیماس دہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے برابر کی انگلی میں دبائے، پھر سر جھکا کر بائیں گھٹنے کے محاذی لا کر لا کا لام یہاں سے شروع کر کے دہنے گھٹنے کے محاذات تک کھینچتا ہوا لے جائے۔ اب یہاں سے اِلٰہَ کا ہمزہ شروع کرکے لام کے بعد کا الف دہنے شانے تک کھینچتا لے جائے اور ہ دہنی طرف خوب منہ پھیر کر کے پھر وہاں سے اِلَّا اللّٰہُ بقوت دل پر ضرب کرے۔ سو بار یا حسبِ قوت کر کے شروع کرے، پھر جب طاقت و فرصت بڑھتا جائے، بہتر یہ ہے کہ پانچ ہزار ضرب روزانہ تک پہنچائے۔ جب حرارت بڑھنے لگے ہر سو بار کے بعد ایک یا تین بار مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کہے، تسکین پائے گا۔ ایسے وقت اور ایسی جگہ ہو کہ ریا نہ آئے۔ کسی نمازی ذاکر یا مریض یا سوتے کو تشویش ہو۔ اگر دیکھے کہ ریا آتا ہے تو نہ چھوڑے اور خیالِ ریا کو دفع کرے۔ اللہ عزوجل کی

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم
مصطفیٰ جانِ رحمت کا ارشاد: اپنے ہاتھ کی کمائی ہوئی روزی سے بہتر کوئی
روزی نہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام (پیغمبر) اپنے ہاتھ سے اپنی روزی کماتے
تھے۔ (بخاری شریف)
دعا
یا خداوند قدوس! اپنے حبیب و محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے اقوالِ نورانی کے صدقے میں ہمیں اپنی رحمتوں اور نعمتوں
سے مالامال فرما اور ہمارے کاروبار کو زیادہ سے زیادہ ترقی عطا کر
(آمین)
عرض گزار
الطاف حسین
الطاف بیکری
ابراہیم مرچنٹ روڈ نزد بمبئی
جیبیں بمبئی مسجد

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نصر من اللہ و فتح قریب
وظیفہ مبارک
جب امام جمعہ کی نماز کا خطبہ پڑھتا ہو اس وقت
دل میں ایک سو ایک بار یا بصیر پڑھے
بکرمہ تعالیٰ مخصوص نظر عنایت الٰہی ہوگی۔
اے خدائے بصیر و خبیر!
اس وظیفہ مبارک کے تصدق، مرشد و مقتدا حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی
تربت اقدس پر شب و روز رحمت و نور کی بارش برسا۔
اور اس کے چند چھینٹے اس عاجز و بے نوا کو عنایت فرما اور اس کے
طفیل ہمیں صحت و تندرستی، ہماری تجارت میں نفع اور درجات میں
بلندی عطا فرما۔
عرض گزار: —
مہتمم دار العلوم غوث اعظم
امام احمد رضا روڈ میمن واڑہ پوربندر
(گجرات)
ماہنامہ الرس کانپور ۲۱۸ مفتیٔ اعظم نمبر

سرکار برہان الملت مولانا شاہ برہان الحق صاحب علیہ الرحمہ

جنہیں حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ والرضوان نے سلامتی کی دعا دی

جناب محمد رمضان عبد العزیز صاحب قادری اسلامی

حضور سیدی سرکار برہان الملت حضرت مولانا الحاج شاہ عبد الباقی برہان الحق کی ولادت باسعادت بروز پنجشنبہ (جمعرات) ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۲/۱۳ اکتوبر ۱۸۹۲ء صبح بعد نماز فجر ہوئی۔

آپ کا سلسلۂ نسب حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر سے حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک پہنچتا ہے اس طرح آپ صدیقی النسب ہیں۔

ہندوستان میں آمد آپ کے اجداد کی نویں پشت میں حضرت مولانا شاہ محمد عبد الوہاب صدیقی طائفی علیہ الرحمۃ میر قمر الدین خان آصف جاہ اول بانیٔ سلطنت آصفیہ کے زمانے میں آصف الدولہ صلابت جنگ کے ساتھ طائف شریف سے حیدر آباد دکن تشریف لائے اور مکہ مسجد نیز محکمہ امور مذہبی شرعی کے مناصب پر مامور ہوئے اور یہ منصب آپ کے خاندان کے اجداد میں برابر پانچ پشتوں تک حضرت مولانا شاہ محمد عبد الرحیم علیہ الرحمۃ کی حیات تک باقی رہا۔ پانچویں پشت کے جد کریم مولانا شاہ محمد عبد الرحیم علیہ الرحمۃ کے زمانے میں آصف جاہ رابع میر فرخندہ علی خاں کا دور حکومت تھا کہ غرہ محرم الحرام ۱۲۶۴ھ مطابق ۱۸۴۷ء کو پسر انوار جنگ نے علانیہ تبرا کیا۔ علماء اہل سنت نے اس کے خلاف مکہ مسجد میں علم جہاد نصب کرکے سخت احتجاج کیا یہاں تک کہ بلوائے عام ہوگیا آصف جاہ خامس میر تہنیت علی خاں جو اس وقت ولی عہد تھے مصالح ملکی کی بناء پر علماء اہل سنت سے کبیدہ خاطر ہوکر بہت برافروختہ ہوئے اور اتنے زیادہ ناراض ہوئے کہ تمام علماء اہل سنت کو ان کے مناصب سے برطرف کرنے کے درپے ہوگئے۔ مگر مدار المہام بہادر کی حکمت عملی کام آئی۔ اور تبرا علانیہ کا سدباب ہوگیا۔ اہل سنت کے مطالبات تسلیم کئے گئے اور وہ ہر طرح مظفر و منصور رہے۔

فوری طور پر اگرچہ علماء اہلسنت کے خلاف کوئی تعرض نہ ہوا۔ پھر بھی عتاب حاکم برابر جاری رہا اور دھیرے دھیرے علماء اہل سنت کا استحصال ہوتا رہا اور وہ اپنے مناصب سے ہٹائے جاتے رہے۔ پھر ان کی جگہ خوشامدی حاکم وقت کے اشارۂ ابرو پر چلنے والے علماء سوء نے رواج پایا۔

حضرت مولانا شاہ محمد عبد الرحیم علیہ الرحمۃ نے حکومت اور حاکم وقت کے طرز عمل کا بخوبی اندازہ فرمالیا تھا اسی بناء پر اپنے بیٹے حضرت مولانا شاہ محمد عبد الرحمن علیہ الرحمۃ اور اپنے پوتے حضرت مولانا شاہ محمد عبد الکریم علیہ الرحمۃ کو وصیت و نصیحت فرمائی کہ:

میرے فرزندو! اگرچہ خدا اور رسول جل جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و انعام سے ہمارے خاندان کو جو مذہبی اقتدار اور اعزاز و وقار حاصل ہے اس بناء پر حکومت و حاکم وقت آج تک مجھ سے کوئی تعرض نہ کرسکے۔ لیکن اب اپنے خاندان کے کسی بھی فرد کو مملکت آصفیہ حیدر آباد میں کوئی بھی دینی مذہبی اور دنیاوی منصب نہیں قبول کرنا ہے اور بہتر تو یہ ہوگا کہ اس حکومت کی حدود سے ترک سکونت بھی اختیار کی جائے۔ اس لئے کہ دین و ایمان و اتباع سنت کی حفاظت دنیاوی عزت و فکر معاش سے زیادہ بہتر ہے۔

حسب وصیت و نصیحت ہر دو حضرات نے حضرت مولانا شاہ

محمد عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد حدود مملکت آصفیہ سے ترک سکونت اختیار فرمائی اور علاقہ تاڑبن حیدر آباد میں سکونت اختیار فرمائی تاڑبن سکندر آباد کے پاس ایک علاقہ ہے جہاں برطانوی فوجی حکومت کا ہیڈ کوارٹر تھا اور برطانوی ریذیڈنٹ کے قبضہ واختیار واقتدار میں تھا۔

یہاں سکونت اختیار کرنے کے بعد ذریعہ معاش کیلئے حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم صاحب نے برطانوی مدراسی فوج میں میر منشی اور کوتوال کے عہدہ پر ملازمت اختیار کرلی۔ مدراسی فوج کے ساتھ جبلپور تشریف آوری۔ مدراسی فوج میں ملازمت اختیار فرمانے کے بعد جب یہ فوج حیدرآباد سے کامٹی آئی آپ بھی اس کے ہمراہ کامٹی آئے اور اواخر ۱۲۷۰ھ میں حضرت مولانا شاہ عبدالکریم اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد عبدالرحمٰن علیہم الرحمۃ کو اپنے ہمراہ لئے جبل پور تشریف فرما ہوئے جبل پور آنے کے بعد حضرت مولانا عبدالکریم کے علم وفضل و بزرگی وکمالات فیوض ظاہری وباطنی کا چرچا بڑھنے لگا دور دراز اور اطراف اکناف کے لوگ مسائل شرعیہ حل کرنے نقوش وتعویذ لینے۔ اور علاج کی غرض سے تجویز دوا کے لئے بھی کثرت سے آنے لگے اور حضرت مولانا کی ذات اقدس فوجی ملازمت میں ہوتے ہوئے بھی مرجع خلائق تھی۔

حضرت مولانا عبدالکریم سلسلۂ قادریہ میں حضرت دبلے شاہ محی الدین علیہ الرحمۃ رائے ویلوری سے بیعت تھے۔ اور حضرت مولانا شاہ سید ابی القاسم یوسف حسن بخاری علیہ الرحمۃ سے سلسلۂ نقشبندیہ میں خلافت واجازت حاصل تھی حضرت مولانا شاہ سید ابی القاسم یوسف حسن بخاری علیہ الرحمۃ سفر حج وزیارت کو جاتے ہوئے ۱۲۸۲ھ میں براہ جبل پور گذرے اور مولانا عبدالکریم کے جبل پور میں موجود ہونے کی اطلاع کی بنا پر فوجی ہیڈ کوارٹر صدر بازار میں تشریف فرما ہوئے اور چند دن جبلپور میں قیام فرمایا۔ اب یہاں کے فوجی ہیڈ کوارٹر میں شریعت وطریقت اور علم وعمل کے آفتاب وماہتاب جمع تھے۔ یعنی قرآن السعدین کے باعث خلق کا بے حد ہجوم ہونے لگا۔ جسے دیکھکر مولانا صاحب کے پیرومرشد متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اور اپنی روانگی سے قبل پندونصائح وارشاد وہدایات کے ساتھ حضرت سید ابی القاسم یوسف حسن بخاری نے ارشاد فرمایا کہ

"عبدالکریما بصد افسوس من می بینم کہ الماس در آب وگل مخلوط است۔ کے بود کہ ایں جوہر قیمتی از آب وگل بروں آید" یعنے اے عبدالکریم میں بہت افسوس کے ساتھ دیکھ رہا ہوں کہ ہیرا کیچڑ میں لپٹا ہوا ہے کب ایسا ہوگا کہ اتنا قیمتی جوہر کیچڑ سے باہر آئے۔

حضرت مولانا صاحب کے پیرومرشد نے یہ الفاظ کچھ اس انداز سے ارشاد فرمایا کہ ان کے قلب پر پیرومرشد کے ان الفاظ کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ ادھر پیرومرشد نے جب ناگپور سفر کے لئے روانگی اختیار فرمائی حضرت مولانا نے اپنے پیرومرشد کو بادیدہ تر رخصت فرمایا اور مکان پہنچتے پہنچتے حضرت مولانا صاحب نے ترک ملازمت کا محکم اور مصمم ارادہ فرمالیا۔ اور ملازمت سے استعفےٰ دے دیا۔ آپ کے استعفےٰ پر افسران فوج نے ہرچند اس کی واپسی کا مشورہ دیا مگر جو ارادہ پیرومرشد کا اشارہ پاکر کیا گیا تھا۔ اس کی تکمیل کا پورا سامان فوری طور پر کرکے مراجعت وطن کا بھی ارادہ فرمالیا۔

شہر جبل پور کے سبھی مسلمان فوجی ٹھیکیداروں اور صدر بازار وشہر کے تمام خاص وعام عقیدت مندوں اور مریدوں نے مراجعت حیدر آباد کے ارادہ کو ترک فرمانے کی درخواست کی جس نے شرف قبول پایا۔ اور حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم صاحب نے خدمت دین ومذہب وخدمت خلق کے لئے جبل پور میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ برہان میاں کی رسم بسم اللہ خوانی کے ساتھ آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا۔ اور مدرسہ برہانیہ کا قیام عمل میں آیا۔ یہ ۱۳۱۵ھ کا واقعہ ہے۔

اساتذۂ کرام | جد امجد حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم۔ والد ماجد حضرت مولانا عبدالاسلام شاہ محمد عبدالسلام۔ عم محترم حضرت مولانا قاری بشیرالدین۔ مولوی عبدالرحمٰن افغانی مولوی جلال میر پشاوری (جبل پور میں) بریلی شریف میں مولانا رحم الٰہی اور مولانا ظہور احمد (مدرس منظر اسلام) رحمہم اللہ

مبین اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

آپ نے پہلی نعت شریف صرف نو سال کی عمر شریف یعنی ۱۳۱۲ھ میں سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں بطور نذرانہ پیش کی۔

اعلیٰ حضرت کے حضور میں زیارت حرمین طیبین سے واپسی پر ربیع الاول ۱۳۲۴ھ میں اعلیٰ حضرت کے دورۂ بمبئی کے دوران حجاج کرام کے استقبال کے وقت چودہ سال کی عمر شریف میں شرف حاصل کیا اس مبارک موقع پر ایک روز اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ آج عصر کے بعد ایک مجذوب بزرگ کی زیارت کے لئے باندرہ چلنا ہے حسب حکم حضرت حجۃ الاسلام حضرت برہان الملت وقت مقررہ پر خدمت میں پہنچ گئے اور اعلیٰ حضرت کی معیت میں باندرہ کی مسجد کے پاس ایک ٹین کے شیڈ میں پہنچ کر دیکھا کہ ایک بزرگ عمامہ باندھے پیر تخت سے لٹکائے بیٹھے دلائل الخیرات شریف دونوں ہاتھ سے آنکھوں کے بالکل متصل لئے پڑھنے میں مصروف ہیں۔ یہ ایک مجذوب سالک صوفی مولانا محمد سلطان نقشبندی المتوفی ۱۳۲۶ھ تھے۔ حضرت حجۃ الاسلام نے حضرت بُرہان الملت کو آہستہ سے ہدایت فرمائی کہ واپسی کے وقت حضرت کے پیچھے رہنا اور بزرگ کی قدم بوسی کر کے اپنے لئے دُعا کی درخواست کرنا۔ حسب ہدایت حضرت برہان الملت نے صوفی مولانا صاحب کی قدم بوسی فرمائی اور عرض کیا کہ میرے لئے دعائے خیر فرمائیے۔ بزرگ نے ان کی پیٹھ پر ہاتھ رکھکر دعا فرمائی اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"اس کے پیچھے چلتا جا۔ تیرے پیچھے سب چلیں گے۔"

وہاں سے واپسی پر اعلیٰ حضرت نے دریافت فرمایا کہ برہان میاں آپ نے بزرگ مجذوب سے کیا کہا تھا۔ اور انھوں نے کیا کہا۔ انہوں نے جو کچھ فرمایا تھا۔ حضور سے عرض کر دیا گیا اعلیٰ حضرت نے حضرت برہان المُلت کی پشت پر دست مبارک پھیرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تمہیں برہان الحق۔ برہان الدین۔ برہان السنۃ بنائے سب نے آمین کہا۔ دوسری بار اعلیٰ حضرت کے حضور میں اور شرف زیارت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ کی طلبی پر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ ۱۹۱۶ء میں حضرت مولانا عبدالسلام حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ السلام نے بریلی شریف کا قصد فرمایا۔ آپ نے اپنے والد ماجد کے ہمراہ سفر ہونے کی سعادت چاہی۔ اجازت حاصل ہونے پر آپ بھی آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف میں پہلی بار حاضر ہوئے۔ اور یہ شرف زیارت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا دوسرا موقعہ تھا۔ آپ نے اسی سفر کے دوران اثناء راہ میں ایک سلام بحبار گاہ خیرالانام علیہ التحیۃ والسلام بزبان فارسی عرض کیا۔

یہ سلام سماعت فرمانے کے بعد اعلیٰ حضرت نے حضرت حجۃ الاسلام سے فرمایا۔ کہ۔ مولانا! یہ سلام برہان میاں نے لکھا ہے۔ ماشاء اللہ بارک اللہ۔ پھر فرمایا۔ میں غور کرتا رہا کہ جامی کے طرز پر یہ کس نے طبع آزمائی کی ہے۔ کہاں ہیں برہان میاں۔ حضرت برہان ملت حضور کی طلبی پر حاضر حضور ہوئے اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نعت شریف پیش کرنے کی اجازت چاہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہوکر سُنانے کی اجازت دی۔ نعت شریف کو بہت پسند فرمایا۔ جسم اقدس پر برد شامی (شامی چادر) تھی۔ جسم اطہر سے اتار کر حسان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جسم پر اُڑھا دی۔ فقیر کیا حاضر کرے اتنا فرما کر سر اقدس سے عمامہ اتار کر حضرت برہان الملت کے فرق مبارک پر رکھکر انھیں مفتخر و سرفراز فرمایا۔

فیض ظاہری و باطنی کے لئے شوال المکرم ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۵ء تا ۱۹۱۷ء جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ مسلسل بریلی شریف میں قیام رہا۔ ۱۹۱۷ء ۱۳۳۵ھ میں سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بریلی شریف میں بیعت کی۔

۱۹۱۱ء ۱۳۲۹ھ سے دارالافتاء حجۃ الاسلام میں فتویٰ تحریر کرنا

شروع کیا۔

۱۹۱۷ء ۱۳۳۵ھ سے حضرت برہان ملت نے دار الافتاء عید الاسلام کی پورے طور پر ذمہ داری سنبھال لی۔

۲۶ جمادی الآخر ۱۳۳۶ھ جبلپور عید گاہ کلاں کے جلسۂ عام میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے آپ کو پینتالیس علوم اور گیارہ سلسلوں کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اور عید گاہ کلاں کے جلسۂ عام میں یہ ارشاد فرمایا۔

"مولانا عبد الاسلام۔ برہان میاں آپ کے جسمانی فرزند ہیں اور میرے روحانی فرزند دوران قیام بریلی میں فقیر نے ان کا ذہنی، علمی، عملی جائزہ بخوبی لیا ہے۔ اخلاق، تقوی، افتاء، اتباع سنت و شریعت وغیرہا میں ہر پہلو سے آزمالیا ہے۔ میں اپنے اس روحانی فرزند سعادت مند برہان الحق کو دستار فضیلت سے مزین کر کے پینتالیس علوم اور گیارہ سلسلوں کی اجازت دیتا ہوں۔"

اس ارشاد عالی کے بعد اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے حضرت برہان ملت کے سر پر دستار فضیلت مبارک دعاؤں کے ساتھ باندھنے کے بعد ارشاد فرمایا رب العزت تبارک و تعالیٰ میری روحانی ولد اعز کو ان کے نام برہان الحق کے ساتھ برہان الدین والملۃ اور برہان السنۃ بنائے اور حضرت عبد الاسلام کے ظل رحمت و عاطفت کے تحت دین متین و شرع مبین کی خدمت و حمایت پر ثابت قدم رکھے میں یہ رسم بریلی میں منظر اسلام کے سالانہ اجلاس میں انجام دینے والا تھا۔ مگر حسن اتفاق کہ جبلپور میں آپ حضرات کے درمیان موقعہ مل گیا۔ جبل پور میں ہی اسی موقعہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے دستار فضیلت و سند اجازت کے ساتھ تحریری سند خلافت سے بھی نوازا یہ عربی سند ضروری ترمیم و اضافے کے ساتھ دوسرے خلفاء عرب و عجم کو بھی عنایت فرمائی ہے۔ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت نے الاجازۃ المتینہ میں اپنے دست مبارک سے یہ کلمات تحریر فرمائے۔

یا ولدی و لبود کبدی و قرۃ عینی و عزۃ زینی ابن الفاضل الکامل جامع الفضائل قامع الرذائل مولانا۔ المولوی عبد السلام وقد لقبتہ عبد الاسلام جعلک اللہ کاسمک برہان الحق المبین و ناصر الدین المبین و کاسر رؤس المفسدین۔ آمین

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ، فی جبل پور بخط

۱۹۲۲ء ۱۳۴۱ھ حضرت والد ماجد عبد الاسلام علیہ الرحمۃ السلام کے ہمراہ حج و زیارت سے مستفیض ہوئے۔ خلافت کمیٹی اور ترک موالات کے مسئلہ پر صحیح اسلامی نقطۂ نظر کی وضاحت اور ترویج و اشاعت ۱۳۳۶ھ سے ۱۳۴۲ھ تک خلافت کانفرنس بریلی میں مولوی ابو الکلام سے مناظرہ رجب ۱۳۳۹ھ۔

شعبان ۱۳۳۹ھ مناظرہ بریلی ابو الکلام آزاد کے بعد اوائل شعبان میں بریلی میں قیام کے دوران نواب مرزا سلطان احمد صاحب اور ان کے بھائی صاحب نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے عرض کی کہ حضور ہندوستان کو انگریزوں کی حکومت سے نجات ملے گی اور ملک کو ان کی حکومت سے آزادی حاصل ہو گی۔ لہذا حصول آزادی کے بعد جمہوری تقاضوں کی بنیاد پر قاضی شرع و مفتی شرع کا تقرر کیسے ہو گا۔ ارشاد فرمائیں۔ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت نے ارشاد فرمایا کہ ہاں! ملک انگریزوں کے تسلط سے تو ضرور آزاد ہو جائے گا۔ قاضی شرع و مفتی شرع کے تقرر کے مسئلہ پر میں غور کروں گا۔

اس مختصر گفتگو کے بعد دوسرے یا تیسرے دن سرکار مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت نے بیٹھک میں صبح سے خاص طور سے بہ نفس نفیس کچھ انتظام کرائے بیٹھک کے تخت کو مخصوص تین نشستوں کے ساتھ مزین کرایا گیا۔ اور خود حضور امام اہل سنت تخت کے سامنے خلاف معمول ایک علاحدہ کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ روزانہ کے حاضرین دربار جمع ہو گئے تو سرکار اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا۔

"ملک انگریزوں کے تسلط سے ضرور آزاد ہو گا۔ جمہوریائی بنیادوں پر اس ملک کی حکومت کا قیام عمل میں آئے گا مگر

یں قاضی شرع اور مفتی شرع کے تقرر کیلئے اسلامی
ع قانون کی بنیاد پر سخت دشواری ہوگی۔
و نکہ ملک کے بنیادی قوانین میں ایسا کوئی لائحہ عمل نہ ہوگا
ی بنا پر قاضی شرع و مفتی شرع کا تقرر صحیح طور پر ہوسکے
یں آج ہی اس کی ابتدا کرنے جا رہا ہوں تاکہ یہ
جاری رہے اور آزادی کے بعد کوئی دشواری کا سامنا
پڑے اس کے بعد پھر ارشاد فرمایا آج میں پورے ملک
ستان کے لئے (حضرت) صدر الشریعۃ مولانا امجد علی
کو قاضی شرع مقرر کرتا ہوں! پھر حضرت صدر الشریعۃ
ستگیری فرماتے ہوئے اُن کو قاضی شرع کی مخصوص
ست پر دعاؤں کے ساتھ بیٹھا دیا۔

پھر حضرت مفتی اعظم ہند آل الرحمٰن مولانا مصطفےٰ رضا
صاحب کو طلب فرمایا۔ اور ان کا بھی ہاتھ تھام کر
شرع کی مدد کے لئے مفتی شرع انھیں مقرر فرمایا۔
نھیں بھی دعاؤں کے ساتھ قاضی شرع کے بازو میں
۔ پھر حضرت برہان الملت مولانا مفتی محمد برہان
صاحب کی دستگیری فرماتے ہوئے انھیں بھی قاضی شرع
د کے لئے مفتی شرع مقرر فرما کر مبارک دعاؤں کے
دوسری جانب انھیں بیٹھا دیا۔ پھر ہر سہ اصحاب
کے مناصب سے متعلق نصیحتیں اور ہدایات اور
د فرما کر مبارک دعاؤں سے نوازا۔

رمین طیبین پر نجدیوں کے مظالم پر احتجاجی جلسے و
ں کی قیادت اور اظہار غم وغصہ کے لئے اشتہارات
سائل کی طباعت واشاعت ۱۹۲۵ء۔

ال حضرت عبد الاسلام مولانا شاہ محمد عبد السلام علیہ
سلام ۱۴؍ جمادی الاول ۱۳۷۱ھ کے بعد بروز سوئم
دی الاول ۱۳۷۱ھ کو مراسم سجادہ نشینی ادا ہوئے
ی اردو اور طبی کانفرنس کے لئے مساعی ۱۹۵۰ء سے
زیارت حرمین طیبین دوسری بار ۱۳۷۶ھ مطابق
ہ مذہبی و ملی جماعتوں میں شرکت بانی جماعت
علی الحق جماعت رضائے مصطفےٰ سنی جمعیۃ العلماء
سنی لیگ انجمن تبلیغ سیرت۔ مسلم متحدہ محاذ مسلم پرسنل لاء
کمیٹی وغیرہا۔

خطبات استقبالیہ وصدارت آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء
برہان پور رجب ۱۳۷۷ھ ، آل بہار سنی کانفرنس
کارنجہ اکولہ برار شعبان ۱۳۷۷ھ ، جماعت رضائے
مصطفےٰ بھوج شوال ۹، ۱۳۷ھ ۱۹۵۹ء،
بھینس گڑھ مسلم کنونشن (مسلم متحدہ محاذ) جمادی الاول
۱۳۸۰ھ ، یوم ولادت امام احمد رضا ناگ پور شوال ۱۳۸۱ھ
بہار صوبائی سنی کانفرنس میدان بھیرہ صفر ۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۸ء

تصنیفات البرھان الجلی فیما یجوز بہ تقبیل اماکن
الصلحاء ، درۃ العنکر فی المسائل الصیام والفطر ،
قیامت کبریٰ گولا باری بر گنبد خضرا ، اجلال الیقین بتقدیس
سید المرسلین ۔ سوانح وہابیت کی تصویر ، چھپے تھانوی
کے پرخچے ، روح الوردہ لتنقیح فی سوالات بردہ ،
اسلام اور دو لاتی کبڑا ، چار فقہی فتوے ، المسلک الاظہر
فی تحقیق آزر ، فقہ الاحلال شہادات رویۃ الھلال ،
المعجزۃ العظمےٰ المحمدیہ ، تعلیم الاسلام فی تمیز الاحکام ،
اکرام امام احمد رضا ، صیانۃ الصلوٰت عن حیل البدعات ،
حیات اعلیٰ حضرت کا ایک ورق ، سوانح امام دین مجدد
مائۃ حاضرہ ، اکرامات مجدد اعظم ، نیز جلال مجدد اعظم ،
حالات ارتقاء عبد الاسلام ،
زبدۃ الاصفیا صدر الشریعۃ مولانا امجد علی (رضی الرحمٰن
تعالیٰ عنہ) ان تمام رسائل کے نام تاریخی ہیں پچھلے سات
رسائل غیر مطبوعہ ہیں بقیہ سب مطبوعہ ہیں نیز ان کے علاوہ
صدہا چھوٹے بڑے رسائل وقتی حالات کے مطابق دینی
ومذہبی وسیاسی شائع ہو چکے ہیں۔
ان رسائل کے علاوہ۔ المواھب الربانیہ بالفتاویٰ السلامیہ
والبرھانیہ ۱۹ جلدوں پر مشتمل جس کے قریب ساڑھے
سات ہزار صفحات سے زائد ہیں۔
احیائے سنت وترویج اشاعت مسلک کیلئے اسفار۔
حضرت برہان الملت علیہ الرحمۃ نے جو سفر صرف دینی و

مذہبی ضرورت کے پیش نظر فرمائے ان کی ایک طویل فہرست ہے ان کی تفصیل واحاطہ جوئے شیر لانے کے برابر ہے۔ سیر وسوانح حضرت برہان الملت علیہ الرحمۃ کی ترتیب وتدوین میں ان کا اجمالی ذکر کیا جاسکے گا۔

آخر ایام ووصال

حضرت سرکار برہان الملت علیہ الرحمۃ والرضوان پر پہلی بار ۱۹۷۰ء میں دل کا دورہ پڑا تھا بفضلہٖ تبارک وتعالیٰ حضور چند روز کے بعد صحت یاب ہو گئے۔ مگر عمر شریف کے تقاضے نیز چند در چند عوارض لاحقہ کے باعث اکثر صحت خراب رہتی۔ پھر بھی دارالافتاء کی ذمہ داریاں پوری فرماتے ہوئے خدمت دین ومذہب و ترویج واستحکام مسلک اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کے لئے وہ ہمیشہ ہمہ تن مصروف رہے۔ اور باوجود پیرانہ سالی اور انتہائی ضعف ونقاہت کے ہوتے ہوئے دور دراز علاقوں کے طویل سفر بھی آپ نے فرمائے۔

حضور سیدی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کوٹہ (راجستھان) کے حادثہ فاجعہ کے بعد مسلسل چند سال عرس رضوی عیدالاسلامی کے موقعہ پر جبلپور تشریف نہ لاسکے پھر غلامان رضوی سلامی کی خوش نصیبی کہ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ میں حضور مفتیٔ اعظم ہند جبل پور تشریف فرما ہوئے اور قریب ڈیڑھ ماہ قیام فرمایا۔ اِسی دوران قیام میں حضور مفتی اعظم ہند پر شفا وصحت کے امید افزاء آثار نمایاں ہوئے اور سرکار مفتی اعظم ہند نے جبلپور سے ناگ پور، بھنڈ، تمر، گوندیا بالاگھاٹ، کٹنگی جبلپور، دموہ، ساگر، ٹیکم گڑھ، مجھولی، کھتولا بازار، سیہورہ، کٹنی وغیرہ کے بھی سفر فرمائے۔

ان اسفار سے واپسی کے بعد غلامان رضوی، نوری سلامی، برہانی نے سرکار آل الرحمٰن حضرت مفتیٔ اعظم ہند سرکار برہان الملت مفتی اعظم مدھیہ پردیش کا جشن صحت بڑے تزک واحتشام کے ساتھ ۱۳، ۱۴، صفر المظفر ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۳، ۱۴، جنوری ۱۹۷۹ء کو منڈی مدار ٹیکری رضا چوک کے وسیع میدان میں دو روزہ عظیم الشان اجلاس منعقد کیا جس میں جلسہ گاہ میں مخصوص نشست

ہر دو مفتی اعظم کے پیچھے جلی حرفوں میں یہ شعر تحریر کر کے آویزاں کیا گیا تھا۔

آل الرحمٰن۔ برہان الحق + شرق پہ برق گراتے ہیں

نمایاں طور پر تحریر اس شعر کے پڑھنے کے بعد ان ہر دو اکابرین اہلسنت وجماعت کے مقام۔ یگانگت ومحبت اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ کی ان پر توجہات خصو کے ساتھ انعامات واکرامات کے تمام تصورات ایک ایک کرکے عقیدت مندوں کی نگاہوں میں ابھر کر سامنے آتے

جشن صحت کے دوسرے دن کے جلسے کے موقع پر ... حسن رضوی بمبئی والوں نے ایک قصیدہ پڑھا تھا جس کا مطلع تھا

؎ یاالٰہی ترے فضل کے سائے میں مفتیٔ اعظم دین وملت ر
میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر میرا پیر طریقت سلامت

ابھی رضوی صاحب نے یہ مطلع پڑھا ہی تھا اور اس کی تکرار کرتے ہوئے دوسرے مصرع کو جب انھوں نے پھر پڑھا تو حضرت مفتی اعظم ہند جو تکیہ سے سہارا لئے ہوئے تشریف فرما تھے یکایک فرط مسرت اور جوش محبت سیدھے بیٹھتے ہوئے اور قدرے اٹھتے ہوئے ارشا فرمایا کہ اس مصرع کو اس طرح سے پڑھئے۔

ع میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر میرا: برہان ملت سلامت رہے۔"

لفظ "برہان ملت" حضرت مفتیٔ اعظم ہند نے اس قدر محبت کے ساتھ اور حضرت برہان ملت کی طرف اشا فرماتے ہوئے ارشاد فرمائے تھے کہ کچھ لوگوں کی آنکھ میں فرط مسرت سے آنسوؤں کے موتی جھلملاتے نظر آنے مگر کچھ لوگ کی ایسے بھی تھے جنھوں نے اِسی وقت ا کر لیا کہ اللہ کے ایک ولی، وقت کے غوث حضور سید مفتی اعظم ہند نے حضرت برہان الملت کیلئے درازیٔ عم دعا فرمائی ہے اور یہ بشارت بھی دیدی ہے کہ میر بعد دنیائے سنیت حضرت برہان الملت کے فیوض وبرکا سے مستفیض وفائز المرام ہوتی رہے گی۔

رت برہان الملت حق آگاہ و معرفت حضرت مفتی اعظم
کے برجستہ عارفانہ ارشاد عالی پر کبیدہ خاطر اور غمگین نظر
مگر جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا تھا اور جو ارشاد فرمانا تھا
فرمایا جا چکا تھا۔ پھر دنیا نے دیکھا سنا اور جانا کہ دنیا
کے لئے وہ وقت آ ہی گیا جبکہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ
والرضوان کا ارشاد پورا ہو کر رہا ہے ؏

ہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر، میرا برہان ملت
ت رہے"

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے جشنِ صحت کو ابھی
بھی پورے ہونے کو نہ آئے تھے کہ ۱۴ محرم الحرام
کو داعی اجل کو لبیک کہا اور اس مصرع کے دوسرے
طرح سرکار مفتی اعظم ہند نے دعائیہ انداز میں
یا تھا کہ "میرا برہان ملت سلامت رہے" کے عین
سرکار برہان الملت صحت و سلامتی کے ساتھ اسی
دین و مذہب و مسلک فرماتے رہے جس طرح
سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی حیات طیبہ کا اصل
تھا۔ حضور سرکار مفتی اعظم ہند و سرکار مفتی اعظم
پردیش کی حیات ظاہری و باطنی میں کچھ ایسی مماثلتیں
ہیں کہ ان واقعات پر حیرت ہوتی ہے۔ ولادت
ستاذ و مرشد کا کرم، والد ماجد اور پدر روحانی کی
عنایات کے ساتھ ہر دو اکابرین عظام کی حیات میں
لت رہی ہے جس کا تذکرہ اکثر و بیشتر حضرت سرکار
ملت کی بارگاہ اقدس میں حاضری کے وقت ہوتا۔
ثلت و مماثلت کا تذکرہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت
تعالےٰ عنہ نے بھی اپنے ایک صحیفۂ گرامی میں
ہے۔

شنبہ ۸ دسمبر ۱۹۸۴ء کو بعد نماز مغرب سرکار برہان
علیہ الرحمۃ پر چودہ سال کے بعد دل کا سخت دورہ
رہویں دن صبح ہی سے حالت زیادہ غیر ہونے لگی
ن عالی وقار مولانا محمد محمود احمد و مولانا محمد حامد
بزرگان حضرت مولوی محمد شاہد رضا و فیضان الحق
و رضوان الحق صاحبان اور گھر کے تمام اعزہ و اقارب
انتہائی پریشانی و سراسیمگی کی حالت میں نظر آنے لگے۔
ڈاکٹروں کی ٹیم صبح ہی سے معالجہ کے لئے ہمہ تن مصروف
رہی مگر سہ پہر ظہر کے بعد سے ناامیدیاں اور مایوسیاں
بڑھتی ہی رہیں۔

شہزادۂ معظم حضرت مولانا محمد محمود احمد صاحب نے
حکم فرمایا کہ حضرت کے حضور حاضر ہو کر یٰسین شریف
کی تلاوت کرو۔ حسب حکم یٰسین شریف کی تلاوت کی
گئی پھر نماز عصر کے بعد بھی یٰسین شریف کی تلاوت
کی گئی۔

مولانا حامد میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت
فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد فرمودہ دعا و ورد
جس کی حضرت برہان الملت کو اعلیٰ حضرت نے اجازت
مرحمت فرمائی تھی پڑھنے اور اذان پڑھنے کا حکم فرمایا
اعلیٰ حضرت کی وہ ارشاد فرمودہ دعا جسے حضرت برہان

قطعات

پیکرِ شریعت ہیں مظہرِ طریقت ہیں
میرے پیر و مرشد کی شان ہی نرالی ہے
نجدیت کے طوفاں میں گھر گئی تھی جو کشتی
علم کے سمندر میں ڈوب کے نکالی ہے

•

ولی ابنِ ولی مفتیٔ اعظم آپ کو آقا
نگاہیں ڈھونڈتی پھرتی ہیں ہر سو اشکبار اپنی
شبیہِ غوث جسکو دیکھتے ہی یاد آتی تھی
وہی صورت دکھا دیجئے ہمیں پھر ایکبار اپنی

• تمس مصطفوی

ملت بعد نماز فجر و بعد نماز مغرب تین بار۔ اول آخر درود شریف کے ساتھ التزاماً ورد فرماتے ہیں۔

ءَ أُذْكُرُ حَاجَتِي ام قَدْ كَفَانِيْ
حَيَاءُكَ اَنَّ شِيْمَتَكَ الْحَيَاءُ
كَرِيْمٌ لَا تُغَيِّرُهٗ ذُنُوْبٌ
عَنِ الْخُلْقِ الْكَرِيْمِ وَلَا خِفَاءُ
رَسُوْلُ اللّٰهِ فَضْلُكَ لَيْسَ يُحْصٰى
وَلَيْسَ لِجُوْدِكَ السَّامِيْ انْتِهَاءُ
فَاِنْ اَكْرَمْتَنَا دُنْيَا وَاُخْرٰى
فَلَيْسَ الْبَحْرُ تَنْقُصُهُ الدِّلَاءُ
اَغِثْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ
اَغِثْنِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ
اَغِثْنِيْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ
اَغِثْنِيْ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ

یہ دعا جب حضرت قبلہ کے سامنے پڑھی گئی تو دیکھا گیا

حضرت علیہ الرحمۃ بھی اس کا برابر ورد فرماتے او
طرح اذان کے الفاظ بھی برابر دہراتے نماز مغرب
وقت ہو چکا تھا نماز مغرب کے بعد پھر اذان پڑھ
اور ورد مذکور کیا گیا حضرت نے اس وقت بھی ورد
اذان کے الفاظ بھی دہرائے پھر سورۂ یٰسین شر
کی تلاوت کی گئی۔

ابھی سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت مکمل بھی نہ
پائی تھی کہ سرکار برہان الملت نے جان عزیز ذکر
ساتھ جان آفریں کے سپرد فرماتے ہوئے داعی اجل
لبیک کہا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون۔)

ادھر آستانۂ عالیہ کے باہر موجود تمام عقیدت مند
حضرت کے وصال کی خبر دی گئی کہ آج ۲۶ ربیع الاو
شریف ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۸۴ء شب یوم جمع
سوا چھ بجے حضور سرکار برہان الملت نے داعی اجل
لبیک کہا۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)

۲۲ دسمبر ۸۴ء کو صبح ساڑھے نو بجے حضرت کے جسد
کو آستانہ عالیہ سے ان کی ابدی آرام گاہ کی طرف لیجا
کے لئے قریب ڈیڑھ لاکھ ہر مذہب و قوم و سماج کے
لوگوں کے مجمع نے ڈھائی گھنٹے میں وہ مختصر راہ طے کی
جو صرف آدھا گھنٹہ کی ہے سوا بارہ بجے عیدگاہ کلاں
رانی تال میں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں نے نماز جناز
ادا کی۔ وصیت کے مطابق نماز جنازہ حضرت محمود الملت
مولانا مفتی محمد محمود احمد صاحب دامت برکاتہم نے
پڑھائی۔ اور پھر تدفین عمل میں آئی۔

انسان اور انسانیت کی معراج

ماہ رجب کے فضائل و اعمال

سید محمد ہادی معینی

دکیل اشرفی صاحبزادہ سید محمد ہادی معینی (بیت النور - بالائے جھالرا اجمیر شریف) نے عرس مبارک حضرت خواجہ غریب نواز کے موقع پر عام رسالہ سائز کے ۱۶ صفحات پر مشتمل ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں احادیث مقدسہ کی روشنی میں ماہ رجب اور اس کی مختلف تاریخوں خاص طور پر معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس تاریخ کی عظمت، اہمیت اور فضیلت نیز مختلف تاریخوں میں عبادت و ریاضت اور شب بیداری کے نورانی وعرفانی معمولات کا مفصل ذکر و تذکرہ کیا گیا ہے - زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہونچانے کیلئے یہ رسالہ ہندی زبان میں ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے حضرت خواجہ کے شیدائیوں تک پہونچایا گیا ہے - ہم اس مضمون کو ذیل میں پیش کر رہے ہیں امید ہے کہ قارئین پسند فرمائیں گے -

(ادارہ)

پیدائش آدم ہی سے انسان اپنی ضرورتوں کو
را کرنیکی تلاش میں رہا، بس اسی فکر میں رہا کہ اس کی
رورتیں کسی بھی طرح پوری ہوں - جہاں تک اس کے بس
تھا وہ اپنی ضرورتوں کو پورا کرتا رہا مگر جب کبھی وہ اکیلے
ی چیز کو حاصل کرنے میں ناکام ہوا تو اس نے دوسروں
سہارا لیا - آہستہ آہستہ جب بھی انسان ایک
رے کو سہارا دینے کیلئے یکجا ہوا تو اس اجتماعیت
بیلوں کا روپ لیا - ان قبیلوں نے قصبوں کا، قصبوں
شہروں اور شہروں نے صوبوں اور ملکوں کا روپ
یا - بس پھر کیا تھا انسان ایک دوسرے کو ماتحت
نے کیلئے اس پر حکومت کرنیکی بھرپور کوشش کرنے
ادھر ہر شخص کے دل میں جب یہ احساس بیدار ہوا
ں کامیابی کی وجہ میں بھی ہوں تو وہ اب اپنی صرف
میابی حاصل کرنیکی جستجو میں رہا اور اختلافات
شروع ہو گئے - ہر شخص ایک دوسرے پر ظلم ڈھانے
لگا - اللہ کی بنائی ہوئی مخلوق میں انسان کو رب تبارک
و تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کا درجہ دیا - اس نے اس
پاک چولے کو اتار کر درندوں اور وحشیوں کا چولا پہن لیا
رب کائنات نے پھر اپنی رحمت بندوں پر نازل فرمائی
اور اپنے نبیوں، رسولوں، ولیوں اور صوفیوں کی مقدس
جماعت بھیجی - نسل انسانی کو یہ جماعت تعلیم دیتی رہی کہ
ایک ہو کر رہو مگر نیک رہو، کسی کو دکھ نہ پہونچاؤ،
غلط سلوک مت کرو - ان اللہ والوں کے دیئے ہوئے
پیغام اور اپدیشوں سے اللہ کے بتائے ہوئے راستوں پر
چل کر بھٹکے انسانوں نے اپنی زندگی کو پھر پاک و صاف
بنایا - اس کامیابی کی بنیاد کیا تھی انسان کا آدمی کے مقام
و مرتبہ سے واقف ہونا اور یہ ایک حقیقت ہے کہ
انسان کی انسانیت سے واقف ہونا ہی انسان کی

خالقِ لوح و قلم سے نبیرۂ اعلیٰ حضرت کی دعا

نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا محمد سبحان رضا خاں صاحب سبحانی میاں سجادہ نشیں و متولی خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ و مدیر ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف کی تحریر پر تنویر!۔

فقیر کو یہ جان کر بہت مسرت اور دلی کیف حاصل ہوا کہ حضرت مولانا طیش صاحب صدیقی ماہنامہ لیس کا "مفتیٔ اعظم نمبر" شائع فرما رہے ہیں۔ فخر صحافت مولانا طیش صاحب کا یہ اقدام لائق صد تحسین ہے۔ اپنے بزرگوں کے واقعات زندگی کو تازہ رکھنا، ان کی سیرت کو محفوظ رکھنا یہ بھی ایک دینی و ملی خدمت ہے۔ خالق لوح و قلم مولانا کی اس نوری کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور "مفتیٔ اعظم نمبر" اہلِ سنت میں زیادہ سے زیادہ اثر پذیر ہو۔ آمین۔

حضرت راز الٰہ آبادی کا مکتوبِ گرامی

مکرمی برادرِ طریقت حضرت علامہ طیش صدیقی صاحب۔ سلام مسنون!

تقریباً دو ہفتہ قبل آپ کا لفافہ نظر نواز ہوا تھا جس میں مضمون طلب کیا تھا۔ یہ بہت ہی مبارک باعثِ برکت، باعثِ ترقی آپ قدم اٹھا رہے ہیں جو قطبِ عالم حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب کر کے رسالہ نکال رہے ہیں اور رضا اکاڈمی قابلِ مبارکباد ہے جو اس کی اشاعت میں اپنا تعاون دے رہی ہے۔

ادارۂ الرئیس سے تعاون کیجئے

حضرت مولانا محمد سعید جیلانی سابق مدیر ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے تاثرات:-

ادارۂ الرئیس (ڈائجسٹ) لائق صد مبارکباد ہے کہ اس نے حضور مفتی اعظم کے سو سالہ جشن ولادت کے موقع پر حضرت کی زندگی پر ایک حقیقی دستاویز قوم کو دینے کا عزم کیا ہے۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اس دستاویز کو گھر گھر پہونچانے میں ادارہ کے ساتھ تعاون کریں۔

(سنہ ۱۴۱۰ھ) اوج فتح ونصرت اولیائے حق ۱۴۱۰

۱۹۹۰ ثمرۂ دولت لیلۃ القدر (سنہ ۱۹۹۰ء)

اے کفر! سربلند ہو، لیکن رہے خیال،
ہم بھی ہیں اپنے وقت کے موسیٰ ترے لئے!

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ زینی پلا ورم مدراس میں حضرت بدرالدین شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی درگاہ مسجد، جس پر عرصہ دراز سے تبلیغی قابض تھے۔ ان سے پاک ہوگئی۔ گزشتہ شب قدر ماہ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ میں جب حسب معمول اہل محلہ شب قدر کی عبادات کے لئے کثیر تعداد میں جمع تھے تو بوقت بیع حسب معمول تبلیغی نصاب پڑھنے کیلئے امیر جماعت نے اعلان کیا کہ جو ایمان والے ہیں بیٹھ جائیں جو بے ایمان ہیں چلے جائیں۔ اس شیطانی اعلان کو سن کر نوجوانان اہل سنت وجماعت بھڑک اٹھے اور فوراً جناب متولی عبداللطیف شاہ صاحب کو بلا بھیجا۔ جب وہ آگئے تو سب اہل جماعت نے ان سے پوچھا یہ مسجد سنت جماعت کی ہے یا وہابی جماعت کی؟ متولی صاحب نے کہا کہ سنت جماعت کی ہے۔ تب سب نے مل کر متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ آئندہ اس مسجد میں تبلیغی نصاب نہیں پڑھا جائے گا اور سنت جماعت کے معمولات انجام پائیں گے۔ الحمد للہ! خطیب اہل سنت حضرت الحاج مولانا حافظ کلیم ہزاروی رضوی اور دیگر علمائے اہل سنت وجماعت کے بیانات جو کئی سالوں سے وہاں مسلسل ہو رہے تھے رنگ لائے اہل حق کا بول بالا اور باطل کا منہ کالا ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت یہ بھی ہے کہ... منافقین کو مسجد والے سے نکالا جائے۔ سچ کہا ہے امام احمد رضا نے کہ ؎

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

(میلاد النبی کمیٹی اہل سنت وجماعت زینی پلاورم مدراس)

مصطفےٰ خالد صدیقی سلمہ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! صلوٰۃ وسلام نمبر کی پانچ کاپیاں ملیں جزاک اللہ خیرا الجزا۔

قطعۂ تاریخی

مرحبا صد مرحبا اے مدیر الرئیس بارک اللہ
اک ایک پرچہ بنے الرئیس نمبر جزاک اللہ
سلامت تا قیامت یہ الرئیس کلیم ہزاروی
جمال محبوب مصطفےٰ خالد صدیقی سلمہ اللہ

چونکہ الرئیس کا ہر پرچہ کوئی نہ کوئی نمبر ہوتا ہے لہٰذا اس کو "علی المنبر" کیوں نہ کر دیں تاکہ اس کی آمد پر ہر ایک کہے ؎

اِذَا جَاءَ الْخَطِیْبُ عَلَی الْمِنْبَرِ
فَقَالَ اَنْتَظِرُ ھٰذَا الرَّئِیْسُ نَمْبَرُ

حضرت اقدس علامہ طیش صدیقی صاحب قبلہ کی خدمت عالیہ میں اس فقیر سراپا تقصیر کا ہدیہ سلام سنت الاسلام بصد ادب واحترام پیش فرمادیں! نیز ادارہ کے تمامی حضرات کو حسب مراتب میرا پیام وسلام پہونچادیں۔ (حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر کلیم ہزاروی عرف رحمانی بابا)

انجمن سیرت غریب نواز کا اہم اقدام

اجمیر شریف میں دینی مدرسہ کا قیام

علم اور علماء کے قدرداں شیدائیان غریب نواز کو یہ معلوم کر کے یقیناً مسرت و شادمانی ہوگی کہ انجمن سیرت غریب نواز نے اپنے ایک اہم اور انقلابی اقدام کے طور پر ایک دینی مدرسہ "جامعۂ مُعینیہ صُوفیہ چشتیہ" قائم کر دیا ہے

اس مدرسہ میں طالبانِ علم دین کی تعلیم و تربیت کے لیے مستند اساتذہ و علمائے اہل سنت کا انتظام کیا گیا ہے۔ مستحق اور ضرورت مند شوقین طلباء کو اعلیٰ تعلیم کیلئے وظیفہ دینے کا بھی بندوبست کیا گیا ہے۔

رابطہ کا پتہ :- سکریٹری انجمن سیرت خواجہ غریب نواز لنگارہ شاہ درگاہ شریف اجمیر

ماہنامہ اعلیٰحضرت گلبرگہ شریف میں

حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ۵۸۵ ویں عرس مبارک کے موقع پر گلبرگہ شریف میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی تو شہر میں کچھ دردمندانِ ملت سے بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ان میں جناب عطاء اللہ صاحب (مالک مکتبۂ رفاہ عام نزد درگاہ بندہ نواز)، جناب محمد ایوب صاحب (کلاتھ مرچنٹ) الحاج عبدالکریم صاحب (کرانہ مرچنٹ) جناب محمد عبدالحمید صاحب (سلک سینٹر) جناب سجاد حسین صاحب (اسٹیشن بازار) اور جناب سید یونس صاحب (نزد درگاہ) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات نے مکمل عالمی ڈائجسٹ ماہنامہ اعلیٰحضرت کانپور کی توسیع اشاعت میں بھرپور دلچسپی لی

قابل صد احترام پیکر خلوص و محبت حضرت علامہ قمر الحسن صدیقی صاحب۔
بے شمار سلام

مزاج گرامی!

سب سے پہلے "صلوٰۃ و سلام نمبر" کی مبارکباد قبول فرمائیں۔ خداوند کریم آپکو دارین میں بہترین صلہ عطا فرمائے آمین۔ یہ کام آج کے دور میں بہت ہی دشوار ہے مگر آپ ایک مستقل چٹان کی طرح اپنی جگہ قائم ہیں مرد مجاہد کی یہی پہچان ہے۔ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں جو آپکے بارے میں تحریر کر سکوں بس اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ آپ نے جو قدم دین کی خدمت کے لئے اٹھایا ہے اس منزل میں اچھے اچھے ڈگمگا سکتے ہیں اور تھک کر بیٹھ سکتے ہیں۔ خداوند کریم آپ کو کامیابی و کامرانی عطا فرمائے اور اعلیٰحضرت کو مقبول خلائق بنائے آمین۔ ادارے کے جملہ صاحبان کی خدمت میں السلام علیکم۔ ان سب کی محنت کو بھی خداوند قدوس قبول کرے۔ (آمین) (قمر مصطفوی شمس آبادی)

از میران پور کٹرہ ضلع شاہجہانپور

دردمندانہ اپیل

جانباز اکیڈمی ایک عرصہ سے کشمیر کی سرزمین پر اہل سنت و جماعت کے لئے کام کر رہی ہے اور آپ کی دعا سے ہمارے عزائم بہت ہی پختہ ہے ہم نے دانشوروں اور کتب بینی کرنیوالوں کے لئے کافی سہولتیں دے رکھی ہیں جس میں ہمیں مالی تعاون کی سخت ضرورت ہے۔ اگر آپ دردمندانِ ملت ہماری مدد کریں تو ممکن ہے کہ ہم اس مقصد عظیم میں کامیاب ہو جائیں۔ قارئین اعلیٰحضرت سے گذارش ہے کہ آپ ہماری اس اکیڈمی کو مضبوط و مستحکم بنا کر ثواب دارین حاصل کریں۔ آمین۔ (خورشید احمد شاہ سکریٹری جانباز اکیڈمی تحان پورہ ضلع بارہ مولہ ۱۹۳۱۰۱ کشمیر)

حضرت محبوبِ ملّت کا عرس

بمبئی: حضور محبوب ملت حضرت مولانا مفتی محمد محبوب علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس مبارک کی سہ روزہ شاندار تقریبات ۲۲، ۲۳، ۲۴ جمادی الآخر مطابق ۳۰، ۳۱ دسمبر یکم جنوری ۹۲ء کو انتہائی عقیدت و احترام کے ساتھ منعقد ہوئیں جن میں شہر کے ممتاز علماء، قراء، حفاظ اور بڑی تعداد میں مریدین و معتقدین نے حصہ لیا اور حضرت محبوب ملت کی مبارک زندگی اور مقدس کارناموں پر عقیدت و محبت کے پھول نچھاور کئے۔ حضرت علیہ الرحمہ کے شہزادگان حضرت مولانا محمد منصور علی خاں اور حضرت مولانا محمد مقصود علی خاں نے مہمانوں کا فراخدلانہ خیر مقدم کیا۔

جلسۂ پیغام بیداری

۱۶ جمادی الآخر مطابق ۲۴ دسمبر سہ شنبہ کو بعد نماز عشا گوونڈی (بمبئی) میں ایک شاندار "جلسۂ پیغام بیداری" منعقد ہوا جس میں شہر کے بہت سے علماء، قاری صاحبان اور شاعروں نے حصہ لیا۔ دراصل یہ جلسہ علاقہ کے ایک معزز شخص جناب محی الدین علی شیخ کی اہلیہ محترمہ مریم بی بی مرحومہ کے فاتحۂ چہلم کے سلسلہ میں منعقد ہوا تھا جسے مذکورہ بالا عنوان دیدیا گیا تھا۔ اس سے قبل بعد نماز ظہر قرآن خوانی اور ایصال ثواب ہوا۔ جلسہ میں مقررین نے عظمت مصطفےٰ، فلسفۂ موت اور ملت اسلامیہ کی بیداری کے متعلق پرجوش اور ولولہ انگیز تقریریں کیں۔

ان میں حضرت مولانا عبد الجبار صاحب اعظمی، مولانا محمد حنیف صاحب قبلہ اعظمی، مولانا عبد الحنان صاحب نعیمی، مولانا عبد الرزاق صاحب جبل پوری، مولانا عبد الرحیم صاحب قادری، مولانا شفیق صاحب رضوی، مولانا شکیل احمد صاحب رضوی، مولانا جان محمد رضوی بمبئی وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جناب مصطفےٰ خالد صدیقی قادری برکاتی نے عقیدتمندی کے پورے اور پرخلوص جذبہ کے ساتھ اس تقریب میں شرکت کی۔

نذرِ عقیدت

(مولانا محمد مجیب القادری)

السلام اے سنیت کے تاجدار
السلام اے مونس صد افتخار

السلام احمد رضا کے شہر یار
یعنی گلزار رضا کے گلعذار

میرے مخدوم مکرم پر سلام
گر قبول افتد زہے عز و وقار

صرف اک جذبۂ عقیدت کے طفیل
مجھ پہ رازِ عشق اب ہے آشکار

کامراں باب اثر کو چھو کے آج
لوٹ آئی ہے مرے دل کی پکار

میرا عزم دل مرا رہبر رہا
مشکلیں رستے میں آئیں بے شمار

رہبری کرتا رہے گا عمر بھر
اے مجیب القادری اس در کا پیار

نوری ہال کا افتتاح

پوربندر (گجرات) میں سیدنا سرکار مفتی اعظم علامہ الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں نوری کے صد سالہ جشن کی خوشی میں ان کے شیدائیوں نے "نوری ہال" قائم کیا ہے جس کا افتتاح رضا اکیڈمی بمبئی کے بانی بھائی محمد سعید نوری صاحب کے مبارک ہاتھوں سے ہوا جس میں حضرت مولانا مجیب اشرف صاحب، حضرت مولانا عبد الستار ہمدانی و دیگر علمائے کرام نے شرکت کی۔ (نمائندہ دار العلوم غوث اعظم پوربندر)

مفتیٔ اعظم نمبر
(حصہ دوئم) کی
اشاعت کا اعلان
ایک عالم باعمل، ایک ولیٔ کامل، ایک عارف باللہ، ایک مرد حق آگاہ، ایک عظیم المرتبت بزر
ایک وسیع انسان، ایک باوقار فقیہ، ایک حق گو مفتی، ایک عاشق رسول و آل رسول، ایک فدائی ص
غلامانِ رسول، ایک متبع سنت، تاجدار ملت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ کی سیرت
اور حیات مطہرہ کے سینکڑوں گوشے ہیں جنھیں خراج عقیدت پیش کیا جانا چاہئے، پچھلے دس، گیارہ
برسوں کے اندر حضرت گرامی کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ مگر۔ ابھی بہت کچھ لکھا جانا چاہیے
لکھا جائے گا اور انشاء اللہ یہ سلسلہ تا قیام قیامت جاری رہے گا۔
مفتیٔ اعظم کے معاصرین، مفتیٔ اعظم کے صحبت یافتہ، مفتیٔ اعظم کے تلامذہ، مفتیٔ اعظم کے خلفاء اور
مفتیٔ اعظم کے مداح بہت سے ایسے پہلو ہیں جنھیں ادارہ ... اپنی عقیدت و محبت کے اظہار کا
عنوان بنانا چاہتا تھا مگر اپنی گوناگوں مجبوریوں، حالات کی ناساعدت اور وقت و سرمایہ کی قلت نے
فوری طور پر ایسا نہ کرنے دیا۔ لیکن انشاء المولیٰ تبارک و تعالیٰ ثم انشاء المولیٰ تبارک و تعالیٰ
چند ہی دنوں میں عرس حضور سیدی، سرکار مفتیٔ اعظم و اعلیٰ حضرت کے مبارک و پرمسرت موقع پر
صفر المظفر ۱۴۱۲ھ میں "مفتیٔ اعظم نمبر (حصہ دوم)" پیش کریں گے۔
تمام اہل قلم علمائے کرام و مشائخ عظام اور شعرائے ذوی الاحترام نیز حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ کے
شیدائی صاحبانِ زر و مال سے دردمندانہ گزارش ہے کہ وہ ہمارے اس مقدس اور مبارک خیال کو
عملی جامہ پہنانے میں دل کھول کر دامے، درمے، قدمے، قلمے اور سخنے مدد فرمائیں اور اجر عظیم
حاصل کریں۔
خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ
مینیجر ماہنامہ ... ڈائجسٹ ۹۹/۳۳ ... کانپور
Phone 247005